

اسلام علیکم !!!

ہماری ویب سائٹ پر شائع ہونے والے تمام ناولز اور مواد بمعہ مصنفہ / مصنف کے نام سے محفوظ ہیں۔  
بغیر اجازت کوئی بھی شخص ان تمام ناولز یا مواد سے متعلق مسودہ ویب سائٹ یا مصنفہ / مصنف کی اجازت کے  
بغیر نقل نہیں کر سکتا۔

نقل شدہ مواد پکڑے جانے کی صورت میں متعلقہ فرد / بلاگ / ویب سائٹ کو درپیش آنے والے مسائل کا وہ خود  
ذمہ دار ہوگا۔

نوٹ:

ہمیں اپنی ویب سائٹ کلاسیک اردو میٹیریل کے لیے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا  
ناول / ناولٹ / افسانہ / کالم / آرٹیکل / شاعری شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا  
استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

Email Address

[bestreadingmaterial@gmail.com](mailto:bestreadingmaterial@gmail.com)

[Classicnovels04@gmail.com](mailto:Classicnovels04@gmail.com)

Facebook Group: Classic Urdu Material

Facebook Page:

<https://www.facebook.com/ClassicUrduMaterial/>

ان شاء اللہ آپکی تحریر ایک ہفتہ کے اندر اندر ویب سائٹ پر شائع کر دی جائے گی۔  
مزید تفصیلات کے لیے اوپر دیے گئے ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔

شکریہ

انتظامیہ کلاسیک اردو میٹیریل

## مشن 201

مکمل ناول

پیش لفظ:

السلام و علیکم! اسے لکھنے والی چھ رائیٹرز ہیں، در شہوار ملک، ضحیٰ قادر، تحریم فاطمہ، وجیہ، عائشہ خانزادی۔

\*\*\*\*\*

سین 1

از قلم در شہوار ملک۔

"السلام علیکم امی"

"کہاں ہو تم ارتضیٰ" رخسانہ نے عجلت میں کہا

"کیا ہوا ماما سب ٹھیک تو ہے نہ بتایا تو تھا آج انٹرویو ہے میرا" ارتضیٰ جلدی سے کھڑا ہو گیا وہ انٹرویو دیئے آیا ہوا تھا اس کی باری آنے والی تھی لیکن اس سے پہلے اسے گھر سے کال آگئی۔۔۔۔

"بچے جلدی سے گھر آ جاؤ" رخسانہ نے روتے ہوئے کہا ارتضیٰ کا دل ڈوبنے لگا "خیریت تو ہے نہ ماما" لیکن کال منقطع ہو چکی تھی۔۔۔ رخسانہ نے ارتضیٰ کے بولنے سے پہلے کال منقطع کر دی وہ ارتضیٰ سے مزید بات کرنے کی ساکت نہیں رکھتی تھی۔۔۔

"آئیے سر۔۔" اس سے پہلے آنے والا اپنی بات مکمل کرتا ارتضیٰ تیزی سے اٹھا اور باہر کی طرف لپکا اسے کچھ ہوش نہیں تھا اس کے کانوں میں بس رخسانہ کی روتی ہوئی آواز گونج رہی تھی گرتے پڑتے وہ آدھے گھنٹے میں گھر پہنچا۔۔۔

!.....!

"تو بیٹھ چائے پی میں آتا ہوں جانا نہیں تو" شعیب کہنے کے بعد ڈھالے سے باہر نکل گیا تھوڑی دور جا کر موبائل نکالا دو تین بیل کے بعد فون اٹھا لیا گیا

"ہاں بول شعیب" فون اٹھانے والے نے عجلت میں کہاں

"دو منٹ بات سن شیدے باس کہاں ہے"

"کیوں اب کیا مسئلہ ہوا تیرے ساتھ" شیدے نے پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

"تو بک نہیں جو بھونک رہا ہوں اس کا بتا سالے" شعیب نے بھی اسی کی زبان میں جواب دیا  
"ہاں پتا ہے باس کا بڑا ہمدرد ہے تو چیخے گا تو سہی"  
"دیکھ شیدے کھوپڑی گرم ہے جو کہہ رہا ہو وہ بتا"  
"اچھا زیادہ بھاؤ نہ کھا باس آرام کر رہا ہے ابھی"  
"چل صحیح ہے میں لگاتا ہوں کل چکر"

کہنے کے بعد شعیب نے کال منقطع کر دی وہ جانتا تھا وہ لازمی بولے گا فون کاٹ کر شعیب  
ہنسنے لگا

"دیکھ لے تیری بولتی بند کر دی" کہنے کے بعد شعیب نے فون کو چوم لیا اور واپس اندر آیا ارتضیٰ  
وہیں بیٹھا تھا "اور جی جناب" شعیب نے واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا

"کہاں گیا تھا" ارتضیٰ نے مشکوک نظروں سے شعیب کو دیکھا۔

"اس کو چھوڑ تو یہ بتا جہاں میں کام کرتا ہو وہاں تو کام کرے گا"  
"یار ابھی جس حالت میں ہونہ تو بکرے بھی ذبح کروائے گا تو میں کرنے کے لیے تیار  
ہوں" ارتضیٰ نے جس طرح کہا اس پر شعیب نے زوردار قہقہہ لگایا جس پر ارد گرد کے لوگ  
دیکھنے لگے



"کچھ نہیں کچھ نہیں وہ کہتے ہیں نہ جہاں سالوں بعد یار لے تو فضا میں قہقہے گھونجتے ہیں"

شعیب نے اپنے ارد گرد کے لوگوں کو دیکھ کر کہا پھر وہ ارتضیٰ سے مخاطب ہوا

"نہ تیرے بہن بھائی بھوکے رہیں گے نہ رخسانہ آنٹی نہ کرائے دار آکر بھرم دے گا اور ہاں تیرے سے بکرے نہیں ذبح کرواؤں گا بے فکر رہے کل ملواتا ہوں پاشا سے تجھے" شعیب نے

پاشا کا نام ارتضیٰ کے کان کے قریب جا کر آہستہ سے بولا

"پاشا"

"ششش دھیرے دھیرے" شعیب نے ارتضیٰ کے زور سے پاشا بولے پر اسے آہستہ بولے کو کہا۔۔

"اچھا پاشا کون ہے" ارتضیٰ نے بھی شعیب کی طرح شعیب کے کان میں بولا۔۔۔

"کل خود مل لینا" کہنے کے بعد اسے خدا حافظ کرتا ہوا کھڑا ہو گیا۔۔۔ پھر ارتضیٰ بھی گھر جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔۔

!.....!

سین 2

#عائشہ\_خانزادی

"جی کس سے ملنا ہے" چوکیدار بابا نے سامنے سے آتے نوجوان سے پوچھا جو منہ اٹھا کر اندر آئے جا رہا تھا

"میرے ساتھ ہے یہ "شعیب نے سامنے سے آتے ہوئے بتایا اسے فون آگیا تھا وہ کال سننے کے لیے رک گیا۔۔۔۔ ارضیٰ سیدھا اندر جانے لگا جس طرف فون پر بات کرتے ہوئے شعیب نے اشارہ کیا تھا۔۔ چوکیدار بابا نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا شعیب کو۔۔ اور گیٹ کھول دیا۔۔۔

"سلام باس" شعیب نے سامنے بیٹھے پاشا کو مودبانہ انداز میں سلام کیا، اور ارتضیٰ کو بھی اشارہ کیا، ارتضیٰ نے بھی شعیب کی دیکھا دیکھی ویسے ہی سلام کیا،

"کون ہے یہ" پاشا نے سوال کیا

"باس میں نے آپ کو بتایا تھا نہ میرا ایک دوست ہے اسے کام چاہیے ہے"

پاشا نے سر کو ہاں میں خم کیا اور بیٹھنے کا کہا۔۔۔

"کر لے گا کام۔۔۔۔۔۔ دودن میں بھاگ تو نہیں جائیگا" پاشا نے مخصوص انداز میں پوچھا

"نہیں باس..... کر لے گا کام" شعیب نے جلدی سے کہا،

"یہ گونگا ہے۔۔۔ جو تو ہی بک بک کیے جا رہا ہے" پاشا نے چڑ کر کہا،

"کرونگا باس۔۔ نہیں بھاگوں گا" اس بار ارتضیٰ نے جواب دیا۔۔

"شیدے" پاشا نے آواز لگائی۔۔

"حکم" شیدہ ایسے حاضر ہوا جیسے الہ دین کے چراغ کا جن ہو۔۔۔

"اس کو لے جا اور 204 کا ٹھیکا اس کو دلوادے" پاشا نے ارتضیٰ کی طرف اشارہ کر کے کہا

"وہ تو رانا سمجھتا ہے نہ" شیدے نے یاد دہانی کا روائی

"رانا کو اغوا برائے تاوان کے ٹھیکے پر بیٹھا دے اور اسکو۔۔۔ کیا نام ہے لڑکے تیرا" پاشا

نے ارتضیٰ سے پوچھا،

"ار۔۔۔" شعیب نے اتنا ہی کہا تھا لیکن وہ پاشا کے گھورنے پر خاموش ہو گیا

"میرا نام ارتضیٰ کریم ہے" ارتضیٰ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اسے یہ بندہ ایک آنکھ نہیں بھا

رہا تھا۔۔۔ اور اس کا ذہن پاشا کی اغوا والی بات پر اٹکا ہوا تھا۔۔

"ہاں تو شیدے ارتضیٰ کو سارا کام سکھا دے دو دن اس کے ساتھ ہی رہنا، کوئی گڑبڑ نہ ہو"

شیدہ، ارتضیٰ کا ہاتھ پکڑنا ساتھ لے گیا ارتضیٰ غصے سے شعیب کو دیکھ رہا تھا کہ وہ کہا لے آیا

ہے مجھے۔۔

اور پاشا کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔

"کھانا ہے؟؟؟" پاشا نے سامنے کھڑے شعیب سے پوچھا،

"نہیں!" شعیب نے نفی میں جواب دیا،

"تو جا اپنے کام پر یہاں کیوں کھڑا ہے" پاشا نے نخوت سے کہا۔۔۔

اور شعیب فوراً وہاں سے رفوچکر ہو گیا،

\*\*\*\*\*

"چلو! بچوں لائن میں کھڑے ہو جاؤ" شیدے نے سب کو ایک طرف جمع کیا

"204 کوڈ ورڈ ہے یہاں تمہیں ان سب بچوں سے ان کی کمائی جمع کرنی ہے"

ارتضیٰ نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔۔

"یہ سب بھیک مانگنے جاتے ہیں، وہاں سے جو بھی کما کر لائینگے، وہ تمہیں دینگے اور تم نے وہ

خاطے میں جمع کروانے ہیں۔۔۔ اور

ساتھ ساتھ جب یہ بچے کام پہ نکلیں گے، تو تمہیں ان کے آس پاس رہنا ہے، کوئی بھاگے

نہیں اور اگر کوئی مشکوک شخص ان سے بات کرتا دکھائی دے، تو فوراً وہاں سے بچے کو ساتھ لے

جانا بہانے سے" شیدے نے ارتضیٰ کو تفصیلی سمجھایا۔۔۔

"سمجھ آ گیا" شیدے نے سب بتا کر تاکید چاہی ارتضیٰ نے حامی بھر لی کام کی اور اندر سے اپنے

کو کوس رہا تھا "مارکیٹنگ کی ڈگری لے کر یہی کرنا تھا تو مارکیٹنگ ہی نہ کرتا"

"شروع ہو جاؤ پھر" شیدے کی آواز سے ارتضیٰ کی سوچوں کو بریک لگی۔۔



"ہاں۔۔ کیا آج سے" ارتضیٰ نے بوکھلا کر کہا۔۔

"ہاں آج سے۔۔۔ شعیب نے نہیں بتایا ویلے تو پھنسنے خان بنتا ہے اور کام کے وقت ٹائے ٹائے  
فششش ہو جاتی ہے اس کی" شیدے کے لفظوں سے بھی نفرت جھلک رہی تھی شعیب کے لیے  
۔۔ شیدے کی بات پر ارتضیٰ نے دل میں کہا "اگر پہلے بتا دیتا تو میں یہاں آتا ہی کیوں۔۔"

"اور ہاں جاتے وقت اور آتے وقت بچوں کی تعداد لازمی گن لینا"

شیدے کو اچانک یاد آیا کہنے کے بعد وہ چلا گیا، اور ارتضیٰ مرتا کیا نہ کرتا وہ پھر بچوں کی تعداد  
لکھنے لگا۔۔۔۔

"ہائے مولا یہ پیٹ کیا کیا کروا تا ہے اور اس میں میرے اکیلے کاپیٹ نہیں میرے بہن  
بھائیوں کا بھی ہے چل ارتضیٰ شروع ہو جا۔۔۔ مارکیٹنگ سے اچھا میں میڈل کر کے یہاں آ  
جاتا" ارتضیٰ نے گہرا سانس لیا اور کام پر شروع ہو گیا یہ جانے بغیر آنے والا وقت اسے کہاں  
پہنچا دے گا اور جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہو گا۔۔

\*\*\*\*\*

"شعیب یہ اغوا برائے تاوان والی کیا بات تھی" دوسرے دن ارتضیٰ نے شعیب کو گھیر لیا۔۔  
"پاشا گینگسٹر ہے وہ ایسے دھندے کرتا ہے" شعیب نے لا پرواہی سے جواب دیا۔۔۔

"مطلب وہ غلط آدمی ہے" ارتضیٰ نے غصے سے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں" شعیب نے طنزیہ ہنسی ہنس کر کہا۔۔۔

"مطلب مسٹر شعیب چاہتے ہیں ارتضیٰ کریم گنگی کے ددل میں جان بوجھ کے چھلانگ لگائے"

ارتضیٰ نے اپنا غصہ کا بو کرتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں تو میں بھی ہو اس ددل میں اور بہت پیسا ہے آرام سے جی رہا ہو میں۔۔" شعیب نے پھر

لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔۔

"تو اچھی طرح جانتا ہے نہ میرے باپ نے کبھی حرام کا لقمہ ہمیں نہیں کھلایا اور تو کہہ رہا ہے کہ "ارتضیٰ کی آنکھیں لال سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔"

"تو کیا ملا انہیں۔۔ ان کے مرنے کے بعد سڑک پر آ گئے ہو تم لوگ۔۔۔ اپنے بہن بھائیوں کو بھوکا مارنا چاہتا ہے کیا۔۔۔ کیا لے گا کچھ بھی نہیں لے گا تجھے یہ سب کچھ سوچ کر

۔۔۔ حرام حلال کا مت سوچ اپنے بہن بھائیوں کے مستقبل کا سوچ۔۔" شعیب نے اکتائے

ہوئے لہجے میں کہا۔۔

شعیب کی بات سن کر ارتضیٰ غصے سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔

شعیب اسے چاہتا ہوا دیکھ کر طنزیہ ہسنے لگا۔۔

"مجھے یقین ہے کہ تو کل واپس یہی آئے گا".....

!.....!

گھر آکر ارتضیٰ پوری رات سوچتا رہا شعیب کی باتوں کو کبھی اس کا دل کہتا تھا کہ یہ نہیں کرو کبھی وہ گھر کے حالات دیکھ کر کرنے کی حامی بھر لیتا تھا....

"اللہ مجھے سمجھ نہیں آرہی میں کیا کروں میرے باپ نے کبھی ہمیں حرام کا نہیں کھلایا یہ کیسا کام ہے اور یہ گینگسٹر تو ہوتے ہی برے انسان ہیں اللہ میں کہیں دلدل میں پھنس نہ

جاؤں۔۔۔ میرے لئے آسانی کرنا میرے اللہ" اس کے سامنے اس کے بہن بھائیوں کا چہرہ آنے

لگا۔۔۔۔

اور پھر وہ فیصلہ کر کے سو گیا۔۔۔۔

!.....!

"یہ لو" پاشا نے ایک لفافہ ارتضیٰ کی جانب بڑھایا۔۔

"یہ تمہاری سیلری ہے"

"ابھی تو ایک ہفتہ ہوا ہے باس" ارتضیٰ نے چونک کر کہا۔۔

"بچے یہاں مہینے کا حساب نہیں ہے... جاؤ گھر کا چکر لگا کر آجاؤ۔۔ پھر کل شام سے پہلے

یہاں پہنچ جانا" پاشا نے تاکید کی..

ارتضیٰ شکریہ ادا کرتا گھر کی طرف روانہ ہوا۔۔

گھر جانے سے پہلے اس نے گھر والوں کے لیے کچھ تحائف لینے کا سوچا، اور ایک مثبت جگہ دیکھ کر، لفافہ کھول کے پیسے گٹے لگا، پانچ، پانچ، ہزار کے دس نوٹ دیکھ کر، ارتضیٰ کے ہوش اڑھ گئے،

پانچ ہزار کا ایک نوٹ ارتضیٰ نے خرچ کرنے کی غرض سے نکالا اور لفافہ فولڈ کر کے دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔۔۔ اور اپنی من پسند دکان پر آگیا جہاں وہ ہمیشہ کریم کے ساتھ آتا تھا سب کی چیزیں لینے۔۔۔۔۔

سب کچھ لے کر اس نے واپسی کی راہ لی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ارتضیٰ نے سب کی پسند کی چیزیں لی تھیں، سب ہی خوش تھے۔۔

ایک ہفتے بعد ان کا بھائی آیا تھا، کھانے سے فارغ ہو کر ارتضیٰ اپنی ماں کے پاس آیا، پانچ ہزار کا ایک نوٹ اس نے اپنے خرچے کے لئے رکھا، اور چالیس ہزار اپنی ماں کو دے دیے،

"بیٹا اتنی بڑی رقم... سچ بتا کیا کام کر رہا ہے تو" اتنے سارے پیسے دیکھ کر رخسانہ ٹھٹکی۔۔

"ارے ماما میں دو دو جگہ نوکری کر رہا ہوں، ایڈوانس سیلری لایا ہوں، گھر کے خرچے اور ان

سب کی فیس کے لیے" ارتضیٰ نے نظریں چراتے ہوئے بہانا بنایا۔۔۔



"سچ کہہ رہا ہے نہ تو" رخسانہ نے کن آنکھوں سے ارتضیٰ کو دیکھ کر کہا۔۔

"ہاں ماں سچ کہہ رہا ہوں اور بتاؤ خالہ سکیہ کیسی ہیں" ارتضیٰ نے بات گھمادی وہ ماں کے سامنے مزید جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔۔

"ٹھیک ہوگی اب کم کم آتی ہے" رخسانہ نے الماری کے پٹ واہ کیے اور پیسے سنبھالے ہوئے کہا۔۔۔

"اچھا ماما کچھ اور تو نہیں چاہیے ہے؟؟؟" ارتضیٰ نے الماری میں رخسانہ کا سال پرانا اکلوتا ایک سوٹ لٹکتے دیکھ کر کہا۔۔

رخسانہ نے کوئی جواب نہیں دیا بس مسکرا کر ارتضیٰ کو دیکھا آنسو رخسانہ کے گالوں میں پھسلنے لگے۔۔۔۔

"ماں رو نہیں۔۔۔۔۔ کل اتنے کپڑے ہونگے کہ الماری کم پڑ جائے گی سنبھالے کو۔۔۔"

ارتضیٰ کہنے کے بعد باہر کی طرف مڑ گیا۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی آنکھوں سے ابھرتی تحریر رخسانہ پڑھ لے۔۔۔

رخسانہ ارتضیٰ کی پشت کو گھورتے رہ گئی اور دل میں اسے دعائے دیئے لگی۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

ایک مہینہ ہو گیا تھا ارتضیٰ کو پاشا کے ہاں نوکری کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ ہفتے بعد ارتضیٰ اپنے گھر چکر لگا آتا تھا۔۔۔

ارتضیٰ اپنے کام میں مشغول تھا۔۔ جب شیدے نے آکر بتایا کہ "پاشا نے بلایا ہے"

"آپ نے یاد کیا" ارتضیٰ دوسرے ہی لمحے پاشا کے کمرے میں موجود تھا،

"بیٹھو" پاشا نے سامنے رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا،

ارتضیٰ نے نشست سنبھال لی۔۔

"402 کا ٹھیکہ تم نے بخوبی سمجھالا۔۔۔ اب تمہیں دوسرا کام کرنا ہے" پاشا نے اتنا ہی کہا

تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، دونوں گیٹ کی جانب متوجہ ہو گئے۔۔۔

"آپ نے بلوایا" شعیب نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں" پاشا نے مختصر کہا۔۔

پاشا ایک بار پھر ارتضیٰ سے مخاطب ہوا۔۔

"تم نے اس بندے کو قتل کرنا ہے" پاشا نے ایک تصویر ارتضیٰ کی جانب کھسکائی۔۔  
"باس اس نے کبھی مکھی نہیں ماری آپ اس سے بندامروانے کی بات کر رہے ہیں" شعیب  
دانت نکالے ہوئے پاشا کی بات کاٹ کر بولا۔۔

تم نے اسکو سکھانا ہے۔۔ اور ایک مہینے کے لئے اسکو ٹریننگ سینٹر بھجوادو وہاں وہ لوگ اسکو  
مکمل ٹرینڈ کر دینگے" پاشا نے شعیب کو دانت چبا چبا کر حکم دیا۔۔۔۔۔۔۔۔  
"تو کب بھیجنا ہے باس" شعیب مستفسر ہوا اور شعیب کی پیلے دانتوں کی بتلیسی واپس اندر ہو  
گئی۔۔۔

"کل صبح ہی" پاشا نے بھنویں اچکا کر تیز لہجے میں کہا۔۔

شعیب جلدی سے باہر کی طرف لپکا۔۔۔

\*\*\*\*\*

سب ہی لڑکے ایک لائن میں کھڑے تھے۔۔

"کیا بات ہے بہت خوش نظر آرہے ہو" عائز نے ارتضیٰ کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔۔

"ایک مہینے بعد اپنی ماں سے ملوں گا میں.. خوش ہونا تو بنتا ہے نہ" ارتضیٰ نے خوشگوار لہجے میں

کہا، عائز نے بس مسکرا نے پر اکتفا کیا۔۔

"ٹینشن" ایک کڑک دار آواز ہال میں گھونجی۔۔ جس کی وجہ سے بھن بھن کی آواز بند ہو گئی۔۔۔۔

"آج آپ لوگوں کی ٹریننگ کا ایک مہینہ پورا ہو گیا آپ اب اس قابل ہیں کہ ٹارگٹ آپ سے جتنا بھی دور ہو آپ اس کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔۔ جانے سے پہلے ہماری طرف سے آپ سب کے لیے ایک تحفہ ہے"

رندھاوا نے اپنے ملازم کو آواز دی اور اس نے سب کو ایک باکس تمہا دیا۔۔

"اس باکس میں ایک امپورٹینٹ گن ہے جو پاکستان میں دستیاب نہیں ہے اور یہ آپ کے بہت سے کاموں میں مددگار ثابت ہوگی اب آپ لوگ جاسکتے ہیں" رندھاوا کہنے کے بعد خارجی دروازے سے باہر چلا گیا۔۔۔۔۔

سب نے ایک دوسرے سے الوداعی کلامات کہے اور باہر کی جانب روانہ ہو گئے۔۔۔ سب کی گینگ کے بندے انہیں، لینے کے لیے موجود تھے۔۔

"اسلام و علیکم۔۔۔ آگیا میرا شیر" شعیب نے ارتضیٰ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔۔

"و علیکم اسلام۔۔۔ چلیں" ارتضیٰ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں چلو" شعیب بھی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔ باقی کا سفر خاموشی سے کٹا۔۔۔۔



کچھ ہی دیر میں وہ دونوں پاشا کے اڈے پر تھے۔۔

\*\*\*\*\*

"یہ ہے نصرت خان کل یہ اپنے جلسے میں تقریر کرے گا۔۔ جو تقریباً ۲۰ منٹ کی ہوگی۔۔  
تمہارے پاس بس یہ ۲۰ منٹ ہونگے۔۔ اسکو جہنم نصیب کرنے کے لیے۔۔ اور اگر کل یہ موقع  
گنوا دیا تو اگلا موقع کب لے اس کے بارے میں ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا"

پاشا نے سارا پلان ارتضیٰ کو سمجھایا۔۔۔۔

"آپ بے فکر رہیں باس کل نصرت خان کا آخری دن ہوگا"

پورے مہینے کی جان توڑ محنت کے بعد ارتضیٰ کو اپنے پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ یہ کام آرام سے  
سرا انجام دے سکتا ہے۔۔

"مگر باس ایک مسئلہ ہے" تنویر نے کہا

سب تنویر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔۔

"نصرت خان کوئی چھوٹا موٹا بندہ تو ہے نہیں اسکی سکیورٹی بھی بہت اعلیٰ ہوگی جیسے ہی نصرت  
کو گولی لگے گی تو، cctv سے پتہ لگ جائے گا کہ گولی کس سمت سے آئی ہے۔۔ ارتضیٰ کو  
بھاگنے تک کا موقع بھی نہیں ملے گا" تنویر کہنے کے بعد داد طلب نظروں سے پاشا کو دیکھنے لگا

"چھوڑے کی بات میں دم ہے" پاشا نے تنویر کی بات سن کر کہا،

"ایسا کچھ نہیں ہوگا میں نصرت کو مار بھی دوں گا اور صحیح سلامت آ بھی جاؤں گا مجھ پر بھروسہ رکھیں  
"ارتضیٰ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔"اب مجھے اجازت دیں، میں اپنی ماں سے مل آؤں" ارتضیٰ  
کہنے کے بعد اٹھ گیا باہر جانے کے لیے بنا پاشا کی بات سننے اور اسے پروا بھی نہیں تھی کہ اس  
کے اس طرح اٹھنے پر پاشا کا رد عمل کیا ہو گا۔۔۔۔۔ پاشا کو غصہ آیا لیکن اس نے اپنے غصے کو  
قابو کیا کیونکہ اسے کام نکلوانا تھا۔۔۔۔۔

"ارتضیٰ" پاشا نے شدیدے کو اشارہ کرتے ہوئے ارتضیٰ کو آواز دی۔۔۔  
ارتضیٰ رک تو گیا لیکن مڑا نہیں شدیدے نے پاشا کے حکم سے کچھ رقم ارتضیٰ کے حوالے کی اور  
پاشا نے اسے جانے کی اجازت دے دی۔۔۔۔۔

"چھوڑا بڑی آڑی چھری ہے" پاشا نے گال کھاتے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔۔۔  
"میری شکل کیا دیکھ رہے ہو سارے۔۔۔۔۔ چلو کام پر لگو سارے" سب کو اپنی طرف دیکھتا پا  
کر پاشا زور سے دھاڑا۔۔۔ سب گدھے کے سر پر سینگ کی طرح غائب ہو گئے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

نصرت کی تقریر جاری تھی۔۔۔ ارتضیٰ نے کان میں لگی بلیو ٹوتھ کے ذریعہ تنویر سے بات کی،

"سب سیٹ ہے" ارتضیٰ نے پوچھا،،،؟؟؟

"یس باس" تنویر نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

"او کے کرو دھماکہ"، ارتضیٰ کے کہتے ہی ایک زوردار آواز سے فضا گونج اٹھی۔۔۔ تنویر نے پیٹی

بم لوگوں کے بیچ میں پھاڑی اپنا کام کر کے تنویر جگہ واردات سے غائب ہو گیا۔۔

لوگوں میں افراتفری مچ گئی موتھے کو غنیمت جان کر ارتضیٰ نے فائر سیدھا نصرت خان کے سینے

میں اتار دیا، اور لوگوں کی بھیڑ میں باآسانی وہاں سے بیچ کر نکل گیا۔۔۔

سیکورٹی بھی نہیں جان پائی گولی کہاں سے چلی ہے۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

"آج کی تازہ خبر.... نصرت خان اپنے جلسے میں تقریر کے دوران گولی لگنے کی وجہ سے موقع

واردات پر ہی دم توڑ گئے"

یہ خبر سن کر پاشا کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر گئی فون نکال کر کسی کو کال کرنے لگا، ایک

ہی بیل پر کال اٹھالی گئی تھی،

"ہیلو۔۔ کیسے یاد کیا پاشا" فون اٹھانے والے نے حیرت سے کہا۔۔

"میرا ایک بندہ آپ کے پاس رکے گا چند دن آپ نے شکایت کا موقع نہیں دینا"

"اپکا حکم سر آنکھوں پر باس، کب آرہا ہے وہ"

"بس تھوڑی دیر میں یہاں سے نکل جائیگا"

"اوکے باس" اور رابطہ منقطع ہو گیا،

اب پاشا کسی اور کا نمبر ملا رہا تھا

"ارتضیٰ کو یہاں نہیں لانا سیدھا گاؤں لے جاؤ"، یہ کہہ کر پاشا نے کال کاٹ دی، اور اپنے

ملازم کو آواز دیئے لگا،،،

"جی سرکار" ملازم حاضر تھا،

"یہ پیسے ارتضیٰ کے گھر بھیجا دو اور اگر ارتضیٰ کے بارے میں استفسار کریں۔۔۔ تو ان سے کہنا۔۔۔"

ارتضیٰ ایک ماہ کے لئے شہر سے باہر گیا ہے کام کے سلسلے میں۔۔۔"

ملازم سر ہلاتا باہر چلا گیا،

ابھی پاشا ارتضیٰ کو فون کرنے لگا تھا لیکن اس سے پہلے اس کی کال خود آ گئی۔۔۔۔۔ پاشا نے

فوراً اٹھالی۔۔۔

"ہاں شہزادے" پاشا نے فون اٹھاتے ہی کہا

"مجھے گاؤں بھیجنے کی وجہ" ارتضیٰ کی آواز ہر احساس سے عاری تھی۔۔۔

"میں چاہتا ہوں تم کچھ دنوں تک منظر سے غائب رہو"



"میری ماں کو خبر"

"ہاں پہنچا دی ہے" پاشا نے ارتضیٰ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی بول دیا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے پاشا کچھ اور بولتا ارتضیٰ نے کچھ بھی کہے بغیر کال منقطع کر دی۔۔۔۔۔  
"چھوڑا بڑی آڑی چھری ہے" پاشا پھر سوچ کر رہ گیا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

پیسوں سے بھرا بیگ دیکھ کر رخسانہ بیگم پریشان ہو گئیں اور انکا شک یقین میں بدل گیا، کہ ارتضیٰ کوئی غلط کام میں ملوث ہے،  
ارتضیٰ کو گاؤں آئے ہوئے پندرہ روز ہو گئے تھے، آج پاشا نے کسی میٹنگ کے سلسلے میں گاؤں آنا تھا، اور پاشا کا پلان تھا ارتضیٰ کو ساتھ ہی شہر واپس لے آئے گا  
میٹنگ شروع ہو گئی تھی دونوں پارٹی اپنے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔ تبھی فائرنگ شروع ہو گئی پاشا کے اپنے بندے جان بچا کر بھاگ گئے دوسری پارٹی کے لوگ بھی بچنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔۔۔

ارتضیٰ نے پاشا کو سائیڈ کیا اور اپنی جیب سے اعلیٰ تیار کردہ گن نکال کر سامنے سے فائرنگ کر دی

اس جوابی فائرنگ سے ڈر کر وہ لوگ بھاگ گئے پاشا بالکل صحیح سلامت تھا اور ارتضیٰ کی

بہادری سے خوش بھی۔۔

اڈے پر پہنچ کر پاشا نے اعلان کر دیا کہ آج سے ارتضیٰ میرا رائٹ ہینڈ ہے۔۔

!.....!

سین 3

از قلم ضحیٰ قادر۔۔

ارتضیٰ کا پاشا کے رائٹ ہینڈ بننے کی خبر جب پاشا کے خاص آدمی نواز تک پہنچی تو اس نے تھلکہ مچا دیا۔۔۔ وہ کافی وقت سے پاشا کے ساتھ کام کر رہا تھا لیکن اب تک اس کو وہ مقام نہیں ملا۔۔ جو ارتضیٰ کو اتنے تھوڑے عرصے میں مل گیا۔۔۔۔۔

”یہ میری جگہ تھی جو تم نے لی ہے تمہیں مجھے واپس کرنی ہوگی ارتضیٰ ہر قیمت میں۔۔“

وہ اندھیرا کیے کمرے میں بیٹھا تھا۔۔۔ ارتضیٰ کو تصور میں مخاطب کیا اور ساتھ میں ہاتھ میں پکڑے مشروب کا گھونٹ لیا۔۔

نصرت خان کی موت سے پورے میڈیا میں ہلچل مچ گئی تھی

اور نصرت خان کے بیٹے اور ان کی پارٹی کے سپوٹرز نے بھی احتجاج شروع کر دیا تھا جس میں بار بار یہی مطالبہ کر رہے تھے کہ ---

""نصرت خان کے قاتل کو جلد سے جلد پکڑا جائے""

ایسے میں پولیس کے اوپر بھی قاتل کو پکڑنے کے سختی سے آڈر آگیا تھا

اور انہوں نے جلد سے جلد قاتل کو پکڑنے کی کوشش شروع کر دی ---

آئے دن پولیس افسران جائے واردات پر پہنچے ہوتے تھے --- لیکن وہاں انہیں کوئی سوراخ نہیں مل رہا تھا ---

لیکن ارحان (نصرت خان کا بیٹا) جانتا تھا یہ کس کا کام ہے ---

ارحان نے ڈی ایس پی کے سامنے اپنے شک کا اظہار کر دیا جس پر ڈی ایس آئی خان نے تعجب سے ارحان کو دیکھا اور اسے تسلی بخش کلمات کہہ کر گھر کی طرف روانہ کر دیا ---

ارحان کے جانے کے بعد خان نے اپنی جیب سے اپنی انگلی جتنا موبائل نکالا پھر گیارہ ہندسوں کا نمبر ملا کر اٹھانے والے کا انتظار کرنے لگا ---

دو تین بیل کے بعد کال اٹھالی گئی ---

"جی صاحب وہ آپ سے ضروری بات کرنی تھی --" خان کہتے ہوئے اپنے کیبن سے باہر چلا گیا

پھر پولیس اسٹیشن سے بھی باہر آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اور گاڑی کو اپنی منزل کی طرف جاتے ہوئے راستے پر ڈال دی۔۔۔ اتنے میں بات بھی مکمل ہو گئی خان کی اور اس کے چہرے پر ایک دلکش مسکراہٹ تھی۔۔ جیسے بہت بڑا کام سرانجام دے دیا ہو۔۔۔۔۔

ابھی ارحان اجلاس سے آکر بیٹھا ہی تھا کہ اس کا فون بجنے لگا ملازم کے ہاتھ سے جوں لے کر اس کو جانے کا اشارہ کیا اور موبائل کی سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔

جاں کسی نامعلوم نمبر سے فون آرہا تھا۔۔

سوچتے ہوئے اس نے کال اٹھائی۔۔

""ارحان میاں کیا حال ہے" فون اٹھانے کے بعد ایک کرک آواز ارحان کی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔۔۔۔

"جی کون صاحب بول رہے ہیں" ارحان کے پورے جسم میں تھکن کا راج تھا صبح کا وہ اجلاس میں مصروف ابھی گھر آیا تھا تھکن اس کی آواز سے جھلک رہی تھی۔۔ مقابل کی کرک دار آواز کے باوجود ارحان نے عمل سے کام لیا۔۔۔۔۔



"لگتا ہے باپ کی موت کا زیادہ ہی صدمہ لے لیا ہے۔۔۔۔۔ اس لیے مجھے لگتا ہے کہ تم  
بھول رہے ہو کہ تم کس سے پنگا لینے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔" فون کرنے والے اس بار  
پرسکون لہجے میں کہا۔۔۔۔۔

دوسری طرف جو بھی تھا اس کی پرسکون آواز سن کر ارحان کے ماتھے پر بل پر گئے  
"پاشا۔۔۔"

ارحان نے پھنکارنے کے انداز میں اس کا نام لیا  
"ارے ارے ارے ارے تمہیں تو یاد ہے کہ میں کون ہوں۔۔۔"  
دوسری طرف سے پاشا بڑے ڈرامائی انداز میں اس پر طنز کر کے بولا  
"پاشا تمہیں اس کا حساب دینا ہوگا۔۔۔" ارحان غصے سے کھاڑا ہو گیا۔۔۔

ارحان کی دھمکی سن کر پاشا کو بھی غصہ آ گیا لیکن اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا اور اسی طرح  
دوبارہ پرسکون انداز میں بولا

"حساب کی بات تو نہ ہی کرو تم ارحان میاں ورنہ تمہارا اپنا کھاتہ اگر کھول گیا نہ تو بند نہیں ہو  
گا۔۔۔"

پاشا کے انداز میں واضح دھمکی تھی جس کو سن کر ارحان کے چہرے کا رنگ اڑا گیا۔۔۔

”میرے خیال میں تم سمجھ ہی گئے ہو گے مجھے مزید تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے“

اس کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر پاشا تسخّر انداز میں بولا

”مجھے -- نہیں پتا -- تم کس بارے -- میں بات کر رہے ہو --“

وہ انجان بن کر بولا لیکن اس کے بولنے میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی جسے فون کے دوسری طرف پاشا نے باخوبی محسوس کیا تھا

”””چلو کوئی نہیں میں یاد کروادو گا -- ابھی کے لیے اتنا سن لو اگر تم نے یہ سب بند نہ کیا تو پھر میں جو کروں گا تو مجھ سے شکایت نہ کرنا“””

یہ بول کر پاشا نے فون بند کر دیا

جبکہ ارحان ٹشو سے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرنے لگا

”پاشا صاحب آپ بے فکر ہو جائے -- آپ کا کام ہو جائے گا“

پاشا کے سامنے والی کرسی پر ایک آدمی پولیس وردی پہنے بڑے مہذب انداز میں پاشا سے مخاطب  
تھا

”ٹھیک ہے اب تب آنا جب میرا کام ہو جائے۔۔“

اور ساتھ میں ہاتھ ہلا کر اس کو جانے کا اشارہ کیا

انسپکٹر مونیب خان جو اس امید پر پے پاشا کے پاس آیا تھا کہ کچھ پیسے لے گئے پاشا کے جانے کا اشارہ ملنے پر بدمزہ ہو کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

"سریہ وہی انسپکٹر ہے نا جو نصرت خان کا قتل کیس ہینڈل کر رہا ہے اور جس نے اپ کو ارحان کے شق کے بارے میں بتایا تھا۔۔۔۔۔"

شیدہ جو ان دونوں کی گفتگو کے دوران خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہوا تھا انسپکٹر کے جاتے ہی پاشا سے اپنے دماغ میں آیا سوال پوچھ لیا

”ہممم وہی ہے۔۔۔ ارتضیٰ کا بتاؤ اس کا کام ہو گیا ہے کے نہیں۔۔۔“

اس کو جواب دے کر پاشا نے ساتھ ہی ارتضیٰ کا پوچھا جس کو پاشا نے ان بندوں کے بارے میں پتہ لگوانے بھیجا تھا جنہوں نے پاشا پر فائرنگ کی تھی -----

”جی سر معلوم ہو گیا ہے۔۔۔ وہ اب یہی پوچھ رہا ہے کہ واپس آ جائے۔۔۔“

شیدے کی بات سن کر پاشا کا چہرہ فخریہ انداز میں چمکا۔۔۔ لیکن لگے ہی مٹے چہرے پر غصے کے عناصر نمایاں ہوئے۔۔۔

""ایسا کرو اس کو فون ملاؤ۔۔۔"" پاشا نے غصہ کمپوز کرتے ہوئے شیدے کی طرف دیکھ کر کہا

۔۔۔

شیدے نے نمبر ڈائل کر کے پاشا کو دیا۔۔۔

پاشا نے اس کے ہاتھ سے فون پکڑ کر کان کے ساتھ لگایا۔۔۔

""ہاں بھائی شہزادے تم تو ہر دفعہ دل خوش کر دیتے ہو۔۔۔"" پاشا نے مصنوعی خوشی چہرے پر سجا کر کہا۔۔۔

ورنہ باقی سب سے بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں حقارت ہوتی تھی لیکن ارتضیٰ سے بات کرتے ہوئے اس کو لہجہ بالکل مختلف کرنا پڑتا تھا۔۔۔

""یہ تو میرے لیے اعجاز کی بات ہے سر کے آپ میرے کام سے خوش ہوتے ہیں۔۔۔""  
ارتضیٰ نے لاپرواہی سے کہا۔۔۔

ارتضیٰ کی بات سن کر پاشا کی غرور سے تنی ہوئی گردن مزید تن گئی



""تم ایسا کرو آج ہی واپس آ جاؤ اور اپنے گھر والوں سے بھی مل لو آ کر۔۔ اور روہ" ابھی پاشا کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی ارتضیٰ نے کال منقطع کر دی۔۔۔

شیدے کو کھڑا دیکھ کر پاشا فون پر ہی بات کرتا رہا۔۔۔

"نہیں تم آؤ تو بات ہوگی۔۔۔ چلو میں فون رکھ رہا ہوں۔۔۔"

پاشا نے فون کو ایسے پکڑ کر کال کاٹی جیسے اس نے کال ختم کی ہے۔۔۔۔۔ چھر شیدے کو

فون پکڑا کر جانے کا اشارہ کر دیا۔۔۔۔۔۔ شیدے کچھ بولنے بولنے رک گیا۔۔

اور باہر چلا گیا۔۔۔

شیدے کے جانے کے بعد پاشا نے غصے سے مٹھیاں پھینچ لی۔۔۔

"ارتضیٰ تو میری مجبوری کا فائدہ اٹھاتا ہے۔۔۔۔۔ قسم سے یہ چھوڑا آڑی چھری ہے۔"

پاشا کی بات سن کر ارتضیٰ خوش ہو گیا اور فوراً سے واپسی کی تیاری شروع کر دی۔۔۔۔

!-----!

”سر ارتضیٰ کا واپس یہاں آنا۔۔۔ اپنی آپ کو مصیبت میں ڈالنے کے مترادف نہیں۔“

شیدے نے پاشا کا موڈ خوشگوار دیکھ کر اس کو مشورہ دیئے کے انداز سے کہا۔۔

”نہیں۔۔۔ کیونکہ انسپکٹر مونیب تب تک کسی اور کو نصرت خان کے قاتل کے طور پر پیش کر دے گا۔“

پاشا نے اپنی بات مکمل کرتے ہی گن نکالی اور شیدے کے سمجھنے سے پہلے ہی اس کے ماتھے کا نشانہ لے کر گولی چلا دی

”تم اچھے تھے لیکن سوال بہت پوچھنے گئے تھے جو کہ مجھے بالکل نہیں پسند۔۔۔“

شیدے کے مردہ وجود کے پاس دو میٹ بیٹھ کر وہ حقارت سے بولا پھر گارڈ کو اس کی لاش ٹھکانے لگانے کا کہہ کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

ارتضیٰ آج تقریباً مہینے بعد گھر آیا تھا

اس کا ارادہ بنا بتائے گھر جا کر سب کو سرپرائز دیئے کا تھا

لیکن گھر کے باہر تالا لگا ہوا تھا

ارتضیٰ نے پڑوسیوں سے جا کر وجہ معلوم کی تو جو وجہ اس نے بتائی وہ سن کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے

سامان وہی چھوڑ کر وہ جلدی سے اس کے بتائے ہوئے ہسپتال پہنچا جہاں اس کی امی ایڈمٹ تھی

ریسیپشن سے کمرہ معلوم کر کے وہ وہاں پہنچا جہاں اس کے بہن بھائی نڈھال سے بیٹھے ہوئے تھے

اس کو دیکھ کر وہ سارے اس کی طرف بڑھے اور اس کے گلے لگ کر رونے لگے  
ان کو اس طرح روتا دیکھ کر ارتضیٰ کا دل بیٹھ رہا تھا۔۔۔

ان کو پیار سے خود سے علیحدہ کر کے وہ ڈاکٹر سے ملنے گیا اور سلام کر کے بے چینی سے اپنی ماں کے بارے میں پوچھا۔۔۔

"ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری امی کو"

"دیکھیں آپ کی والدہ کو پہلے ہی ہائی بلڈ پریشر کا مسئلہ تھا۔۔۔ اوپر سے انہوں نے کسی بات کا بہت سٹریس لیا جس کی وجہ سے ان کا بلڈ پریشر بہت زیادہ ہو گیا تھا ان کی باڈی کا آدھا حصہ پیرالائز ہو گیا ہے اب ہم اُن کا باقاعدہ علاج تب شروع کریں گے جب آپ فیس جمع کرائیں گے"

ڈاکٹر نے ساری صورتِ حال اس کے سامنے رکھ دی

ارتضیٰ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ریسپشن سے جا کر فیس کی معلومات لی۔۔

کیونکہ یہ پرائیوٹ ہاسپٹل تھا اور یہاں اگر علاج کی سہولت اچھی تھی۔ لیکن اتنی زیادہ فیس سن کر وہ پریشان ہو کر واپس اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا اور چیئر پر بیٹھ کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔۔

اور اسی طرح بیٹھے اپنی ساتھ والی چیئر پر بیٹھے اپنے چھوٹی بھائی سے پوچھا

"عماد کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے امی کی طبیعت خراب ہوئی؟؟"

عماد جو ارتضیٰ سے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ ڈاکٹر کیا کہہ رہے تھے ارتضیٰ کی بات سن کر لمبی سانس لے کر اس کو بتانے لگا۔۔۔

"بھائی امی کو آپ کی بھی ٹینشن تھی اور آپ کے رشتے کے لیا کافی لوگ آتے رہتے تھے لیکن گھر دیکھ کر سب رشتہ کرنے سے انکار کر دیتے تھے آج بھی یہی ہوا تھا اور ان کے جاتے ہی امی کی طبیعت جو پہلے ہی صحیح نہیں تھی اور خراب ہو گئی اور ہم امی کو جلدی سے یہاں لے کر آگے

""

عماد کی بات سن کر ارتضیٰ نے ہاتھ سر سے ہٹا کر ایک خاموش نظر اپنی بہن پر ڈالی جو کب سے گرم سم بیٹھی سپاٹ نظروں سے زمین کو دیکھی جا رہی تھی



یکدم کسی خیال کے آتے ہی ارتضیٰ جلدی سے اٹھا اور عماد کو ان سب کا خیال رکھنے کا کہہ کر ہاسپٹل سے باہر نکلا

اس کا ارادہ پاشا سے مدد لینے کا تھا اس لیے جلدی سے ٹیکسی لی اور پاشا کی حویلی کا پتا بتا کر اس میں بیٹھ گیا۔۔۔

سارے راستے وہ یہی سوچتا گیا تھا کہ "آیا پاشا اس کی مدد کرے گا کہ نہیں اور اگر پاشا نے منع کر دیا تو"۔۔۔ اس سے آگے اس کی سوچنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی

مطلوبہ پے پر پہنچ کر ٹیکسی روکی تو ارتضیٰ اپنی سوچوں کی دنیا سے باہر نکلا اور ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر اندر حویلی کی طرف چل دیا

گارڈ نے بھی اس کو دیکھتے ہی گیٹ کھول دیا کیونکہ اب وہ پاشا کا رائیٹ ہینڈ تھا اور پاشا کو نہیں پسند تھا کہ اس کے خاص آدمی کو انتظار کروایا جائے۔۔۔

اندر جا کہ وہ ملازم کی پیروی کرتا ڈرائنگ روم میں پہنچا جبکہ وہ ملازم پاشا کو ارتضیٰ کی آمد کا بتا نے چل دیا۔

تھوڑی دیر بعد پاشا وہیں اپنی مغرور چال چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں آیا۔۔۔۔۔

اتنی دیر میں ملازم نے بھی ارتضیٰ کی خاطر تواضع کے لیے چیزیں رکھ کے جاچکا تھا جس کو اس نے دیکھا بھی نہیں تھا

ہاں بھائی شہزادے کیسے آنا ہوا؟ گھر گئے تھے کہ سیدھا یہاں آئے ہو؟۔

پاشا ارتضیٰ کے پریشان چہرے کی جانب دیکھتا ہوا بولا

"سر گھر ہی گیا تھا لیکن -----"

اس کے بعد ارتضیٰ نے تمام حالات پاشا کے سامنے رکھ دیئے اور ساتھ ہی پاشا سے ادھار کی گزارش بھی کر دی

پاشا نے دو منٹ خاموشی سے ارتضیٰ کی جانب دیکھا اور اس دوران ارتضیٰ کا دل بری طرح دڑکھ رہا تھا

"دیکھ شہزادے تیرے سارے مسئلے حل ہو جائے گے لیکن اس کے لیے تجھے میرا ایک کام کرنا ہو گا" پاشا دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا پہلی بار ارتضیٰ کے چہرے پر کوئی تاثر دیکھا تھا اور پاشا سمجھ گیا تھا ارتضیٰ طوطے کی جان اس کی ماں میں ہے -----

اتنا بول کر پاشا خاموش ہو گیا

جبکہ اس کی بات غور سے سنتے ارتضیٰ فوراً بول پڑا۔۔۔۔

”میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں“

اس کی بات سن کر پاشا شاطرانہ انداز میں مسکرایا ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ دوسروں کی مجبوری کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کر رہا تھا اس بار پاشا کی خوشی دیدنی تھی

اس نے انٹرکام پر اپنے ملازم سے کچھ چیزیں منگوائی اور ارتضیٰ کو دیتے ہوئے کہا

”ٹھیک ہے پھر تم یہ چیک پکڑو اور اپنی ماں کا اچھے سے علاج کرواؤ اور یہ بھی لو تمہارے نئے گھر اور گاڑی کی چابی“ پاشا نے احسان جتاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

”لیکن یہ۔۔۔۔ اتنا سب کچھ۔۔۔۔“

ارتضیٰ پچاس لاکھ کا چیک اور گھر اور گاڑی کی چابی دیکھ کر حیران سا بولا جبکہ پاشا کی حیرانگی دیکھ کر مسکرانے لگا

”سب تیرے ہیں۔۔۔ اگر اچھا کام کرے گا تو اس سے زیادہ ملے گا“ پاشا نے دل ہی دل میں سوچ لیا تھا اس مچھلی کو جال کب اور کیسے پھینکنا ہے۔۔۔

ارتضیٰ پاشا کا شکریہ ادا کر کے باہر چلا گیا

جبکہ پاشا کسی کو فون ملانے لگا

""ہاں سن میں ایک بندہ کچھ دنوں تک تیرے پاس بھیجو گا تو اس کو بھی بچے اغوا کرنے کا سارہ کام سمجھا دینا"" کہنے کے بعد پاشا نے کال کاٹ دی۔۔۔۔

"ہائے اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے" پاشا نے زور کا قہقہہ لگایا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چل پڑا اور گنگنا نے لگا۔۔۔۔

"مچھلی جل کی رانی ہے جیون اس کا پا۔۔ ارے نہیں نہیں ارتضیٰ اپنے گھر کا راجا ہے۔۔۔۔۔  
جیون اس کی ماں ہے۔۔۔ پاشا تو یہ جان گیا۔۔۔۔۔ چھوڑے کو کیسے جال میں لانا ہے۔ ہا  
ہا ہا ہا ہا" پاشا جھومتا گا تا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

لیکن پاشا یہ بھول گیا تھا وہ ارتضیٰ ہے ارتضیٰ کریم جس کو جال میں پھنسانا خود کو شیر کے منہ میں دیئے والی بات ہے

## سیدین 4

در شہوار ملک

ارتضیٰ پیسے لے کر سیدھا ہسپتال پھنچا۔۔۔۔۔ لیکن رخسانہ کو وارڈ میں نہ پا کر پریشان ہو گیا اور نہ ہی اس کے بہن بھائی باہر موجود تھے۔۔۔ وہ پریشان ہو گیا۔۔۔۔۔ ابھی وہ گھر جانے کے لیے نکل ہی رہا تھا اسے مہوش نظر آئی (ارتضیٰ کی بہن)۔۔۔



"تم لوگ کہاں ہو" ارتضیٰ فوراً اس کے پاس گیا۔۔۔

"بھائی ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں ہو رہی ڈاکٹر فیس مانگ رہے ہیں۔۔ ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں میں جو ساتھ لائی تھی وہ دے دے دیے۔۔ بھائی آپ کہاں چلے جاتے ہیں ہمیں چھوڑ کر" مہوش کہنے کے بعد ارتضیٰ کے گلے لگ کر رونے لگی۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا ماما کو اور میں جہاں بھی جاتا ہو میری گڑیا تم لوگوں کے لیے ہی جاتا ہو جب تک میں ہو تم لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بس اسلئے دعا کرو کہ وہ آسانیاں بخشے۔۔"

ارتضیٰ نے مہوش کو اپنے سے دور کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"اب کہا ہیں ماما"

"وہ انہیں اوپریشن تھیٹر میں لے کر گئے ہیں بھائی ماما کا بی پی پھر بڑ گیا تھا۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے ان کی آنکھیں اوپر کو چلی گئی۔۔۔ تو میں نے کہا بھائی پیسے لاتے ہو گئے آپ علاج شروع کریں" مہوش نے کچھ دیر ہونے والی واردات ارتضیٰ کو بتائی۔۔۔۔۔

ارتضیٰ نے مہوش سے کچھ نہ کہا اور وہ دونوں سیدھا اوپریشن تھیٹر کے پاس آ گئے۔۔

ارتضیٰ نے پیسے جمع کروائے۔-----

رات تک رخسانہ کی طبیعت پہلے سے بہتر ہو گئی۔۔۔۔۔

ڈاکٹر نے مزید دو دن رخصانہ کو ہسپتال میں رکھنے کو کہا۔۔۔۔۔

!.....!

"ہاں ہیلو شعیب کہا ہے تو جلدی مل مجھے جٹی پر" ارتضیٰ کو جب پتا چلا پاشا اسے بچے اغوا کرنے کا کام دے رہا ہے اس کا تو غصے سے برا حال تھا۔۔۔ اس لیے اس نے شعیب کو بلایا۔۔۔۔۔

"ہاں بول" تھوری دیر میں شعیب پہنچ گیا تھا۔۔۔۔۔

"یہ سب کیا ہے شعیب پاشا مجھ سے ایک اور گناہ کروا رہا ہے۔۔۔ میں معصوم بچوں کو اغوا نہیں کر سکتا۔۔۔ میرے بھی چھوٹے دو بھائی ہیں۔۔" ارتضیٰ نے غصے میں ٹھیلے ہوئے کہا۔۔۔

"دیکھ تو اب گناہ سواب کا سوچنا چھوڑ دے۔۔۔ اور تو یہ بھی نہ بھول آج تیری ماں کا علاج صرف اور صرف پاشا کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔۔ تیرے پاس اپنی گاڑی ہے اور گھر بھی جس میں تو کچھ دنوں میں شفٹ ہو جائے گا۔۔۔ تیرے بہن بھائی اب بھوکے نہیں مرتے۔۔۔ تجھے اور کیا چاہیے ہے۔۔۔۔ تو سوچنا چھوڑ اور کل سے کام پر لگ جا۔۔۔" شعیب نے ارتضیٰ کو دلدل میں گرنے کے لیے تیار کیا۔۔۔۔ اور ارتضیٰ اپنے گھر والوں کی خاطر تیار ہو گیا۔۔۔۔۔

"شعیب میرا دل نہیں مان رہا۔۔۔ میں ان معصوم بچوں کو کیسے اغوا کروں گا" ارتضیٰ نے گہرا سانس لے کر کہا وہ اب شعیب کے بالکل سامنے آ گیا تھا

"تو ایک بار کرے گا تو خود ہی تیرا دل پھتر کا ہو جائے گا۔۔" شعیب نے ارتضیٰ کو رام کرنے کی کوشش کی وہ جانتا تھا اگر ارتضیٰ پاشا کا کام چھوڑ کر گیا تو وہ دن شعیب کا آخری دن ہو گا۔۔۔۔۔؟

"چل دیکھتے ہیں" ارتضیٰ کہنے کے بعد اٹھ گیا جانے کو۔۔۔۔۔

شعیب بھی اٹھ گیا جانے کو۔۔۔۔۔

!.....!

"ادھر آؤ چھوٹو" ایک بوڑھا آدمی اسکول کے باہر بچوں کی چیزیں سائیکل پر لگائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ کافی بچے اس سے چیزیں لے چکے تھے۔۔۔۔۔ اس نے ایک بچے کو اکیلے جاتے دیکھا تو اسے آواز دی۔۔۔۔۔

"جی انکل" اس بوڑھے کی آواز سن کر وہ بچہ روک گیا۔۔۔۔۔

"تم کچھ لو گے نہیں" اس بوڑھے آدمی نے اس بچے کی طرف چو کلیٹ بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

اس بچے نے فوراً لے لی۔۔۔۔۔

"آپ کا گھر کہا ہے" اب وہ بوڑھا بچے کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔۔۔۔۔

بچے نے چو کلیٹ کھاتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ کیا سامنے والی گلی کی طرف۔۔۔۔۔؟

"اچھا آؤ میری سائیکل پر بیٹھ جاؤ میں چھوڑ آتا ہوں۔۔۔۔۔" اس بوڑھے نے الفاظ توڑ توڑ کر ادا کیے  
اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی اور کمرے ہونے میں وہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"جی انکل لے جائے" وہ بچہ کہنے کے بعد بوڑھے آدمی کے پاس آگیا سائیکل پر بیٹھنے کو۔۔۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ بچہ بے ہوش ہو گیا۔۔۔۔۔ اس۔ بوڑھے آدمی نے اپنی سائیکل کا رخ دوسری گلی میں موڑ دیا اور بچے کے اوپر چادر دے دی۔۔۔۔۔

تھوڑی ہی دور جا کر ایک بند گاڑی کے ساتھ کھڑا تھا اور آنے والا جس گاڑی میں آیا تھا اس میں پہلے سے ہی دو بچے بے ہوش پڑے تھے۔؟۔۔۔۔ اس بچے کو بھی ان کے ساتھ ڈالا اس بوڑھے نے اور آنے والے کو روانہ کر دیا آپ بچے اڈے پر۔۔۔ اور خود سائیکل لے کر گلیوں میں نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دور جا کر اس بوڑھے بندے نے سائیکل روکی اور ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔

دل بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔ زمین پر بیٹھ کر وہ بچوں کی طرح رونے لگا۔۔۔۔۔۔

"میں نے اس معصوم کا بچپن چھین لیا۔۔۔۔۔ السلامیرے بھی بھائی ہیں میں نے کیا کر دیا  
۔۔۔ کتنے معصوم چہرے تھے ان بچوں کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" اس بوڑھے کی آنکھوں سے ندامت کے  
انسو گرنے لگے وہ ہلک ہلک کر رونے لگا۔۔۔۔۔



"میں اب یہ کام نہیں کرو گا میں آج ہی پاشا سے کہہ دوں گا مجھے اس کے ساتھ کام نہیں کرنا" ارتضیٰ فیصلہ کر کے اٹھ گیا۔۔۔۔

!.....!

"بھائی ماما کو آج ڈسچارج کر دے گے ڈاکٹر" جب ارتضیٰ ہسپتال آیا تو مہوش نے اسے بتایا

۔۔۔۔

"اچھا تم انہیں گھر لے جانے کی تیاری کرو۔۔۔۔" ارتضیٰ کہنے کے بعد ڈاکٹر کے پاس چلا گیا  
رخسانہ کی رپورٹس دیکھنے۔۔۔۔

"ڈاکٹر خطرے کی تو بات نہیں ہے نہ" ارتضیٰ ڈاکٹر کے کیبن میں موجود تھا۔  
"ہمم ارتضیٰ دیکھے یہ بظاہر تو ٹھیک ہیں لیکن اگر دوبارہ ان کا بلڈ پریشر ہائی ہوا تو مسئلہ ہو سکتا  
ہے۔۔۔۔۔ آپ ان کا ریگولر چیک اپ کروائیں اور دوائیاں بھی وقت پر دے انشاء اللہ پھر  
پریشانی کی کوئی بات نہیں" ڈاکٹر نے ارتضیٰ کو تفصیلی بتا کر رخصت کیا۔۔۔۔۔ ارتضیٰ ڈاکٹر  
کے کمرے سے باہر آیا تو مہوش روم سے باہر آرہی تھی رخسانہ ویل چیئر پر تھی۔۔۔۔۔ مہوش  
کے ہاتھ میں سامان تھا جسے ارتضیٰ نے جلدی سے لے لیا۔۔۔۔۔

پھر وہ تینوں گاڑی تک آئے۔۔۔۔۔ ارتضیٰ نے گاڑی میں رخسانہ کو بیٹھایا وہ سوالیہ نظروں سے  
ارتضیٰ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔ اور مہوش نے بھی سوالیہ نظروں سے ارتضیٰ کو دیکھا۔۔۔۔۔

ارتضیٰ نے نظریں چرائی اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔ اور گاڑی سٹارٹ کر دی

-----

پورے راستے ارتضیٰ مہوش اور رخسانہ سے نظریں چراتا رہا وہ جانتا تھا مہوش اور رخسانہ کی آنکھوں کی تحریر لیکن وہ چپ رہا۔۔۔۔۔

اپنے گھر پہنچ کر ارتضیٰ نے اپنے باقی مہن بھائیوں کو لیا۔۔۔

"کہاں جا رہے ہیں ہم بھائی۔۔۔۔۔" مہوش نے ارتضیٰ کے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد کہا۔۔

"نئے گھر" ارتضیٰ نے لاپرواہی سے ہی جواب دیا پھر ایکسیلیٹر پر دباؤ ڈال دیا کچھ ہی دیر میں

ارتضیٰ کی گاڑی ایک اعلیٰ شان گھر کے پاس روکی۔۔۔۔۔

ارتضیٰ نے سب سے نظریں چراتے ہوئے گاڑی کے سارے لاک کھولے اور خود گاڑی سے اتر

آیا رخسانہ کو گاڑی سے نکالا۔۔۔۔۔

رخسانہ اور مہوش کی آنکھوں میں موجود سوال دیکھ کر ارتضیٰ نے دو لفظ کہے۔۔۔۔۔

"اندر چلیں" اور رخسانہ کو ویل چئیر پر بیٹھا کر اندر لے گیا۔۔۔۔۔

رخسانہ ارتضیٰ سے پوچھنا چاہتی تھی لیکن ان میں بولنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔۔۔۔

رخسانہ کو بستر پے لیٹا کر ارتضیٰ باہر آگیا۔۔۔۔

باہر آکر دیکھا تو سب بچے بہت خوش تھے سوائے مہوش کے۔۔۔۔۔

ارتضیٰ مہوش سے نظریں چراتے کچن میں چلا گیا۔۔۔۔۔ کچن میں جا کر پانی پیا اور۔۔۔۔۔ پاشا

سے دو ٹوک بات کرنے کے لیے باہر کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

مہوش ارتضیٰ کو باہر جاتا دیکھ کر بھاگ کر اس کے پاس آئی۔۔۔

"بھائی یہ گھر۔۔۔۔۔" مہوش کی بات مکمل ہونے سے پہلے ارتضیٰ بول پڑا

"مہوش یہ گھر میرے باس کا ہے۔۔۔ وہ کرائے کا گھر تھا۔۔۔ یہ اپنا ہے جب تک باس

**چاہئے لیکن یہ گھر ہمارا نہیں ہے فکر نہ کرو ایک دن اپنا بھی ہو گا۔۔۔۔۔ حلال پیسوں سے**

بنایا گیا اپنا گھر "ارتضیٰ بے ربط کہتا گیا اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔

مہوش کو ارتضیٰ کی باتیں سمجھ نہیں آرہی تھی وہ سر ہلاتے اندر آگئی اور خاموشی سے ایک کمرے

میں جا کر لیٹ گئی۔۔۔۔۔ اور ارتضیٰ کہ کھے جملوں کو سوچنے لگی۔۔۔

"بھائی کیا کہنا چاہ رہے تھے۔۔۔ کس الجھن کا شکار ہیں بھائی۔۔۔۔۔ حلال کی بات کر رہے

تھے۔۔۔ اللہ کرے سب بہتر ہو۔۔۔۔۔ آمین۔۔۔۔۔" مہوش نے کروٹ بدل لی اور سونے کی

کوشش کرنے لگی وہ کافی دنوں کی تھکی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"ہاں جناب کیسے آنا ہوا۔۔" پاشا نے تفرخانہ انداز اپناتے ہوئے ارتضیٰ کو مخاطب کیا

جس پر ارتضیٰ نے ابرو بھرمی سے اٹھائے اور کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

"میں کسی کا احسان نہیں لیتا پاشا آج جو کچھ تم نے مجھے دیا اس سب کے بدلے میں --- میں نے تمہیں بہت کچھ دیا تمہاری ڈھوبتی نئی کو بچایا ہے میں نے -- میری زندگی کا ایک اصول ہے --- پاشا ---"

## ...Give and take

تو تم اتنا تراؤں نہیں۔۔۔۔ میں بس یہ کہنے آیا تھا میری ماں اب ٹھیک ہے اور وعدے کے تحت میں تمہارا کام بھی سرانجام دے چکا ہو جو تمہیں یاد ہو۔۔۔۔۔" ارتضیٰ کہنے کچھ اور آیا تھا لیکن جب اس کے ہونٹ واہ ہوئے تو لفظ کچھ اور ادا ہوئے جن کو سن کر ارتضیٰ خود حیران رہ گیا۔۔۔۔۔



ارتضیٰ پاشا کا جواب سنے بغیر باہر کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔ جس پر پاشا نے ہاتھ میں پکڑا جوس کا گلاس زمین پر زور سے مارا اور وہ چھٹنا کے کی آواز سے چکنا چور ہو گیا۔۔۔۔۔

"What the hell is this ....

کیا سمجھتا ہے خود کو یہ چند بچے اغوا کر کے دے کر احسان کر رہا ہے مجھ پر دیکھ لو گا اسے  
۔۔۔۔۔ پاشا کو ہلکا لے رہا ہے یہ چھورا۔۔۔۔۔" پاشا نے سرخ ہوتی آنکھوں سے کانچ کے  
ٹکروں کو دیکھا۔۔۔۔۔

!.....!

ارتضیٰ نے باہر آ کر خود کو کوسا۔۔۔۔۔ لیکن وہ کیا کرتا۔۔۔۔۔ وہ اپنے بھائی بہنوں کی آنکھوں  
کی چمک نہیں چھین سکتا تھا۔۔۔۔۔ جو وہ کچھ دیر پہلے نے گھر میں داخل ہوتے دیکھ چکا تھا  
۔۔۔۔۔

!.....!

"میجر احمد اگلے دو منٹ میں مجھے آپ سٹریٹ فائف میں لے۔۔۔۔۔" میجر شاہ غازی نے بچوں کو  
اغوا کرنے والی تنظیم کا اہم بندہ پکڑ لیا تھا جسے وہ نظر بند کے لیے احمد کے حوالے کرنے والے  
تھے۔۔۔۔۔

سین - 5

وجہہ ----

ارحان پریشان سا بیٹھا تھا پاشا کی دی گئی دھمکیاں اسے مسلسل پریشان کر رہی تھیں۔ وہ جانتا تھا نصرت خان کو مارنے والا کوئی اور نہیں پاشا ہی ہے۔ مگر یہاں مسئلہ پیسوں کا تھا جو اس نے پاشا سے ادھار لئے تھے۔۔۔ وہ مسلسل سوچوں میں گھرا ہوا تھا۔۔۔

وہ اگلے ہی دن کسی اور پولیس سٹیشن آیا تھا رپورٹ درج کروانے۔۔۔  
"انسپیکٹر اجمل صدیقی۔۔۔"

"جی آپکو کس کی رپورٹ درج کروانی ہے۔۔؟" وہ مصروف سا بولا۔۔

"پاشا کی۔۔" "کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر وہ مختصر بولا۔۔

"جی کس سلسلے میں۔۔؟" "انسپیکٹر اجمل صدیقی سنجیدگی سے بولا۔۔

"میرے والد نصرت خان کے قتل کے سلسلے میں۔" وہ تنک کر بولا۔ اسے اتنے سوالات تنگ کر رہے تھے۔۔

"ٹھیک ہے۔" انسپیکٹر اجمل نے رپورٹ درج کر لی تھی۔۔ "بہت شکریہ" وہ اس سے مصافحہ کر کے واپسی کے لئے پلٹ گیا۔۔

پاشا نے اس پر نظر رکھنے کے لئے آدمی رکھا ہوا تھا۔۔۔ اس آدمی نے پاشا کو اطلاع دے دی تھی اس کے متعلق۔۔

”اڑادو اسکو بچنے ناپائے“۔۔ وہ سخت آواز میں بولا پھر غصے سے فون دیوار میں دے مارا۔۔“  
میرے خلاف رپورٹ درج کروائے گا۔۔؟“ وہ سخت بپھر گیا تھا۔۔



ارحان خان خوش تھا۔۔ ”شکر ہے اس انسپکٹر نے انکار نہیں کیا“۔۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ آگے ڈرائیور اور بارودی گارڈ تھا جبکہ اسکے ارد گرد بھی گارڈز بیٹھے تھے۔۔ وہ اپنی جیت میں مست دونوں بازوؤں پر سر رکھے بیٹھا جب یک دم کسی گاڑی نے انکو اوور ٹیک کیا تھا انکی گاڑی بری طرح درخت میں لگتی اگر تو ڈرائیور گاڑی کا رخ نا موڑ لیتا۔۔ تبھی لگاتار فائرنگ ہونا شروع ہو گئی تھی انکی گاڑی پر وہ خود کو بچانے کی خاطر سیٹ کے نیچے چھپ سا گیا تھا۔۔ گاڑی کے شیشے بری طرح چکنا چور ہو گئے تھے۔۔ اسکے گارڈز نے بھی جواباً فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں پاشا کے کئی آدمی جاں بحق ہو گئے تھے جبکہ ارحان کے دو گارڈز مر چکے تھے۔۔ پولیس کے تیز سائرن کی آواز سن کر اس نے سکھ کا سانس بھرا۔۔ اسکے ڈرائیور کے بازو پر گولی لگی تھی اور اب وہ درد کی شدت سے نڈھال تھا جبکہ گارڈ باہر تھا۔۔

پاشا کے بندے بھاگ گئے تھے پولیس کے بوٹوں کی تیز آواز اسکے قریب آتی جا رہی تھی۔ وہ تیزی سے باہر نکل آیا اور پولیس آفیسر کو دیکھا جو وہی تھا۔ "دیکھا تم نے کیسے پاشا نے مجھ پر حملہ کروایا ہے جلد از جلد مجھے پاشا جیل کی سلاخوں کے پیچھے نظر آئے۔ وہ سختی سے آرڈر دے رہا تھا

--

"آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب پاشا نے کیا ہے۔۔؟ انسپکٹر اجمل الجھ کر بولا۔

"کیونکہ وہی میرا سب سے بڑا دشمن ہے وہ جان گیا ہوگا نا کہ میں اسکے خالف رپورٹ درج کروا چکا ہوں۔"

ارحان سنجیدگی سے بولا۔۔۔

"ٹھیک ہے" وہ سر ہلا کر بولا۔۔ ایبولینس اسکے دونوں گارڈز کو لے کر جا چکی تھی جب کہ ایک گارڈ ٹھیک تھا اور ڈرائیور کو گولی چھو کر گزری تھی اسکی وہیں بینڈیج ہو چکی تھی۔۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا پاشا مسلسل اسے زچ کر رہا تھا۔



اسکا فون رنگ کرنے لگا۔ پاشا جو مشروپ پی رہا تھا اس نے ایک نظر موبائل پر ڈالی جس پر کوئی



ان نان نمبر سے کال آرہی تھی۔ "اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔"  
ہیلو.. اسکی پر مغرور آواز ابھری۔۔

"کیسے ہو پاشا۔" دوسری طرف قدرے بھاری آواز سن کر وہ ہوش میں آیا۔ ض  
"کون ہو تم۔" پاشا نے سختی سے استفسار کیا۔

"تمہارا دشمن!" دوسری طرف اسکی مستی سے بھرپور آواز ابھری۔

"کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا۔" پاشا پریشان ہو گیا تھا۔

"سادہ سا مطلب ہے.. مجھے پتا چل گیا ہے تمہارے دھندوں کا کہ کیا کرتے ہو تم بس الٹی  
گنتی گننا شروع کر دو بہت جلد پولیس تمہارے اڈے تک تمہیں خود لینے آئے گی۔" دوسری  
طرف اسکی زہریلی پھنکارا ابھری۔ پاشا سوچ میں پڑ گیا تھا۔

"جو کوئی بھی ہو سامنے آؤ ایسے بزدلوں والی حرکت کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔" پاشا نے حتی  
الامکان لہجے کے سنجیدہ بنایا تھا۔

دوسری طرف قہقہہ ابھرا۔

"وہ بھی آجاؤں گا ابھی تو اپنی خیر مناؤ۔ تمہارے سارے دھندوں کی خبر پولیس تک پہنچ جائے  
گی کل تک.. "اس نے مسکرا کر فون کاٹ دیا جبکہ پاشا پریشان ہو گیا تھا۔ اور جے پیر کی بلی کی

مانند پورے کمرے میں گھومتا پھر رہا تھا۔

شعیب کسی کام سے اسکے پاس آیا تھا مگر اسکو پریشان دیکھ کر وہ خود بھی پریشان ہو گیا۔

"کیا ہوا خیریت ہے باس۔۔" وہ پریشانی سے بولا۔

"نہیں... خیریت نہیں ہے شعیب.. میں تمہیں ایک نمبر دے رہا ہوں جلد از جلد پتا لگواؤ یہ کس کا نمبر ہے اور کہاں سے کال کر رہا ہے۔" پاشا نے عجلت میں وہ نمبر ڈھونڈتے ہوئے کہا۔ اور نمبر اسکے آگے کر دیا۔

"مگر بات کیا ہے باس۔" شعیب کے لہجے میں پریشانی جھلک رہی تھی۔

"اس کو میرے بارے میں سب خبر ہے کہ میں کیا کرتا ہوں کہہ رہا تھا پولیس کو بتا دے گا۔" وہ شعیب کو کافی پریشان لگا۔

"آپ پریشان نا ہوں میں دیکھتا ہوں۔" پاشا کو تسلی دے کر شعیب باہر نکل گیا جبکہ پاشا کو اب کہاں سکون آتا تھا۔



وہ دو دن سے پریشان تھا اسے مسلسل نئے نئے نمبرز سے دھمکیوں کا فون آرہا تھا۔ دروازے پر دستک پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور سگریٹ کو ایش ٹرے میں۔ مسل کر آنے والے کو ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کا کہا۔

"سوری باس دیر ہو گئی۔" شعیب مسکرا کر بولا پھر باپو ڈیٹا اسکے سامنے رکھ دیا۔ "وہ کسی محمد

عرفان کے نام پر سم تھی جبکہ فون ارخان کے قریبی پی سی او سے کیا تھا۔"

"یہ بندہ مجھے آج شام تک چاہئے۔ آج شام مطلب آج شام ہی۔"

اس نے ایک ایک بات پر زور دیتے کہا۔

شعیب نے سر ہلا دیا۔ "چلتا ہوں باس۔" وہ باہر نکل گیا جبکہ پاشا اب باریک بینی سے سوچ رہا

تھا اور سوچوں میں گھرا ہوا تھا۔



شام تک شعیب اس بندے کو بھی لے آیا تھا اور اب اسکے حکم پر مارتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا،

"میں قسم کھا رہا ہوں میں نے آپکو کسی قسم کی کال نہیں کی۔" وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"میں کیسے مانوں جبکہ سم بھی تمہارے نام پر ہے نمبر بھی تمہارا ہے نام بھی تمہارا ہے۔" پاشا گہری نظروں سے اسکو گھورتے بولا۔

"میں نہیں جانتا کس نے آپکو فون کیا مگر میں خدا کی قسم کھا رہا ہوں کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔" وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

"دو دن پہلے ٹھیک بارہ بج کے دس منٹ پر کس کے پاس فون تھا تمہارا؟" پاشا سنجیدگی سے پوچھا رہا تھا،

محمد عرفان نے سر جھکا لیا۔

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں" ایک زور دار ڈنڈا اسے مارتے پاشا دھاڑ کر بولا۔ "آ۔۔ رحان کے پاس"۔ محمد عرفان ہڑبڑا کر بولا۔

"اسکا مطلب مجھے مختلف نمبرز سے فون کرنے والا کوئی اور نہیں ارحان ہے،"؟ وہ دانت پیس کر بولا۔ "مجھے پہلے خیال کیوں نہیں آیا" وہ کرسی پر مکا مارتے بولا۔  
"جاؤ لے جاؤ اسے" وہ تنک کر بولا اور ارحان کو فون ملانے لگا۔  
تیسری ہی بیل پر اس نے فون اٹھا لیا۔

"ارحان خان لگ رہا ہے میری دھمکی کو محض دھمکی ہی سمجھا تھا تم نے۔۔۔ اگر اب تم اپنے ان اچھے ہتھکنڈوں سے باز نا آئے تو میں نے تمہاری اصلیت سب کے سامنے کھول دیں ہے۔۔  
الیکشن قریب ہیں تمہاری زرا سی غلطی تمہارے لئے بڑی مصیبت کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔۔ لہذا تمہارے لئے اچھا ہوگا کہ تم اپنے ان ہتھکنڈوں سے باز آ جاؤ اور وہ کیس بھی واپس لے لو ورنہ باقی سب کے ذمہ دار تم خود ہو گے" پاشا نے کچھ بھی سنے بغیر فون کاٹ دیا اور ارحان کو ایک نئی پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔



بالآخر کافی سوچ بچار کے بعد اس نے ہارمان لی تھی۔

اور گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر آگیا۔ گارڈز نے اسکی گاڑی کا دروازہ کھول دیا وہ پیچھے بیٹھ گیا جبکہ اسکے ارد گرد گارڈز بیٹھ گئے تھے۔ "چوکیدار نے گیٹ کھول دیا تھا۔ اور گاڑی تیزی سے پولیس اسٹیشن کی طرف روانہ ہو گئی۔



"اب آپ اپنا کیس واپس کیوں لینا چاہتے ہیں۔؟" انسپکٹر اجمل تنک کر بولا۔

"میں نے آپ سے کہا ہے کیس واپس لیں باقی سارا میرا مسئلہ ہے۔" ارحان لفظ چبا چبا کر بولا۔

"واہ تمھانے کو اپنے چاچے کا گھر سمجھا ہوا ہے کیا تم سب لوگوں نے جب چاہوں کیس کروں جب چاہوں بند کرو۔۔۔۔۔ میرا کیا ہے۔۔۔۔۔"

جیسی آپکی مرضی۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے مزید کچھ کہے بنا کیس بند کر دیا تھا جبکہ ارحان واپسی کے لئے اٹھ گیا۔



سین 6

از قلم در شہوار ملک ---

"کہا ہو تم" کافی دن سے ارتضیٰ پاشا کے پاس نہیں جا رہا تھا اور پاشا نے بھی اسے فون نہیں کیا وہ خود پریشان تھا لیکن آج اسے شعیب کی کال آگئی ---

"میں گھر میں ہو" ارتضیٰ نے تھکے تھکے لہجے میں کہا ---

"تھینکس گاڈ تم گھر میں ہو" شعیب نے شکر کا سانس بھرا

"کیوں مجھے اور کہا ہونا چاہیے تھا" ارتضیٰ نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے تنک کر کہا ---

"یار صبح ہی خبر ملی ہے کہ اغوا کرنے والی تنظیم کے سربراہ کو پکڑ لیا گیا ہے اور آج کل تو ہی وہ سب دیکھ رہا تھا" شعیب نے ایک ہی سانس میں سب کہہ ڈالا --- جس پر ارتضیٰ ہسنے لگا

----

"تو ہنس رہا ہے یار میری تو جان پر بن آئی تھی۔" شعیب روہانسی ہو گیا ---

"ہا ہا ہا ہا ہا نہیں یار بس ایسے ہی ہنسی آگئی تھی خیر ارتضیٰ کریم کوئی مچھلی نہیں جسے جال میں

پھانس لیا جائے ارتضیٰ کریم ایک جیگتا جاگتا انسان ہے اور ایسا انسان جو ایک قدم آگے کی

سوچ کر جیتا ہے --- "ارتضیٰ اپنے سامنے لیٹی ماں کو پیار سے دیکھ رہا تھا اس کا لہجہ

اس کی آنکھوں کی طرح سرد مہر تھا ---

"مطلب تم ----" شعیب کو شوکڈ لگا ----

"ہاں میں جان گیا تھا کہ آئی آیس آئی کے بندے میرے پیچھے ہیں تبھی میں نے موحد کو بھیج دیا تھا ---- کیونکہ میں جانتا تھا مجھے واپس لانے والا کوئی نہیں ہوگا ---- لیکن اسے واپس لانے والا میں ضرور ہونگا ----" ارتضیٰ نے کہنے کے بعد کال کاٹ دی وہ مزید شعیب سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا ----

کال کاٹ کر وہ باہر آگیا ---- مہوش اپنے کمرے میں تھی اور بچے اسکول جا چکے تھے ---- وہ مہوش کا کمرہ باہر سے لاک کر کے سیدھا باہر آیا ---- باہر آکر اس نے یوٹرن لیا ---- ادھر سبز باغ تھا جو گھر کا ہی حصہ تھا وہاں سے ہوتا ہوا وہ گھر کے پچھلے حصے میں آگیا پچھلے حصے میں ایک لوہے کا دروازہ تھا اس کا لاک کھول کر ارتضیٰ نے اسے واہ کیا اور اندر جا کر اسے اندر سے لاک کر دیا ---- دروازہ بند ہوتے ہی اندر اندھیرا ہو گیا ---- ارتضیٰ نے ٹارچ اون کر لی ----

وہ راستہ سرنگ کی طرح تھا ---- ارتضیٰ سیدھا چلتا ہوا ڈھلان سی جگہ سے نیچے آیا وہاں پر ایک سیلور سٹیل سے بنا لوہے کا دروازہ تھا ---- جس کے سائیڈ پر ایک بورڈ لگا تھا جو جلت رنگ کر رہا تھا ---- ارتضیٰ نے اس بورڈ کے مڈ پر اپنی ناک کی نوک رکھی اور زور سے سانس باہر کی

طرف کیا ایک زوردار جھٹکا لگ کر ارتضیٰ پیچھے ہوا۔۔۔۔۔ اور ایک آواز کے ساتھ دروازا کھل گیا

۔۔۔۔۔

"Welcome sir IRTAZA KAREEM"

ارتضیٰ جیسے ہی اندر داخل ہوا دروازا پھر بند ہو گیا۔۔۔۔۔

"ایسی جگہ میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی" چاروں اطراف میں نظریں گھماتے

ہوئے ارتضیٰ نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔

وہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جو ارتضیٰ کے گھر کے نیچھے ہی بنایا گیا تھا۔۔۔۔۔ کچھ سال پہلے ہی پاشا نے بنایا تھا۔۔۔۔۔ جب سے اس کے دشمن زیادہ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔ اس کمرے میں ہر چیز موجود تھی۔۔۔۔۔ ایک بڑی سی اسکرین تھی جس پر پاشا کے سارے اڈوں پر گے سی سی کیمرے کی ویڈیوز چل رہی تھی اور ایک سائیڈ پر اسٹون کی بنی دیوار پر چھ اسکرین لگی ہوئی تھی جس میں ارتضیٰ کے گھر کے مختلف جگائیں نمایاں تھی۔۔۔۔۔ ارتضیٰ اس کمرے میں بیٹھے آرام سے اپنے گھر کے اندر اور باہر ہونے والی تمام حرکات دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک رولنگ چئیر پر بیٹھا سینٹرل جیل کراچی کا پیپ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ پھر اٹھ

کر ٹیبل کے پاس آگیا وہاں پہلے ہی بہت سی تصویریں اور پیپرز موجود تھے انہیں سائیڈ پر کر کے ارتضیٰ نے وہ پیپ سامنے کانچ کے ٹیبل پر رکھا اور بلیک مارکر سے اہم جگہوں پر گول



دائرے لگانے لگا۔۔۔۔۔ پھر ایک صفحہ لیا اس پر ان اہم جگہوں کو ترتیب سے لکھنے لگا

-----

سامنے لگی چھ اسکرین میں سے ایک پر مہوش کا کمرہ نمایا تھا مہوش اٹھ چکی تھی اور بیڈ سے نیچے اتر رہی تھی۔۔۔۔۔ ارتضیٰ نے جلدی سے بڑی اسکرین کے ساتھ گئے لاکز کنٹرول کی طرف رخ کیا اور مہوش کے کمرے کے لاک کے اپشن کو سلائیڈ کر کے اوپن کر دیا اور مین گیٹ کو بھی کھول دیا۔۔۔۔۔

خود واپس ٹیبل پر آیا اور سارے کام کی چیزیں لی ایک بیگ میں ڈالی اور واپس باہر کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔

باہر آکر دوبارہ اسی سٹیل کے دروازے کے پاس آیا اس دروازے کے ساتھ ایک بورڈ لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔

اس پر اس نے اپنا انگوٹھا رکھا اور ایک آواز کے ساتھ وہ دروازہ کھل گیا ارتضیٰ دروازہ کھلنے کے بعد باہر آگیا۔۔۔۔۔ اور پھر ایک آواز گونجی۔۔۔۔۔

"Goodbye sir IRTAZA KAREEM"

"Ah any voice is so Attractive"

ارتضیٰ نے زو معنی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے کے بعد اگے قدم بڑھا دیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جس راستے

سے وہ آیا تھا اس تک پہنچ کر اس نے دوسرے راستے پر جاتی سرنگ کی طرف منہ موڑ لیا

----- وہ راستہ گیراج میں بے مصنوعی گٹر کی طرف کھلتا تھا۔۔۔۔۔ رضی! آہستہ آہستہ

چلتا اس مصنوعی گٹر تک پہنچ گیا۔۔۔۔ ہلکا سا ڈھکن اوپر کیا تو سامنے ہی عماد گھر کے داخلی

دروازے کو عبور کرتا ہوا اندرونی دروازے تک جا رہا تھا اس کے پیچھے علی اور رابعیہ بھی تھے

-----ارضیٰ نے دھکن واپس نیچے کر دیا-----

تھوڑی دیر بعد اس نے دوبارہ اٹھایا تو کوئی نہیں تھا۔۔۔

"اففففف اس!" ارتضیٰ اس سرنگ سے باہر آگیا۔۔۔ اور گہرا سانس بھرا۔۔۔۔۔

باہر آکر وہ اپنی گاڑی کے پاس گیا اور جیب سے چابی نکال کر اس نے دُگی کھولی اس میں ایک

سفاری بیگ پڑھا تھا اس میں سے اس نے ایک جینز کی پینٹ نکالی اور ایک وائٹ ٹی شرٹ اور

ایک لائٹوں والی شرٹ نکالی اور ہاتھ میں پکڑا بیگ اسی بیگ میں ڈال کر اسے تالا لگا دیا

----- یہ سب نکال کر اس نے بونٹ بند کیا۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر ایک فاتحانہ

مسکراہٹ تھی۔۔۔۔۔ ان کپڑوں کو دیکھتے ہوئے۔۔۔۔۔ وہ ہنسنے لگا ہنستے ہنستے وہ قدم گیراج

**میں بچے باتھروم کی طرف بڑھانے لگا۔۔۔۔۔۔ پندرہ منٹ بعد وہ واش روم سے باہر آیا**

----- بلکل فریش بلیو جینس کے اوپر وائٹ ٹی شرٹ اور اس کے اوپر شرٹ پہنی ہوئی

تھی جس کے بٹن کھلے ہوئے تھے آستینیں آدھی اوپر کی طرف موڑے چہرے پر دنیا جہاں کی  
معصومیت سجائے وہ گھر کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔-----

"میں چاہے دنیا کے سامنے بھیڑیا ہی کیوں نہ ہو لیکن میں آج بھی معصوم اور نا سمجھ سا بچہ ہی  
ہوا پختے گھر والوں کے لیے"۔----- دل میں سوچتے ہوئے ارتضیٰ نے گہرا سانس لیا اور اپنے  
قدموں کو تیز کر دیا۔-----

## سہیلین 5

از قلم #عائشه\_خانزادی

ارحان کو آتما دیکھ کر رشید (ڈرائیور) نے فوراً گیٹ کھول دیا۔

""آپ نے کیس واپس لے لیا ہے؟"" حمید (ارحان کا خاص آدمی) مستفسر ہوا

""فلحال یہ کرنا ضروری تھا۔ الیکشن ہو جائیں پھر کرتے ہیں اس پاشا کا کچھ"

یہ کہہ کر ارحان نے سر پیچھے ٹیکا لیا اور ایک آنسوؤں اس کے رخسار پر بہہ نکلا حمید جانتا تھا ارحان جب بھی پریشان ہوتا تھا، نصرت خان اسکی پریشانی ختم کر دیتے تھے، مگر آج وہ ارحان کے ساتھ نہیں تھے، حمید نے شفقت بھرا ہاتھ ارحان کے سر پر پھیڑا۔۔۔۔۔

\*\*\*\*\*

آج ایک مہینہ ہو گیا تھا ارتضیٰ کو نئے گھر میں شفٹ ہوئے ارتضیٰ حسب معمول لاؤنچ میں بیٹھا

ٹی۔ وی دیکھ رہا تھا جب اسکا بھائی بھاگتا ہوا آیا۔۔۔۔

""بھائی!!!۔۔۔

""کیا ہوا خیریت ""ارتضیٰ مستفسر ہوا

""چلیں میرے ساتھ ""عماد نے ارتضیٰ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے رخسانہ کے کمرے کی طرف کھینچا۔۔۔۔

""ارے ماں ""ارتضیٰ اپنی ماں کو یوں بیٹھے دیکھ کر خوشی سے بولا

""آپ!! ٹھیک ہو گئیں۔۔۔ شکر ہے میرے رب کا ""اپنی ماں کی گود میں چھوٹے بچے کی

طرح سر رکھ کر رونے لگا،

""ایسے کیوں رو رہا ہے؟ مرتھوڑی ناگئی ہوں میں ""

رخسانہ بیگم نے ارتضیٰ کا سر سہلاتے ہوئے کہا

""اللہ نا کرے ماں!! آپ کو کچھ ہو، کیسی باتیں کرتی ہیں آپ! پہلے بابا ہمیں چھوڑ گئے، آپ

کو کچھ نہیں ہوگا، میں آپ کو کچھ ہونے نہیں دوں گا"" ارتضیٰ نے نم آنکھوں سے کہا

""ایسے نہیں کہتے گناہ ہوتا ہے۔ موت برحق ہے اللہ نے جو وقت مقرر کیا اس وقت موت آنی اٹل

ہے ""

لفظ گناہ پر ارتضیٰ کے اندر ایک تلخی سی اترتی محسوس ہوئی "" کیا بتائوں ماں تیرا ارتضیٰ گناہوں



کے دلدل میں دہنس چکا ہے" "ارتضیٰ نے دل میں سوچا

"چھوڑو ماں یہ بتاؤ، اب طبیعت کیسی ہے" تکلیف تو نہیں ہو رہی ہاتھ میں،

نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں، یہ بتا یہ گھر کس کا ہے؟؟" " "

"میرے باس کا ہے، اور انہوں نے مجھے دیا ہوا ہے، جب تک چاہوں یہاں رہ سکتا ہوں" " "

"سچ کہہ رہا ہے؟" "رخسانہ کے لہجے میں ضرور کچھ ایسا تھا، جو ارتضیٰ نظریں جھکانے پر مجبور

ہو گیا

"تیرے جانے کے بعد، ایک آدمی پیسوں سے بھرا بیگ دے کر گیا تھا" "رخسانہ بیگم نے بتایا

"آپ نے خرچ تو نہیں کیے؟؟" "ارتضیٰ نے عجلت میں پوچھا

"نہیں، نہیں خرچ نہیں کیے" "ہیں کس کے وہ پیسے؟؟" "رخسانہ بیگم نے پوچھا۔

"میرے باس کے ہیں اور مجھے وہ واپس کرنے ہیں،" "اسنے جھوٹ کہا، ارتضیٰ نہیں چاہتا

تھا، اسکی اصلیت ماں کے سامنے آئے،

"پھر ٹھیک ہے! مجھے تو شک ہو گیا تھا،" "رخسانہ بیگم نے ارتضیٰ کا ماتھا چوما، ارتضیٰ کا اب

یہاں بیٹھنا دشوار ہو رہا تھا،

"آتا ہوں ماں" ارتضیٰ کہتا کمرے سے باہر آگیا، ""چڑیل ماں کے پاس جا کہ بیٹھ، ""کمرے سے نکل کر ارتضیٰ اپنی بہن کو امانے سے آتا دیکھ کر چھپڑتے ہوئے بولا۔

!.....!!

سین 6

از قلم #عائشہ\_خانزادی

سب ہی اپنی اپنی نشست پر براجمان تھے، بس میجر نور کا انتظار تھا ایک کڑکدار آواز۔ فضہ میں گونجی،، اور سب ہی آنے والے کی طرف متوجہ ہو گئے رسمی گفتگو کے بعد میجر نور اصل موضوع پر آئے۔۔۔

""ہمیں خفیہ ذرائع سے اطلاع ملی ہے کراچی میں معصوم بچیوں کو بیچا جا رہا ہے لگے مہینے کی پہلی تاریخ کو یہ کام سرانجام ہوگا"

سب ہی خاموشی سے ان کی طرف متوجہ تھے،

""ہمیں ایک مکمل پلاننگ سے، انکو پکڑنا ہے، اس کام کے لئے میں نے افسر لیزا ارمان" اور اسوہ خان کو منتخب کیا ہے"

""کسی کو کچھ کہنا ہے کوئی اعتراض؟؟

""نوسر""، سب نے یک زبان کہا۔

"آئی ہیو سر" اس نے ہاتھ کھڑا کر کے کہا،

اب سب ارحم کی طرف متوجہ تھے

"سر یہ بہت خطرناک گینگ ہے 'دو لڑکیوں کا اکیلے اسے ہینڈل کرنا مناسب نہیں'" ارحم نے

اپنا نظریہ پیش کیا، میجر نور کچھ کہتے اس سے پہلے ہی لیزہ گویا ہوئیں

"جو ٹریننگ آپ کو دی گئی ہے وہی ہمیں بھی دی گئی ہے آج ہم اور آپ یہاں ہیں اسکا

مطلب ہے ہم دونوں نے ہی ٹریننگ پوری کی اور کامیاب بھی ہوئے ہیں" لیزہ نے ارحم کو

شرمندہ کر دیا تھا

"ارحم کی بات درست ہے اس کیس میں ارحم بھی آپ کے ساتھ ہونگے" میجر نور نے اپنا

فیصلہ سنایا

دونوں چپ کر کے اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ گئے۔۔۔

"ارحم شاہ غازی

لیزہ ارمان

اسوہ خان

ان کے علاوہ باقی سب جاسکتے ہیں،"

سب سلیوٹ کرتے ہال سے نکل گئے۔۔۔

""اس فائل میں ساری ڈیٹیلز ہیں، آپ تینوں اچھے سے ریڈ کر لیں"" میجر نور نے ایک سفید رنگ کی فائل ان کی جانب کسکھائی

"اب آپ جا سکتے ہیں" میجر نور نے اجازت دی۔۔

ارحم نے فائل اٹھائی، اور تینوں ایک ایک کر کے ہال سے باہر آ گئے،

XX

ارتضیٰ اپنی بہن کو ماں کے پاس بھیج کر خود دوبارہ لاؤنچ میں آگیا، تبھی اسکا موبائل بج اٹھا، ارتضیٰ نے موبائل اٹھایا، تو اسکرین پاشا کی کال آنے کی اطلاع دے رہی تھی،..

”ایس باس؟“ ارتضیٰ نے موبائل اٹھا کر احترام سے کہا،

”ضروری کام ہے، جلدی سے گرین لائن (اڈے کا خفیہ نام) پر پہنچوں، پاشا نے عجلت میں

۷

""او کے پاس۔۔"" اور کال منقطع ہو گئی۔۔

\*\*\*\*\*

\*\*\*\*

پاشاکہ اڈے پر-----

”تم شیر شاہ والا کام سمجھا لو گے،“ پاشا نے ارتضیٰ کو مخاطب کیا



ارتضیٰ کچھ کہتا، اس سے پہلے ہی شعیب نے اشارہ کیا کہ چپ رہ،  
پاشا کام سمجھا کر چلا گیا

"تو پاگل ہو گیا ہے کیا؟ شعیب ارتضیٰ پر بھڑکا،

"یار میں یہ کام نہیں کر سکتا" میری اپنی بھی تین بہنیں ہیں میں کیسے کسی کی بہن کی عزت  
کے ساتھ کھیل سکتا ہوں؟؟"

ارتضیٰ نے تھکے تھکے لہجے میں کہا

"ٹھیک ہے جا منع کر دے، اور مانگ سڑکوں پر بھیک بہن بھائیوں کو بھی ساتھ لے لینا کمائی  
اچھی ہو جائے گی،، اور آنٹی کا علاج۔ خیر چھوڑ آنٹی کی زندگی ویسے ہی پوری ہو گئی ہے، آج نہیں تو  
کل، جانا ہی ہے انہیں جا! جانا!" "شعیب نے دھکے دیا  
ارتضیٰ شعیب کے گلے لگ کر، رونے لگ گیا  
"بھائی آج کے دور میں، کوئی کسی کا نہیں ہے! تو دوسروں کا سوچ لے گا پر تیرا کون سوچے  
گا"

"کل ٹائم سے پوچھنا جانا" ارتضیٰ نے شعیب سے الگ ہوتے ہوئے کہا

"کہاں پہنچنا ہے؟" "شعیب نے پوچھا،

""شیر شاہ!!!!"" ارتضیٰ کہتا نکل گیا،

""مجبوری انسان سے کیا کیا کروا لیتی ہے!!"" شعیب کے منہ سے بے ساختہ - نکلا۔۔

\*\*\*\*+\*\*\*\*\*+\*\*\*\*\*+\*\*\*\*\*+\*\*\*\*\*+\*\*\*\*

""ہاں میں پوہنچ گیا ہوں، پر تم کہاں رہ گئے ہو؟"" ارتضیٰ نے شعیب کو کال کر کے پوچھا۔۔

اور سامنے والے کا جواب سننے لگا،

""اللہ کے نام پر کچھ دے دو صاحب،"" ایک فقیرنی ارتضیٰ کے پاس آگئی، ارتضیٰ نے ایک

نظر اسکو دیکھا اور پھر فون پر متوجہ ہو گیا

"او کے جلدی آ" میں انتظار کر رہا ہوں"" ارتضیٰ نے جیب سے پیسے نکالے اور پیچھے مڑا، پر فقیرنی جا چکی تھی،،

اب ارتضیٰ کو شکار ڈھونڈنا تھا، تبھی برابر سے اسے دو لڑکیوں، کی آواز آئی

""کتنی خوبصورت لگ رہی ہے نایہ؟؟ تجھے پتا ہے میرا بھی خواب ہے میرا بھی پوسٹر اسی طرح

گلیوں، چہرا ہوں، پر گئے،"" ادیبہ نے اپنی دوست زاہا سے سامنے گئے پوسٹر کو دیکھ کر کہا

""ہن لوگ سوتے ہوئے خواب دیکھتے ہیں تو جاگتی آنکھوں سے بھی خواب دیکھ لیتی ہے" زاہا

کی شرارتی آواز ابھری ادیبہ نے منہ بنامی "چل چلیں،" زاہا نے ادیبہ کو اپنی جانب کھینچا

ارتضیٰ کے دماغ۔ میں فوراً ایک ترقیب آئی اس نے عجلت میں کال ملائی۔۔

کال اٹھالی گئی

"ہاں بول ارتضیٰ"

"اتنی جلدی کیسے کوئی ماڈل لے گی سر" ارتضیٰ نے آواز تیز رکھی تاکہ ادیبہ تک یہ بات پہنچ جائے،

اور ارتضیٰ کا تیر نشانے پر لگا، ادیبہ فوراً رک گئی۔۔۔

"پاگل ہو گیا ہے کیا؟؟ ماڈل کس کو چاہیے کوئی بھی لڑکی پا کر لے" شعیب نے کہا  
"پر سر۔۔۔ کوئی بھی لڑکی، اتنی جلدی موڈلنگ کرنے پر راضی نہیں ہوگی"۔ ارتضیٰ نے  
اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گیا ہے بھائی تجھے۔۔۔ پی کر آیا ہے کیا؟؟" شعیب اب چڑ رہا تھا  
"آپ میری بات سنیں بس۔۔۔" ارتضیٰ کے لہجے میں کچھ ایسا تھا، جو شعیب جان چکا تھا اصل  
معجزا کیا ہے،

"میں سپیکر آن کر رہا ہوں مجھے آواز صحیح نہیں آرہی ہے" ارتضیٰ نے کہہ کر موبائل اسپیکر پر

ڈالا

"جی سر۔۔۔ بولیں اب" ارتضیٰ نے کہا۔۔۔

"کوئی بھی لڑکی لے آؤ،، کالج وغیرہ میں پتا کرو وہاں پر کافی لڑکیاں ماڈل کے لیے تیار ہوتی ہیں

--- مجھے بس کل تک ماڈل چاہیے آگئی سمجھ اللہ حافظ، "" شعیب نے کہہ کر لائن کاٹ دی  
ارتضیٰ نے موبائل جیب میں ڈالا اور سامنے کھڑے کلیجی والے کے ٹھیلے کے قریب آگیا۔۔۔۔۔،  
ارتضیٰ نے جال پھنک دیا تھا اب بس دیر تھی تو مچھلی کے آنے کی۔۔

""میں جارہی ہوں"" ادیبہ نے کہا،

""پاگل ہو گئی ہے کیا، اچھے گھر تو بتا دے پہلے"" زاہا نے سمجھایا

""سن تو گھر جا، اور ماما سے کہنا آج اسکول میں ایکسٹرا کلاسز ہیں، میں بات کر کے آتی ہوں  
تھوڑی دیر میں"" ادیبہ نے زاہا کو گھر بھیج دیا اور خود ارتضیٰ کے پاس آگئی

""السلام علیکم۔"" ادیبہ نے ارتضیٰ کے قریب آکر سلام کیا

""وعلیکم السلام" جی آپ کون؟"" ارتضیٰ نے سوال کیا،

""آپ ابھی بات کر رہے تھے نا، کسی سے فون پر، ماڈل چاہیے آپ کو"" ادیبہ نے جھجکتے ہوئے

پوچھا

""آپ کیا رہ چلتے لوگوں کی باتیں سنتی ہیں؟ کون کیا بات کر رہا ہے"" ارتضیٰ نے مصنوعی، غصہ

ظاہر کیا

""نہیں نہیں! ایسا نہیں ہیں.. بس ویسے ہی آپ کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی تو میں رک

گئی"" ادیبہ نے جلدی سے وضاحت کی،



"" اچھا تو میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟ "" ارتضیٰ نے لا پرواہی سے کہا  
"" جی میں ماڈلنگ کرنا چاہتی ہوں "" ادیبہ مسلسل اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی  
"" ٹھیک ہے، پین، کاپی پلرز "" ارتضیٰ نے ادیبہ سے کہا  
اس نے جلدی سے بیگ میں ہاتھ ڈالا اور ایک کاپی اور بال پین، نکال کر ارتضیٰ کی جانب  
بڑھایا،

ارتضیٰ نے کچھ لکھا اور ادیبہ کو کاپی پکڑائی "" اس اڈریس پر پہنچ جانا کل اوڈیشن ہیں "" ارتضیٰ  
کہتا آگے بڑھ گیا ادیبہ بھی خوشی خوشی آگے بڑھ گئی۔۔

ارتضیٰ نے شعیب کو کال کی پلان بتانے کے لئے پر سامنے کا منظر دیکھ کر ارتضیٰ کا پارا ہائی  
ہو گیا، پین بیچنے والی ایک آدمی کے پاس کھڑی پین کے پیسے طلب کر رہی تھی پر وہ مرد  
مسلسل اس پین بیچنے والی کے ساتھ بد فیل کر رہا تھا نوٹ دیئے کے بہانے اس کا ہاتھ پکڑ لیا  
اسی وقت ارتضیٰ وہاں پہنچ گیا

"" پکڑ ہاتھ! ارتضیٰ کو دیکھ کر اس آدمی نے فوراً ہاتھ چھوڑ دیا تھا "" پکڑنا !!! "" ارتضیٰ چلایا، اور  
ایک زوردار پنج اس مرد کے منہ پر رسید کیا ارتضیٰ کو دیکھ کر اس پین بیچنے والی کو بھی اپنی  
بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا تھا

رانو (پین بچنے والی) نے ایک تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔۔  
آدمی نے بھاگنے کا سوچا اور رانو کو دھکا دے کر نکل گیا۔

اچانک حملے کی تاب نالاتے ہوئے رانو روڈ پر گرمی، اور سامنے سے آتی گاڑی سے ٹکرا گئی، سر سے خون بہہ رہا تھا، گاڑی کا ڈرائیور بھاگ گیا۔

ارتضیٰ نے رانو کو اپنی گاڑی میں لٹایا، اور ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا،

"دوائی کے زیر اثر ابھی یہ کچھ دیر غنودگی، میں رہیں گی کوئی مسئلہ ہو تو آپ رسیشنلسٹ کو اطلاع دیجئے گا" ڈاکٹر ارتضیٰ کو تاکید کرتا کمرے سے نکل گیا

ارتضیٰ نے سوچا "اب شعیب کو کال کرنی چاہیئے" کب سے شعیب کی کال کو نظر انداز کر رہا تھا، یہ سوچ کر ارتضیٰ نے سامنے رکھی تپائی سے فون اٹھانے کا سوچا،

رانو کو اپنے ارد گرد کسی کا لمس محسوس ہوا، رانو نے آنکھیں کھولی تو ارتضیٰ کو اپنے پر جھکا پایا۔۔  
"ہٹو!" اسنے دھکا دیا۔

"پاگل ہو گئی ہو کیا، اپنا موبائل اٹھا رہا تھا"۔ ارتضیٰ نے چڑ کر کہا۔

"تو وہاں سے بھی اٹھا سکتے تھے" رانو نے بھی ترکی بات کی کہا،

"تمہارا ہاتھ پکڑ کر بیٹھایا تھا ڈاکٹر نے کہا تھا، سوتے ہوئے سر پر مار لو، پانچ ٹانگے، آے

ہیں" ارتضیٰ نے بتایا۔۔۔

رانو نے فوراً اپنا ہاتھ دیکھا جو ارتضیٰ کی گرفت میں تھا اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا  
ارتضیٰ منہ بناتا کھڑا ہو گیا۔۔۔

""بل پے کر دیا ہے، اور یہ لو کچھ پیسے کام آئیں گے۔ اب میں جا رہا ہوں"" ارتضیٰ روم سے  
باہر آنے کے لئے مڑا پھر پلٹا،

""ایسے کسی کی زیادتی، نہیں برداشت کرتے، آواز اٹھاتے ہیں آواز نا اٹھا سکو، تو ہاتھ اٹھا لیا  
کرو"" آخری جملہ ارتضیٰ نے شرارت سے کہا تھا جس پر رانو بھی مسکرا دی تھی

""ہاتھ بہت بھاری ہے ویسے اپکا"" انگلیوں کے نشان چھپ گئے تھے اس کے گال پر، ارتضیٰ  
کو محسوس ہوا یہ کچھ زیادہ ہی بول رہا ہے ایک کارڈ نکال کر تپائی پر رکھا  
""یہ میرا نمبر ہے، کوئی ضرورت ہو تو بلا جھجک کال کر لینا ویسے نام کیا ہے تمہارا"، ارتضیٰ پھر  
گویا ہوا۔

""رانو" اس نے بتایا جو کب سے ارتضیٰ کی باتیں تاسف سے سن رہی تھی ارتضیٰ سر ہلاتا کمرے  
سے نکل گیا،

رانو نے کارڈ اٹھایا، اور زیر لب پڑھا، ارتضیٰ کریم۔

سین 7--

از قلم ضحیٰ قادر

رانو کو بچانے کے چکر میں ارتضیٰ کو بھی چوٹ آئی تھی۔ ارتضیٰ کو اپنی چوٹ کی کوئی فکر نہیں تھی لیکن اس کو بار بار رانو کا خیال آ رہا تھا۔۔۔

ارتضیٰ ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔۔۔ اس نے موبائل نکال کر دیکھا تو شعیب کی کال آرہی تھی۔۔۔۔

پہلے بھی دو تین بار اس کا فون بجا تھا جب ارتضیٰ رانو کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تب لیکن وہاں اس نے کال اٹھانے سے اجتناب ہی کیا تھا۔۔۔۔

شعیب کا فون آتا دیکھ کر ارتضیٰ سمجھ گیا کہ شعیب نے کیوں کال کی ہے۔۔۔ اس لیے اپنے خیالات کو جھٹکتے ہوئے ارتضیٰ نے کال اٹھائی

کیونکہ اب وہ شعیب کو یہ تو بتانے سے رہا کہ ایک پین بیچنے والی کو بچانے کے چکر میں وہ اس کا فون نظر انداز کر رہا تھا



""ہاں کب سے فون کر رہا ہوں ---- اٹھا کیوں نہیں رہے تھے"

شعیب نے بے چین آواز میں پوچھا

""یار وہ ایک اور لڑکی ملی تھی --- تقریباً ہاتھ آہی گئی تھی - شاید اپنے کسی عاشق سے ملنے آئی تھی - وہ سنسان راستے میں تھے لڑکا شاید کسی بات سے ناراض ہو گیا تھا اس لیے اس لڑکی کو اکیلا چھوڑ کر چلا گیا --- میں اس لڑکی کو اکیلا دیکھ کر اُس کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ --- اسی وقت تیری کال آ گئی - بیل کی آواز سن کر وہ لڑکی ہوشیار ہو گئی اور دوڑنے لگی میں بھی اس کے پیچھے گیا لیکن آدھے راستے میں ہی پتا نہیں وہ کہاں غائب ہو گئی اس بھاگ دوڑ کے دوران ہی تیری کال آرہی تھی --- بس اسی وجہ سے میں تمہاری کال نہیں اٹھا سکا""

ارتضیٰ کے دماغ نے فوراً کہانی بھی بنالی جس کو سن کر شعیب بھی قائل ہو گیا

""سوری یار مجھے نہیں پتا تھا کہ میری بار بار کال کی وجہ سے شکار تیرے ہاتھ سے نکل گیا""

شعیب سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے شرمندہ لہجے میں بولا

جبکہ شعیب کے شکار کہنے پر ارتضیٰ کے ضمیر نے اس کو جھنجھوڑا --- لیکن اس نے اپنے ضمیر کو سولا دیا -

""اچھا چھوڑ کچھ نہیں ہوتا تو شرمندہ نہ ہو اور مجھے یہ بتا کب تک پہنچانا ہے مال۔۔۔۔ اور جو ایڈریس میں نے دیا تھا وہاں وہ لڑکی آگئی تھی۔۔۔۔۔""

اس بار ارتضیٰ بولا تو اس کا لہجہ ہر قسم کے احساس سے خالی تھا شاید ضمیر کو مارنے کے بعد کوئی احساس باقی نہیں رہتا

""ایک ہفتے کا وقت ہے۔۔۔۔۔ مال میں تمہیں پہلے ہی بتا دیا ہے کہ کتنا اور کیسا ہونا چاہیئے۔۔ میرا مشورہ مان تو وہاں موجود کالج کی لڑکیوں کا پھنسا لو۔۔۔ تمہاری پرسنلیٹی ہی ایسی ہے کہ وہ خود تمہارے پیچھے آئیں گی تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔۔۔۔۔ اور ہاں وہ لڑکی آگئی تھی وہاں سے میرا بندہ اسے لے گیا تھا۔۔۔۔۔""

شعب نے اس کو گے ہاتھوں مشورہ بھی دے دیا کہ کیسے اس کا کام آسانی سے ہو جائے گا۔

""اچھا۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں کر لوں گا""

یہ کہہ کر ارتضیٰ نے فون بند کر دیا

نینا نے پہلے ہی سر پر موجود دوپٹے کو پھر سے سسی کیا اور کالج سے باہر نکل آئی

آج اس کی دوست نہیں آئی تھی ورنہ وہ واپس ہمیشہ اس کے ساتھ ہی جاتی تھی۔۔۔ اس لیے آج اکیلے جاتے ہوئے اس کو ڈر لگ رہا تھا

اس نے گھر جانے کے لیے شورٹ کٹ استعمال کیا جس سے اس کا گھر تو جلدی آجاتا تھا  
 --- بس مسئلہ یہ تھا کہ وہ جگہ سنسان ہی رہتی تھی زیادہ تر----- کیونکہ اس جگہ سے  
 تھوڑی ہی دور ایک قبرستان تھا جس کے بارے میں عجیب و غریب واقعات مشہور تھے ---  
 ابھی اس کے گھر آنے میں آدھا راستہ باقی تھا کہ نینا کو اپنے پیچھے قدموں کو آواز آنے لگی --

نینا نے اپنے چلنے کی رفتار تیز کی تو اس کے پیچھے آنے والی قدموں کی آواز بھی تیز ہو گئی  
نینا نے بھاگنا شروع کر دیا۔۔۔۔ اس کے معصوم چہرے پر خوف ہی خوف تھا۔۔۔۔ انکھوں میں  
انسو بھی تیزی سے بہنے لگے۔۔۔ بھاگتے ہوئے اس کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا جس کی وجہ سے  
وہ بیلنس برقرار نہ رکھ سکی اور زمین پر گر گئی

ابھی وہ اٹھنے کی کوشش کرنے ہی لگی تھی کہ کسے نے اس کے منہ پر رومال رکھا جسے سونگھتے ہی وہ بے ہوش ہو گئی۔۔۔۔

"ہیلو شعیب کام ہو گیا ہے۔۔۔۔"

ارتضیٰ اس لڑکی کو گاڑی کی ڈنکی میں ڈالنے کے بعد بولا

"چلو پھر ٹھیک ہے۔۔۔ تم ان سب کو لے کر میں ایڈریس بھیج رہا ہوں وہاں آ جاؤ۔۔۔۔ اور  
ہاں احتیاط سے آنا اجل سختی بہت ہو گئی ہے"

اس کی بات کا جواب دیے بغیر ارتضیٰ نے فون بند کر کے گاڑی سٹارٹ کی اور وہاں سے نکل  
گیا۔۔۔۔

اس ایک ہفتے کے اندر اندر اس نے پانچ لڑکیاں اغوا کی تھیں  
تین تو اسی طرح سنسان راستے سے اور دو خود اس کے پیچھے آئی تھیں

سین 7

کریکٹر۔۔۔۔۔ اسوہ خان بائے ضحیٰ قادر۔۔

کریکٹر۔۔۔۔۔ ارحم شاہ غازی اور لیزا ارمان بائے در شہوار ملک۔۔۔۔

"مس اسوہ میجر نور نے جو فائل دی تھی۔۔ وہ آپ کل مجھ سے لے کر گئی تھی وہ کہاں ہے

۔۔"



ارحم نے اسوہ کو بار بار کال کی تھی۔۔ جب اس نے نہیں اٹھائی تو وہ اس کے کیمین میں آگیا

----

""سر وہ فائل ""اسوہ نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کر کے کہہ جیسے وہ فائل اوپر سے گر پڑے گی۔۔

""وہ فائل کیا ہاں میں آپ کو کال کر رہا ہو اور آپ ایسے ظاہر کر رہی ہیں جیسے آپ کو پروا ہی نہیں ہے اس کیس کی ""ارحم نے بہرہ ہو کر کہا وہ ابھی بھی بھولا نہیں تھا جو اس نے میجر نور کے سامنے اس کے ساتھ کیا تھا۔۔۔

""سر جی کوئی فون نہیں آیا آپ خود دیکھ ""اور آگے کے الفاظ اسوہ کے منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ واقعی ہی وہاں کھڑوس نام سے کافی کالز آئی ہوئیں تھیں لیکن موبائل کے سائلٹ پر ہونے کی وجہ سے پتا نہیں چلا

""کیا ہوا چپ کیو کر گئی آپ ہاں ""ارحم اس کے چپ کر جانے پر دل میں ہسنے لگا کیونکہ وہ جان گیا تھا وہ موبائل پر اس کی کالز دیکھ چکی ہے۔۔

اب کہ اسوہ کی دو منٹ کے لیے بتی گل ہوئی لیکن جلد ہی وہ سنبھل گئی۔ اور بات بدلے ہوئے بولی الٹا رحم کو پڑ گئی ""تو سر آپ پہلے یہاں آ جاتے اب بھی تو آئے ہیں نا ""

"آپ بات کس طرح کر رہی ہیں مس اسوہ خان مجھ سے۔۔۔۔۔ یہ مت بھولیں میں آپ کا سینیئر ہو۔۔۔ مجھے اگلے دو منٹ میں فائل اپنے کیبن میں چائیں ہے تاکہ میں اسے پڑھ کر بتا سکوں کہ ہمیں کیا ورک کرنا ہے" ارحم نے اسوہ کے لاپرواہی سے کھے جملے پر لفظ چبا چبا کر کھے

۔۔۔۔۔

"لو جی گل ہی مکی۔ سینیئر ہیں تو جو مرضی کہہ سکتے ہیں مطلب جو نیئر ہونے کا مطلب ہماری کوئی عزت ہی نہیں" اسوہ ہلکی آواز میں خود سے بات کرتے ہوئے بولی اپنی طرف سے اس نے آواز اتنی ہلکی رکھی تھی کہ ارحم تک نہ پہنچ سکے

"کیا۔۔۔ کیا محترمہ کیا کہہ رہی ہیں آپ" ارحم نے کچھ کچھ لفظ سن لیے تھے۔۔۔ اس سے پہلے اسوہ کچھ کہتی لیزا کمرے میں آگئی۔۔۔

لیزہ کو دیکھ کر اسوہ نے فوراً بات بدلی اور ارحم کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے میں بولی

"سر میں کب سے آپ کو کہہ رہی ہوں کہ فائل میں نے آپ کو صبح ہی دی تھی"

"صبح۔۔۔ صبح کون سی صبح اور آپ نے ایسا کب کہا" اسوہ کی بات پر ارحم اچھل پڑا جیسے کسی بچھو نے ٹنگ مار دیا ہو۔۔۔۔۔ ارحم کی اس حرکت پر لیزا تو لیزا اسوہ بھی ہسنے لگی۔۔۔۔۔

"میں۔۔ میں دیکھ لو گا تم دونوں کو" ارحم غصے سے کہتے ہوئے باہر کی جانب مڑا پھر رک کر اسوہ کی طرف دیکھا۔۔۔۔

"مجھے آپ ابھی اسی وقت فائل دیں" اسوہ کا جواب سنے بغیر وہ باہر نکل گیا۔۔۔

"بابا بابا بابا" ارحم کے نکلنے ہی اسوہ کی نارو کئے والی ہنسی شروع ہو گئی۔۔۔ ہنس ہنس کے اس کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔

"بس کر دو یا ر اسوہ کتنا تنگ کرتی ہو سر کو اور جلدی جا کر فائل دو اس مسئلہ کو دیکھنے کے بعد ہمیں مشن 201 پر پھر جانا ہے۔۔ اور یہ مت بھولو سر ارحم شاہ ادھر بھی ہمارے ساتھ ہیں" لیزا نے اگے پیچھے فائل ڈھونڈتے ہوئے کہا۔

"مائی سویٹ لیزا فائل میں واقعی ہی سر کے آفس رکھ آئی تھی یہ اور بات ہے ان کی زچ ہوئی شکل دیکھ کر جو مزہ آتا ہے نا وہ میں بات نہیں سکتی" اسوہ کی آنکھیں اس وقت شرارت سے چمک رہی تھی

"کیا مطلب تم رکھ آئی تھی پھر ان کو ملی کیوں نہیں" لیزا نے حیرت سے اسوہ کو دیکھا۔۔

"وہ بات یہ ہے کہ جس ٹائم وہ آفس سے فائل ڈھونڈنے کے لیے نکلے تھے اس کے تھوری دیر بعد ان کے نکلنے ہی میں ان کی چیئر پر رکھ آئی تھی" اسوہ نے مزے لیتے ہوئے کہا۔۔۔

"اوووو اچھا۔۔۔۔ اچھا چھوڑو اسے۔۔۔۔ میں اس لیے آئی تھی یار پیٹ میں چھوئے دوڑ رہے ہیں چل کر کچھ کھاتے ہیں" لیزا نے مسکین سی شکل بنا کر اسوہ سے کہا جس پر وہ اسے گھورنے لگی۔۔

"اے کیا دیکھ رہی ہو چلو نہ" لیزا نے اسوہ کو ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر کہا۔۔

"شکر ہے کہ آپ کے پیٹ کے چوہوں کو ریس کا خیال آیا۔ میرے بچارے چوہے تو بے ہوش ہو کر انتقال پانے والے ہیں" اسوہ نے طنز انداز میں اس کو گھورتے ہوئے کہا

"اف اسوہ کہا سے لاتی ہو ایسی باتیں کہی سے نہیں لگتا یہ وہی اسوہ ہے جو میجر نور کے سامنے سب سے سیریس بیٹھی ہوتی ہے" لیزا نے اسوہ کو تعجب سے دیکھ کر کہا۔۔۔

"وہ کیا ہے!! میجر نور کو پتہ نہیں مجھ سے کیا دشمنی ہے میری عزت کا صفایا کرنے میں دیر نہیں لگاتے اس لیے ان کے سامنے سیریس ہونا پڑتا ہے ورنہ وہ مجھے اس دنیا سے بھیجنے پر سیریس ہو جائے گے"۔۔

اسوہ نے بچارہ سامنے بنا کر کہا جیسے واقعی اس پر بہت بڑا ظلم ہے یہ

"اف توبہ ہے اب چلو یار بھوک لگ رہی ہے مجھے اور میرا کوئی اردہ نہیں ہے تمہاری ان باتوں



سے پیٹ بھرنے کا "لیزا کہنے کے بعد باہر کی طرف لپکی ----

”بل تم پے کرو گی“ اسوہ نے بتانا ضروری سمجھا

"ہا ہا ہا ہا ہا میں شکل سے اتنی اچھی لگ رہی ہو تمہیں کیا۔۔۔۔۔ ویسے ایک آئیڈیا ہے میرے

پاس "لیزا نے اپنے چھوٹے سے ذہن پر زور دے کر سوچ کر کہا۔۔۔۔"

”السلامہ خیر کرے آپ کا یہ چھوٹا سا دماغ بھی چلتا ہے۔ اب آہستہ چلنا یہ نہ ہو ایکسڈنٹ ہو

جائے"

"اسوہ کی بچی" لیزا نے اسوہ کو گھور کر دیکھا اور ساتھ ایک مکہ کی کمر پر رسید کیا۔۔

”ہاے ہاے ہاے لوگوں یہ مجھ بچی پر تشدد کر رہی ہے کوئی تو روکو اس ظلم کو“ اسوہ کے ڈرامے فل سپیڈ پر تھے۔

"بکومت میری بات سنو" لیزا نے اسوہ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے چپ کروایا کیونکہ وہ جانتی تھی اسوہ کے ڈرامے کبھی ختم نہیں ہوتے

"بات بے شک سنادو۔ لیکن اپنا یہ ہتھوڑا تو میرے میں سے ہٹاؤ" اسوہ لیزہ کا ہاتھ منہ سے

پیچھے کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بھی بولے سے باز نہ آئی۔۔

"اف اسوہ کو ابریانی تو نہیں کھاتی تم۔۔۔۔ اچھا سنو۔۔۔ دیکھو سر ارحم بھی کب سے ہمارے

ساتھ یہاں ہیں ان نے بھی کچھ نہیں کھایا ہو گا۔

ہم انہیں بھی بلا لیتے ہیں پھر جب لڑکیوں کے ساتھ لڑکے ہو تو بل وہی پے کرتے ہیں۔۔۔  
کیسا "لیزا نے کہنے کے بعد داد طلب نظروں سے اسوہ کو دیکھا۔۔۔۔

"واہ لیزہ دل کر رہا ہے تمہارے ہاتھ چوم لو۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں  
کے تیرے گندے ہاتھ پر بوسادے سکوں" اسوہ لیزہ کی تعریف کرتے کرتے پھر لائن سے  
ہٹ گئی تھی۔۔۔

"تم سے صاف ہیں دن میں دس بار دھوتی ہو میں اور مجھے شوق نہیں کہ تمہارے گندے ہونٹ  
مجھے بوسادیں۔۔۔ اور میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم جاؤں سر کے پاس۔۔ اگر تم گئی تو میں  
دو سال تک بھوکی ہی رہو گی۔۔۔۔۔ تم کیفے ٹیریاں جاؤں میں سر کو لے کر آتی ہو۔۔۔۔۔" لیزا  
نے بھی اسوہ کی بات سود سمیت واپس کی اور ارحم کے کعبین کی طرف چل پڑی۔۔۔

"دوست دوست نارہا۔۔۔۔۔" اسوہ گانا گاتے ہوئے کیفے ٹیریاں کی طرف چل دی اور یہ بات تو  
وہ خود مانتی تھی کہ اگر وہ ارحم کو لینے جاتی تو دو سال نہیں کبھی سال بھوکا رہنا پڑتا تھا۔۔۔

سین 8

از قلم در شہوار ملک۔۔

"میں کچھ دنوں کے لیے شہر سے باہر جا رہا ہوں امی کا خاص خیال رکھنا کچھ بھی چاہیے ہو تو عماد

کو ساتھ لے کر باہر جانا اور گارڈز لے جانا نہیں بھولنا میں نے گھر کے لیے ایک گاڑی لی ہے جو رات تک آجائے گی تکہ تم سب کو مسئلہ نہ ہو کہی آنے جانے میں"

ارتضیٰ نے ٹائی کا نوٹ باندھتے ہوئے مہوش سے کہا۔۔۔۔

"جی بھائی آپ ابھی جا رہے ہیں یا" مہوش نے سمجھنے کی لحاظ میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔

"نہیں شام میں جاؤں گا۔۔۔۔ اور سنو شعیب آئے گا گاڑی دیئے تم عماد کو باہر بھیجنا اور

ہاں وہ کھے اندر آکر انٹی سے ملنا ہے تو کہہ دینا دوائی لے کر سو رہی ہیں۔۔۔" ارتضیٰ نے

چہرے کے تاثرات کو سخت کرتے ہوئے مہوش سے کہا پھر اسکا جواب سنے بغیر وہ رخسانہ کے

کمرے کی طرف چل پڑا۔۔ وہاں گیا تو رخسانہ سو رہیں تھیں۔۔۔ وہ خاموشی سے ان کے پاس

گیا اور ماتھے پر بوسادے کر باہر نکل گیا۔۔۔۔ مہوش پیچھے ناشتے کا کہتی رہ گئی لیکن وہ چلا گیا

-----

گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کی اور پاشا کے اڈے پر جاتے راستے پر ڈال دی۔۔۔۔۔

"ارتضیٰ تم نے اپنے دوست شعیب پر کیو شک کیا وہ تو بچپن کا دوست ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جس دلدل میں ہے وہاں رشتے کی کوئی ہمیت نہیں۔۔ اور میرے نزدیک میری فیملی کے

علاوہ کسی کی ہمیت نہیں۔۔۔۔۔"

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد اس کے ضمیر نے اس سے ملامت کی -----

پھر سر جھٹک کر وہ گاڑی چلانے میں مصروف ہو گیا -----

!.....!

"تم نے جو منگوا یا تھا میں نے منگوا لیا ہے رات تک تمہاری بتائی جگہ پر پہنچ جائے گا وہ پارسل

-----" پاشا اور ارتضیٰ آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے -- علیک سلیک کے بعد پاشا سیدھا اصل

بات پر آیا -----

"ہون میں چلتا ہو" ارتضیٰ نے بھی لیے دیے والا انداز رکھا اور اٹھ گیا جانے کے لیے -----

"روک جاؤں -- میری بات سنو ----- تم جو کرنے جا رہے ہو بہت رسکی کام ہے ----- اگر

تم پکڑے گئے" ...

"بے فکر رہو پاشا میں تمہارا نام نہیں آنے دوں گا ----- اور نا ہی پکڑا جاؤں گا کیونکہ ----- میں

لو زور پاشا نہیں ----- ہر مقابلے کو جیت کر دیکھانے والا ارتضیٰ کریم ہو -----

"You got it"

پاشا کوچ سے روک کر ارتضیٰ نے لہجے کو سخت کرتے ہوئے کہا اور تن فن کرتا وہاں سے نکل

گیا -----



"یہ لڑکا ضرورت سے زیادہ ہوشیار بنتا ہے" پاشا نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔  
اور واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

!.....!

"عماد باہر دیکھوں کون آیا ہے" کچن میں رات کا کھانا بناتے ہوئے ٹی وی لانچ میں بیٹھے عماد  
سے مہوش نے کہا وہاں ارتضیٰ کی سارے

بہن بھائی اسکول کا کام کر رہے تھے۔۔۔۔۔ مہوش کی آواز سن کر عماد باہر دیکھنے چلا گیا

۔۔۔۔۔  
"آسلام علیکم شعیب بھائی۔۔۔" دروازہ کھولا تو سامنے شعیب کھڑا تھا۔۔۔۔۔

"وعلیکم السلام عماد کیسے ہو" عماد کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے شعیب نے کہا۔۔۔

"میں ٹھیک ہو شعیب بھائی۔۔۔۔۔ آپ گاڑی لے آئے" شعیب کے پیچھے کھڑی گاڑی کو

دیکھ کر عماد نے جوشیلے انداز میں کہا۔۔۔۔۔

"ہاں لے آیا یہ لو چابی" شعیب نے عماد کو گاڑی کی چابی دی جسے لے کر عماد فوراً گاڑی کے

پاس گیا اور شعیب اندر گھر میں۔۔۔۔۔

مہوش اسی وقت باہر آئی تھی اس کے ہاتھ میں چاول سے بھری ٹرے تھی وہ رات کا کھانا لگا رہی تھی گرمی کی وجہ سے اس نے دوپٹہ بھی اتارا ہوا تھا۔۔۔۔۔

شعب جیسی اندر آیا تو اس کی نظر مہوش پر پڑی بھر پلٹنا بھول گئی۔۔۔۔۔  
شعب نے ہنکاری بھری۔۔۔۔۔

مہوش جو اپنے خیالوں میں برتن لگا رہی تھی ایک دم ٹھٹھک گئی اور اس طرف دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی۔۔۔۔۔

شعب کو کھڑا پا کر مہوش نے منہ موڑا اور جلدی سے کچن میں چلی گئی۔۔۔۔۔  
شعب نظریں بجاتا ہوا کچن میں گیا۔۔۔۔۔

مہوش نے جلدی سے دوپٹہ لیا اور اپنے گرد لپیٹا وہ تر تر کانپ رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ شعب کی نظروں میں آیا تاثر پڑھ چکی تھی۔۔۔ اور اس نے عورت کو مرد کی نظر پہچانے کا شرف بخشا ہے۔۔۔۔۔ وہ کیسے نہیں جان پاتی کے باہر کھڑا شخص اسے کن نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

شعب کو اندر آتا دیکھ کر مہوش کا تو سانس روک گیا۔۔۔۔۔

اس نے دل کڑا کر کے پوچھا۔۔۔۔۔

"کیا۔۔۔ کیا چاہیے ہے آپ کو"۔۔۔ مہوش نے شعیب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا وہ کم سے کم اس محلے میں خود کو کمزور ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔

"تم" شعیب نے بے باقی سے کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس وقت کوئی بھی نہیں ہے گھر میں جو اسے اس کے فعل سے روک سکے۔۔۔۔

مہوش نے پہلے تعجب سے شعیب کو دیکھا۔۔۔ اپنے کانپتے وجود پر قابو پانے کی کوشش کی۔۔۔۔ مہوش کی خاموشی دیکھ کر شعیب اور شیر ہوا۔۔۔۔۔

اور مہوش کے بالکل پاس آگیا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے شعیب کچھ کرتا۔۔۔۔ مہوش نے اسے زور سے دھکا دیا اور پاس پڑی پلیٹ اس کے سر پر ماری اور یہ دیکھے بنا باہر کی طرف بھاگی کہ شعیب نے پلیٹ پکڑ لی تھی۔۔۔۔۔

باہر آ کر اپنی تینوں بہنوں کو کھنچتے ہوئے کمرے میں لے گئی اور کمر اندر سے بند کر لیا۔۔۔۔۔ اسے نہیں معلوم تھا اس میں اتنی قوت کہاں سے آگئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اسے اپنے ساتھ ساتھ اپنی بہنوں کی بھی ٹینشن تھی۔۔۔۔۔

شعیب غصے سے اٹھا باہر آیا تو عماد اور علی اندر آ رہے تھے۔۔۔ شعیب کو اندر دیکھ کر عماد کے ہاتھ کے طوطے اور گئے اسے یاد تھا ارتضیٰ نے سختی کی تھی کہ یہ بندہ اندر نہ آئے۔۔۔ عماد نے

عماد کی آواز سن کر مہوش جلدی سے باہر آ گئی۔۔۔۔۔

ہوئے وہ رو پڑی اور بھاگ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

عماد علی رابعیہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ ان کو کیا ہو گیا۔۔۔ اور سلمہ سیدھا کھانے کہ

میز پر گئی

!.....!

کمرے میں آنے کہ بعد مہوش بیڈ پر اندے منہ لیٹ گئی۔۔۔۔۔ اور رونے لگی۔۔۔

"اگر آج۔۔۔ اگر آج میں کمزوری کا مظاہرہ کرتی تو۔۔۔ تو کیا ہو جاتا۔۔۔ نہیں میں اس سے

اگے نہیں سوچنا چاہتی۔۔۔۔۔۔ اگر بابا ہمیں مضبوط بنانا سیکھاتے تو آج کیا ہو جاتا میرے

اسماجی۔۔۔ "مہوش زارو قطار روئے لگی۔۔۔۔۔"



!.....!

شعیب کے جانے کے دس منٹ بعد ارتضیٰ گھر پہنچا گھر سے تھوڑا دور گاری روکی اور خود پیدل آیا گھر کی دیوار سے چھلانگ لگا کر وہ لان میں آیا پھر بلی کی طرح چلتا ہوا وہ لان کے پچھلے حصے پر پہنچا پچھلی طرف گے شیشے سے اس نے اندر جھانکا تو بچے کھانے کے میز پر بیٹھے باتوں میں گم تھے ان کے بچ مہوش نہیں تھی ---- "ماما پاس ہوگی" یہ سوچ کر ارتضیٰ اسی سٹیل کے دروازے تک آیا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا ----

اگے ایک اور دروازہ تھا اسے کھول کر وہ اندر گیا تو پھر سے وہ کمپیوٹر آواز ابھری جسے سن کر ارتضیٰ زیر لب مسکرانے لگا --- پھر آگے بڑھ گیا ---

گول میز پر وہی نقشہ رکھا جیل کا اور اس پر مارک کرنے لگا تھوڑی دیر وہ غور سے اس نقشے کو دیکھتا رہا پھر اس کا موبائل بیپ کیا اس نے اسکرین پر دیکھا وہاں پر ان نون نمبر جگمگا رہا تھا

---

ارتضیٰ نے لاپرواہی سے اٹھایا اور سامنے لگی بڑی سی اسکرین پر سی سی ٹی وی فوٹیج اون کر دی ---- وہاں صبح سے لے کر اب تک کی ساری ویڈیوز آون ہو گئی ایک ہی اسکرین پر سب

چھوٹے خانے میں چل رہی تھی ہر خانے کے کونے میں گنتی لکھی تھی -- کیم 1 کیم 2 وغیرہ

وغیرہ ---

فون کان سے لگایا تو کال کرنے والے نے مختصر لفظوں میں کہا۔۔

"پاشا بیگ جگہ پر"۔۔۔۔۔ اور کہنے کہ بعد کال بند کر دی۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر ارتضیٰ تنزیہ ہنسی ہنسا اور سامنے دیکھنے لگ گیا کہ اچانک اس کے ہونٹ سکڑ گئے اور چہرے پر اطمینان کی جگہ غصے نے لے لی تھی۔۔۔۔

سامنے اسکرین میں کچن کا منظر نمایا تھا ڈری سہمی سی کھڑی مہوش اور اس کے ساتھ کھڑا  
شعیب۔۔۔۔۔ ارتضیٰ نے مٹھیاں پھینچ لی۔۔ اور غصے سے کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

موبائل نکال کر ایک نمبر میلایا۔۔

دو تین بیل کے بعد کال اٹھالی گئی۔۔۔۔۔

"ہاں ارتضیٰ"۔۔۔

"بھابھی شعیب کہاں ہے" ارتضیٰ نے غصہ کمپوز کرتے ہوئے کہا۔۔

"وہ کام سے گئے ہیں آئے تو بات کروا دوں گی"۔۔

"بھابھی آپ کتنی بھولی ہیں نہ میں نے ابھی شعیب کو دیکھا ہے وہ گاڑی سے اتر کر ایک لڑکی

کے ساتھ ہوٹل میں جا رہا تھا "ارتضیٰ نے غصہ کم کرنے کے لیے آنکھیں بند کر لی۔۔۔  
"کیا۔۔۔" شعیب کی بیوی نے تعجب سے کہا۔۔۔

"جی بھا بھی۔۔۔ لیکن بھا بھی آپ شعیب کو بولے گا نہیں ورنہ وہ مجھ سے باتیں چھپانے لگ جائے گا۔۔۔" ارتضیٰ نے سوچ آور آواز میں کہا۔۔۔۔ اور اللہ حافظ کر دیا۔۔۔۔۔

ارتضیٰ کے کال بند کرتے ہی سائرہ نے شعیب کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔۔

"کہا ہیں آپ" کال لگتے ہی تشویش سے بھری آواز میں سائرہ نے کہا۔۔۔۔۔

"میں۔۔۔۔ وہ میں۔۔۔۔ ہاں میں ارتضیٰ کے ساتھ ہو" آئے بائے شائے کرتے ہوئے شعیب نے کہا بلانکہ وہ اس وقت اسپتال میں پٹی کروا رہا تھا پلیٹ پکڑتے وقت اسے چوٹ لگ گئی تھی۔۔۔۔۔

"ارتضیٰ گھر آئے تھے ابھی اور آپ کا پوچھ رہے تھے کیا آپ کا کوئی اور بھی ارتضیٰ دوست ہے جو دو منٹ میں پیدا ہو گیا۔۔۔ یا ارتضیٰ بھائی ہوا میں اڑ کر وہاں آ گئے ہیں جہاں آپ ہیں" سائرہ نے ہر لفظ غصے سے ادا کیا اور اس کی بات سنے بغیر کال کاٹ دی۔۔۔۔

"آنے دو آج میں انہیں بتاتی ہوں دھوکا دیئے کا انجام کیا ہوتا ہے۔۔۔۔" سائرہ جے بلی کے پیر کی طرح پورے کمرے میں گھومنے لگی۔۔۔ اور شعیب کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔

اور شعیب کی سہی معنوں میں ہوائیاں اڑ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ شعیب ساثرہ سے بہت ڈرتا تھا  
وجہ اس کی پاشا تھا جو ساثرہ کا سگا ماموں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ارتضیٰ اس بات سے بخوبی واقف

ہے۔۔۔۔۔

!.....!

فون بند کرنے کے بعد ارتضیٰ نے زیر خند لہجے میں شعیب کا نام - لیا اور ایک موٹی گالی سے اسے نوازا پھر تنزیہ ہنستا ہوا کہڑا ہو گیا اچھے کام - کو سر انجام دیئے کے لیے -----!

سارے کام کے کاغذات ارتضیٰ نے اپنے ہینڈ بیگ میں ڈالے اور اس کی ایک سٹریپ کمر پر باندھی اور دوسری کمر سے لاکر سامنے پیٹ پر اب بیگ اس کی کمر کی سائیڈ پر تھا۔۔۔ اس کے بعد ارتضیٰ باہر نکل گیا دوبارا دروازہ کھولا اور وہی آواز گونجی۔۔ اس بار ارتضیٰ مسکرایا نہیں تھا وہ باہر نکل گیا۔۔۔۔۔

باہر آکر اس نے دیوار ٹاپی اور گاڑی میں آیا گاڑی میں بیٹھ کر اس بندے کو کال کی جس سے بیگ لینا تھا۔۔۔۔۔



دو سیکنڈ اس سے بات کی اور گاڑی سٹارٹ کر دی پندرہ منٹ میں وہ اس بندے کے پاس تھا۔۔۔۔۔ مطلوبہ بیگ اس نے گاڑی کی ڈگی میں رکھا اور روانہ ہو گیا۔۔۔۔۔ سینٹرل جیل کی طرف

سینٹرل جیل کی طرف جاتے راستے پر گاڑی بہت تیزی سے روانہ تھی۔۔۔۔۔ ارتضیٰ نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا تو گھڑی اس وقت گیارہ بج کر تیس منٹ بتا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹائم کو دیکھ کر ارتضیٰ کے ہونٹوں پر ہنسی دوڑ گئی۔۔۔۔۔

اس نے گاڑی کی سپیڈ کم کر دی اب وہ سینٹرل جیل کے پچھلے دروازے کی طرف جاتے  
راستے پر تھا۔۔۔۔۔

گاڑی آہستہ تھی اس نے اپنی کمر کی سائیڈ پر گے بیگ میں سے سینٹرل جیل کا نقشہ نکالا۔۔۔

جہاں نشان دہی کی تھی اس راستے پر چل پڑا۔۔۔۔ گیارہ بچ کر پینتالیس منٹ ہو رہے تھے

وہ جگہ جنگل جیسی تھی۔۔۔ ارتضیٰ نے وہاں پر سب سے گھانے درخت کے پاس گاڑی روک دی اور دُگی کی طرف گیا وہ بیگ نکالا اور نقشا اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہی رکھا۔۔۔

از قلم در شہوار ملک۔۔۔

بیگ کندھے پر لٹکائے ارتضیٰ نقشے پر نشانوں کی پیروی کرنے لگا۔۔۔ گیارہ بج کر پچاس منٹ پر وہ پچھلے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ وہاں پر دو گارڈز تھے جو باتوں میں مشغول تھے

-----

ارتضیٰ نے نقشا پے سائیڈ بیگ میں رکھا اور کندھے پر لیا بیگ اتارا اسے کھولا اس میں درجنوں کے قریب سانپ تھے جو ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

ارتضیٰ نے اس میں سے ایک سانپ اٹھایا اور گیٹ کی طرف اچھال دیا ایک کے بعد ایک وہ اس طرف پھینکتا گیا۔۔۔۔۔

آہستہ آہستہ وہ سانپ اندر جانے لگے اور گارڈز تک پہنچ گئے وہ دونوں ایک دم چاکو چوبند ہو گئے اور ان سانپ پر فائرنگ کرنے لگے فائرنگ کی آواز سن کر اندر موجود ہلکار الرٹ ہو گئے اور باہر آنے لگے۔۔

ارتضیٰ نے جلدی سے پورا بیگ خالی کیا اور اسے جنگل کی طرف اچھال دیا اور خود دیوار کے ساتھ چپک گیا۔۔۔۔۔ جب پولیس ہلکار ان سانپوں سے نمٹنے لگے اس نے موقع غنیمت جانا اور سائیڈ سے ہوتا ہوا اندر آگیا اندر آتے ہی اس کی نظر اندر سے آتے افسر پر پڑی جو آتی چیخنے لگا۔۔۔۔۔

"کیا ہو گیا ہے کہاں سے آئے ہیں یہ سانپ۔۔۔" وہ کہتا ہوا ان سب کے پاس چلا گیا۔۔۔

ارتضیٰ خاموشی سے لمبے لمبے ڈاک بھرتا ہوا سامنے بنی کیاری میں چلا گیا وہاں جا کر اس نے سامنے بنی کھرکی سے اندر کا نظارہ دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔

ارتضیٰ نے جلدی سے اپنے سائیڈ پر گے بیگ سے کٹر نکالا اور اس گرل کے کونے پر رکھا پھر ایک چھوٹا سا سلینڈر نکالا اس کے اگے ایک پائپ لگا ہوا تھا اس نے وہ اس سلینڈر سے آگ لگائی جو اس پائپ سے تیز آتش کی طرح نکل رہی تھی ٹک کی آواز سے وہ گرل اس جگہ سے کٹ گئی اس نے جلدی جلدی چاروں طرف سے کاٹی اور وہ اندر کود گیا۔۔۔۔

سب فائرنگ کر رہے تھے لیکن سانپ ختم نہیں ہو رہے تھے۔۔ پورے بارہ بجے وہ سینٹرل جیل کے اندر تھا۔۔۔۔

اندر آیا تو وہاں پر ایک یونیفارم تھی اور وہ کسی فی میل افسر کی تھی۔۔ پہلے تو وہ اسے عجیب سی نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے ارد گرد دیکھا۔۔۔۔ وہاں پر اسے کچھ ایسا نہیں ملا جو اس کے کام کا ہوتا اس نے وہ وردی اتاری اور سائیڈ پر جا کر تبدیل کرنے لگا۔۔۔۔ جب تبدیل کر کے وہ دروازے تک آیا تو وہ لاک تھا ارتضیٰ نے غصے سے جھرجھری لی اور اسی بیگ سے ایک پن نکالی اور اس سے وہ لاک توڑ دیا۔۔۔۔

تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر کا محول دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔۔ اس نے سکھ کا سانس لیا اور باہر آ گیا اور اسی وقت ایک پولیس اہلکار آیا۔۔۔۔

"میم آج آپ آئی تھی۔۔۔۔ خیر میم سر نے کہا ہے سب ایک کمرے میں ہو جائے سانپ بہت سارے آگے ہیں ہم نہیں چاہتے کسی کا جانی نقصان ہو۔۔۔۔" انے والا لگتا عجلت میں تھا بنا اس کا جواب سنے آگے نکل گیا۔۔۔

ارتضیٰ زانانہ چال چلتے ہوئے اس جگہ پر آیا جہاں پر موحد تھا۔۔۔۔  
نقشے کے مطابق وہ صحیح جگہ پہنچا تھا۔۔۔۔

سامنے آتی لمبی چوڑی سی عورت جو سر زمین پر جھکائے عجیب سے انداز میں چل رہی تھی۔۔۔۔  
موحد کو سمجھ نہیں آرہی تھی وہ اسے دیکھ کر ہنسے یا ڈرے جب وہ پاس آئی اور اس نے سرگوشی کی "ارتضیٰ کریم۔۔۔" موحد کی تو باچھیں ہی کھل اٹھی۔۔۔۔ اور اس نے سکھ کا سانس لیا۔۔۔۔  
ارتضیٰ نے اسی بیگ سے چابیوں کا گچھا نکالا اور دو تین لگانے کے بعد وہ لاک کھل گیا۔۔۔۔  
"ابھی بارہ بج کر دس منٹ ہیں۔۔۔۔ ہمارے پاس صرف بیس منٹ باقی ہیں کیونکہ پیچھے صرف آٹھ سانپ بچیں ہیں" ارتضیٰ نے موحد کا ہاتھ پکڑا اور اسے تیزی سے گھسیٹتا ہوا اسی کمرے میں واپس لے آیا۔۔۔۔

"مطلب میں سمجھا نہیں" موحد کو واقعی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی وہ ہنکوں کی طرح اس کی طرف دیکھنے لگا۔۔۔



"آجائے گی۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ کہنے کے بعد ارتضیٰ اسے کمرے میں بنی دوسری کھڑکی کے پاس لایا اور اس کی گرل بھی کاٹھے لگا۔۔۔ گھڑی میں ٹائم دیکھا تو صرف اٹھارہ منٹ تھے اس کے پاس۔۔۔

اس نے وہاں سے ایک رسی پھینکی اور موحد کو نیچے اترنے کو کہا۔۔۔

"دس منٹ کے فاصلے سے ایک بلیک ہونڈا سوک کھڑی ہے۔۔۔۔۔ تم اس کا پچھلا دروازہ کھول کر نیچے لیٹ جاؤ اور اپنے اوپر وہیں پڑی بلیک چادر لے لو گاڑی اندر سے لاگ کر لینا میں بھی پہنچتا ہو وہاں" کہنے کے بعد ارتضیٰ نے اسے بھیج دیا اور خود واپس آیا اور وہ وردی تبدیل کر کے اپنے کپڑے پہنے اسے ویلے ہی رکھا اور بیگ سے ایک گلیوں نکالی اور گرل کے کونوں پر لگائی اور اس گرل کو واپس اس کی جگہ لگاتے ہوئے اوپر اسی چھوٹے سے سلینڈر سے گرم کر دیا دو منٹ میں وہ۔۔۔ اس کام سے فارغ ہوا اور اب اس کھڑکی کی طرف آیا جہاں سے موحد گیا تھا۔۔۔۔۔

باہر نکل کر اس نے وہ گرل بھی جوڑی اور نیچے آگیا۔۔۔۔۔ بارہ بج کر بارہ منٹ تھے۔۔۔ اس نے زور سے رسی کھینچی تو وہ بھی نیچے آگئی۔۔۔

اب وہ اپنی گاڑی کی طرف بھڑ گیا وہاں پہنچا تو گاڑی بند تھی اس نے ہلکا سا نوک کیا تو موحد نے زرا سا اٹھ کر دیکھا تو سامنے ارتضیٰ تھا اس نے لاگ کھولا اور اسے اندر آنے دیا وہ ڈرائیونگ

سیٹ پر بیٹھ گیا بنا کچھ بولے اس نے گاڑی چلا دی۔۔۔۔۔

اور روکی تب جب وہ پاشا کے گھر کے باہر تھا۔۔۔۔۔

"آج کی رات تم پاشا کے گھر رہو گے اور کل تم ہمیشہ کے لیے روپوش ہو جاؤں گے تمہارے گھر والوں کو تمہاری موت کی خبر پہنچا دی جائے گی" ارتضیٰ نے بنا کسی تاثر کے کہا اور اسے دو منٹ دیے گاڑی سے اترنے کے لیے۔۔۔ وہ جیسی اتر تو وہاں سے پاشا کا ایک بند آیا اور اسے وہاں سے لے گیا۔۔۔۔۔

ارتضیٰ اپنے گھر جاتی سڑک پر گامزن ہو گیا۔۔۔۔۔

پورے ایک بجے وہ اپنے گھر کے باہر تھا۔

اس نے اتر کر گھر کا میں گیٹ کھولا اور واپس گاڑی کی طرف گیا۔۔۔ گاڑی میں بیٹھ کر اسے اندر لا کر گیراج میں رکھی پھر خود اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔ گھر میں سب سو رہے تھے۔۔۔ وہ کسی کو تنگ کیے بغیر کمرے میں جا کر سو گیا۔۔۔۔۔

!.....!

پولیس اہلکار سانپوں سے سب کو بچا رہے تھے۔۔ جب سارے سانپ مر گئے اور وہ مطمئن ہو

گئے کہ اب کوئی نہیں بچا تو سب واپس اپنے کاموں میں لگ گئے اور جن کا اوف ہو گیا وہ گھر کو جانے گئے۔۔۔۔۔

احمد باہر نکلا تو اس کی نظر کیاری کے پاس کی گرل پر پڑی جس کے کنارے لال ہو رہے تھے وہ وہاں گیا تو اسے کچھ گڑبڑ کا اندیشہ ہوا وہ جلدی سے اندر گیا تو اس کا شک ٹھیک نکلا موجد کو وہاں نہ پا کر اس نے ارحم کو کال کر کے ساری بات بتائی۔۔۔

"اوو تو وہ جو کوئی بھی ہے کیلکولیشن کے ساتھ چلتا ہے۔۔۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔" میں بھی ارحم شاہ غازی ہو میں اپنی کیلکولیشن کو ٹو سے ملٹی پلائے کر کے چلو گا۔۔۔۔۔ ارحم نے تنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ اس کا دماغ تیزی سے اگے کے لئے عمل کو تکمیل دیئے لگا۔۔۔

!.....!

اسوہ اور لیزا اس جگہ پر پہنچ گئیں۔۔۔۔۔

"اسوہ یہ تو کھنڈر ہے پورا یہاں کوئی سی سی ٹی وی بھی نہیں لگا ہو گا۔۔۔" لیزا نے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

"لیزا یہ دیکھو سا منے والے گھر کی لائٹس اون ہیں لگتا ہے وہاں کوئی رہتا ہے" اسوہ نے سا منے والے گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"چلو پھر ہم ان کے گھر چلتے ہیں" لیزا نے گاڑی اگے بڑھاتے ہوئے کہا۔۔

وہ دونوں اب گاڑی سے اتر کر اس بنگلوں کے سا منے کھڑی ہو گئی

چاروں طرف سے اس کا معاینہ کیا پھر اسوہ نے مین بیل پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

"ہن رک جا پوزیشن تو لینے دے" لیزا نے بیگ سے کارڈ نکالے ہوئے کہا۔۔۔۔

جس پر اسوہ نے اگے ہاتھ کر دیا اپنا کارڈ لینے کے لیے جس پر لیزا نے گہرا سانس بھرا اور دے مار ساڑھے چار والے انداز میں کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔ جس پر اسوہ نے اپنی پوری بتیسی کی نمائش کی۔۔ اور لیزا اس کی اس حرکت پر سر پیٹ کر رہ گئی۔۔

دو تین بیل کے بعد دروازہ کھول دیا گیا سا منے ایک خاتون نمودار ہوئی نیند کی حالات میں شب خوابی کے لباس میں سا منے کھڑی تھی۔۔۔

"جی فرمائیں کس سے ملنا ہے اور کون ہیں آپ" اس عورت نے جمائی روکے ہوئے کہا۔۔۔

"وہ ہم آئی ایس ائی ایجنٹ ہیں کچھ تشویش کرنی تھی آپ سے" اسوہ نے کہنے کے بعد کارڈ



سامنے لہرایا۔۔۔۔۔

آئی ایس آئی کا نام سن کر اس عورت کے ہوش کے ساتھ نیند بھی آڑ گئی۔۔

"جی جی آئیں۔۔۔۔۔ نواز نواز" وہ عورت انہیں اندر آنے کا کہتے ہوئے اپنے شوہر کو آوازیں دیتے لگی۔۔

اس کے جانے کے بعد وہ دونوں اندرائی اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔

"ویلے اسوہ سات بچے کون سوتا ہے وہ بھی اتنی گہری نیند۔۔۔۔۔"

لیزا نے تشویشناک انداز میں کہا۔۔۔

"اوو بہن ان کا گھر ہے جب چاہے سوئے تم کیو ٹینشن لے رہی ہو۔۔۔۔۔" اسوہ نے اسے

لاپرواہی سے کہا اور بینکوں میں داخل ہو گئی۔۔۔

دونوں پورے بینکوں کو گھوم کر دیکھ رہی تھیں انہیں نہ باہر کوئی سی سی ٹی وی نظر آیا نہ ہی

گھر کے اندر۔۔۔۔۔ اتنے میں وہ عورت ایک مرد کے ساتھ نیچے آرہی تھی۔۔۔۔۔

"نواز یہ ہیں وہ لڑکیاں آئی ایس آئی سے آئی ہیں" اس عورت نے انکھوں کے اشارے سے ان

کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔

"جی کیا کام ہے" نواز نے کڑک دار آواز میں کہا۔۔۔۔۔ جس پر اسوہ کو غصہ آگیا کہ ایک آئی ایس

آئی ایجنٹ سے اتنی اونچی اور کڑک آواز میں بات کیسے کر رہیں ہیں یہ۔۔۔۔۔

"انکل دیکھیں۔۔۔ آپ اپنی آواز کی پیچ کو نیچے رکھے۔۔۔۔۔ ورنہ ہمیں وارنٹ جاری کرنا پڑے گا آپ کے نام کا۔۔۔۔۔ اور ہم دوسری تیسری بات نہیں سنا چاہتے یہ بتائیں کہ آپ کے گھر کے باہر سی سی ٹی وی ہے اگر ہے تو ہم اس کی فوٹیج دیکھنا چاہ رہے ہیں۔۔۔" اسوہ نے اپنی آواز نواز سے بھی اونچی کی اور سخت بھی کی۔۔۔۔۔

لیزا نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔

وہ بندہ پہلے ڈمگایا پھر سنبھل گیا۔۔۔۔۔ پھر واپس اسی ٹون میں بولا "جاؤں جاؤں بی بی کسی اور کو یہ جھوٹ بولنا چورنی ہو تم دونوں ورنہ اس گنجان جگہ پر کون آئی ایس آئی آتا ہے"

اسوہ کے تو سر سے پیر تک آگ لگ گئی۔۔۔۔۔

اس نے وارنٹ کارڈ نکالا اور اس کے نام کا کاٹا۔۔۔۔۔

"یہ لو مسٹر اور تمہیں تو کم سے کم دو سال کی جیل کرواؤں گی تم نے ایک آئی ایس آئی پر الزام لگایا ہے" اسوہ نے کہنے کہ بعد فون نکال کر اپنے افس فون کیا کہ "السلام و علیکم افسل دو اہلکاروں کے ساتھ پہنچوں اس جگہ میں تمہیں ایڈریس میسج کر رہی ہو۔۔۔۔۔" کہنے کے بعد فون بند کر کے اسوہ اور لیزا آرام سے جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں میں نے کارڈ دیکھا ہے ان کا" اس عورت نے ڈرتے ہوئے کہا نواز سے

---

"ارے جاؤں جھوٹ بولتی ہیں میں نے ابھی پولیس اسٹیشن کال کی ہے آتے ہی ہونگے۔۔"

نواز نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے کہا اور وہ خود بھی اسوہ اور لیزا کے سامنے والے پڑے

صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

نیچے آنے سے پہلے وہ کال کر کے آیا تھا۔۔

وہ عورت بھی ساتھ آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔

پندرہ بیس منٹ ان سب کے درمیان خاموشی رہی اس خاموشی کو پولیس کے ہارن کی آواز نے

توڑا۔۔۔۔۔

پولیس اہلکاروں کے ساتھ افضل بھی چلتا ہوا اندر آیا۔۔۔۔۔

پولیس کو دیکھ کر نواز اور پھیل کر بیٹھ گیا اور تنزیہ ہنسی ہنسنے لگا۔۔۔

اسوہ اور لیزا افضل کو دیکھ کر فوراً کھڑی ہو گئیں۔۔۔

"میم جب آپ نے مجھے کال کر دی تھی تو ذیشان کو کیوں۔۔" افضل نے دوسرے پولیس

اہلکار کو دیکھ کر کہا۔۔۔

"میں نے صرف تمہیں کال کی تھی" اسوہ نے سامنے کھڑے ذیشان کو دیکھ کر کہا۔۔

"ذیشان اپ کو کس نے بلایا ہے" لیزا نے جلدی سے پوچھا۔۔

"میم نواز نامی شخص کی کال آئی تھی کہتے ہیں دو لڑکیاں آئی ہے جو مشکوک لگتی ہیں آپ آ جائے" ذیشان نے نواز کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

نواز کا تو سانس ہی رک گیا۔۔۔ اور وہ فوراً اسوہ کے قدموں میں گر گیا۔۔۔

"معاف کرنا میم یہاں پر ائے دن واردات ہوتی ہیں تو میں ڈرا ہوا تھا"۔۔۔

"تو اپ نے کیمرے بھی لگوائے ہونگے۔۔" لیزا نے جلدی سے کہا اور اسوہ اس سے دو قدم دور ہوئی۔۔۔

"جی جی بالکل کل ہی لگوائیں ہیں۔" نواز نے فوراً کہا۔۔

"اوووو کل پھر تو فائدہ نہیں ہمیں تو کچھ دن پہلے کی فوج دیکھنی تھی" لیزا نے مایوس ہو کر کہا۔۔۔

"کیوں میم وہ کیو" نواز نے تعجب سے پوچھا۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔ چلو اسوہ" لیزا نے گہرا سانس لیا اور واپسی کے لیے مڑ گئی۔۔۔

افصل اور باقی اہلکار بھی واپسی کے لیے نکل گئے۔۔۔۔



!.....!

سین 9

از قلم در شہوار ملک --

"افف اتنی محنت بے کار گئی ---" لیزا نے باہر آکر گاڑی کی طرف جاتے ہوئے اسوہ سے کہا --

"نہیں لیزا بے کار نہیں گئی وہ دیکھو سامنے" اسوہ نے ان کے گھر کے باہر گے کیمرے کی طرف اشارہ کیا جو درختوں کے نیچے تھے جو سائیڈ پر کھڑے ہوئے شخص کو ہی نظر آسکتے تھے --

"تو اسوہ اس نے کہا نہ کل لگوائے ہیں" لیزا نے کندے اچکا کر کہا --

"بدھو غور کرو یہ کہا سے نئے لگ رہے ہیں واضح ظاہر ہو رہا ہے کافی وقت کے گئے ہیں" اسوہ نے جھنجھلا کر کہا --

"تو مطلب --" ابھی لیزا کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی اسوہ اسے گھسیٹتے ہوئے واپس بینکوں کی طرف لے گئی -- چونکہ دروازہ بند تھا وہ دونوں چھلانگ لگا کر اندر گئی --- اور اندر جاتے ہی جو آواز ان کی سماعتوں سے ٹکرائی وہ ہکا بکارہ گئی --

"ہاں باس میں نے انہیں بھگا دیا آپ نے صحیح کہاں تھا آئی ایس آئی والے آئیں گے۔۔۔  
--- اور ان سے کہا ابھی لگائے ہیں کیمرے۔۔۔" کہنے والا شاید فون کی دوسری طرف۔ بات  
سننے کے لیے رک گیا۔۔۔

اسوہ اور لیزا اس کی بات پر ایک دوسرے کو اجنبی سے دیکھنے لگی۔۔۔  
"جی باس وہ لڑکیاں ٹوٹی ہوئی عمارت میں ہی ہیں۔۔۔ اور میں نے اس کے باہر لگا بورڈ بھی ہٹا  
دیا ہے۔۔۔"

وہ بندہ اتنا کہہ کر پھر چپ ہو گیا۔۔۔۔۔  
فون کی دوسری طرف سے اسے کچھ کہا گیا۔۔۔  
"نہیں سر ریلوے زون کی طرف جو پورانی ٹوٹی عمارت ہے وہاں پر ہیں وہ۔۔۔۔۔ کیونکہ پہلے  
جہاں کا آپ نے کہا تھا وہاں سے فرار ہونے کے راستے بہت ہیں۔۔۔" وہ بندہ پھر چپ ہو گیا

---  
"اچھا تو یہ بندہ ان کا ہی بندہ ہے۔۔۔" اسوہ نے لیزا کے کان میں سرگوشی کی جس پر لیزا نے  
ہاں میں سر ہلا دیا۔۔۔ اب وہ بندہ فون بند کر چکا تھا۔۔۔

لیزا اور اسوہ جلدی سے واپس مین گیٹ پر گئی اور باہر نکل گئی گاڑی میں بیٹھ کر فوراً وہاں سے نکل گئیں۔۔۔۔

اور ا فصل کو کال کی نواز کو پکڑنے کی لیکن جب ا فصل وہاں دوبارا گیا تو گھر کے باہر تالا تھا اور پورا گھر تاریخی میں ڈوبہ ہوا تھا تھا۔۔۔۔

وہ بنڈا منٹو سیکنٹو میں روپوش ہو گیا تھا اچھے لباس کے حکم پر۔۔۔ جس پر اسوہ کو تو بڑا غصہ آیا۔۔۔ خیر وہ دونوں سیدھا رحم کے پاس گئی اور اسے ساری روداد سنائی جس پر ا رحم نے دونوں کو شاباش دی اور اس عمارت کی طرف جانے کے لیے سب کو الٹ کر دیا۔۔۔۔ ان کے پاس اب صرف کچھ دن باقی رہے تھے۔۔۔

!.....!

سین 10

از قلم ضحیٰ قادر۔۔

ہیلو۔ ایجنٹ ایس!!!!

ایئر پیس سے اس کو مردانہ آواز آئی۔۔

ایس سر!!

""""Here agent tiger""""۔۔ ہمیں جو معلومات ملی ہیں تو جتنی جلدی ہو سکے آپ اور آپ کی ساتھی مجھے مطلوبہ آڈریس پر آکر ملیں""""

ساتھ ہی ایجنٹ ٹائیگر نے اس کو کچھ کوڈ بتائے۔۔۔۔ جس کو سنتے ہی اس نے اپنا ضروری سامان پکڑا۔ اور نکل گئی

نکلنے سے پہلے اس نے ہاتھ پر بندھی گھڑی منہ کے پاس کی اور بولی۔۔۔۔۔

""میں اپنے دل کی ""مان "" رہی ہوں۔۔۔۔۔""

اس نے اپنی ساتھی کو کوڈز میں بتایا جہاں اس کو پہنچنے کا آڈر ملا۔۔۔۔۔

""ورکنگ آن پلین۔۔۔۔۔""

اپنی ساتھی کا جواب وہ سمجھ چکی تھی اس لیے دوبارہ کوئی میسج دیے بغیر وہ گاڑی میں بیٹھی۔۔۔۔۔ کیونکہ اس کا بار بار میسج دینا۔۔۔۔۔ اس کے ساتھی کو صرف خطرے میں ڈال سکتا تھا۔۔۔۔۔

رات کی تاریخی نے پورے لاہور کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔۔۔۔۔



ایسے میں دو سفید رنگ کی گاڑیاں -- ایک ٹوٹی ہوئی عمارت کے سامنے روکی --- ان گاڑیوں کے شیشے بالکل کالے تھے ----

اس گاڑی میں سے ایک آدمی ہاتھ میں بڑا سا بیگ لیے عمارت میں داخل ہوا --

"مال کہاں ہے" ---- بیگ آدمی کو دیئے سے پہلے بورٹس نے فرحان سے پوچھا --

جبکہ بیگ تھا ما آدمی خاموشی سے ایک طرف کھڑا بورٹس کو ڈیلنگ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا --

بورٹس اس آدمی کو اس کمرے میں لے گیا جہاں ان لڑکیوں کو قید کیا ہوا تھا --

لڑکیوں کے دیکھنے کے بعد اس نے وہ کس بورٹس کے حوالے کیا اور اپنے ساتھی کو فون کر کے اندر بلا لیا تاکہ لڑکیوں کو گاڑی میں ڈال سکے

بورٹس نے بھی اتنی دیر میں بیگ کھول کر پیسے دیکھ کر تسلی کر لی تھی --

ابھی اس بندے کا ساتھی عمارت میں داخل ہی ہوا تھا کہ باہر سے گولیاں چلنے کی آواز آنے لگی --

عمارت میں موجود ان کے بندوں نے بھی جوابی فائرنگ شروع کر دی ---- لیکن ان کے ساتھی ایک -- ایک کر کے مرے جا رہے تھے

اپنے ساتھیوں کو مرتا دیکھ کر بورٹس نے دوڑ لگائی۔۔۔۔۔ ان کو بھاگتا دیکھ کر فرحان اور ان دو بندوں نے بھی دوڑنا شروع کر دیا۔۔۔ ابھی وہ لوگ عمارت کے خوفیاں راستے سے تھوڑے ہی دور تھے کہ اب کی بار عمارت کے اندر بھاری قدموں کی آواز آنے لگی۔

ان لوگوں نے اپنی رفتار تیز کر دی۔۔۔

بورٹس اور فرحان بچتے بچاتے عمارت سے باہر نکل گئے۔۔۔ جبکہ ان دو بندوں کو گولی لگی تھی۔۔۔۔۔ ان کے باقی ساتھی بھی ان کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔۔۔ پیسوں والا بیگ اسی بھاگ دوڑ کے چکروں میں کہیں گر گیا تھا۔۔۔۔۔

ساری لڑکیاں۔۔۔۔۔ باحفاظت بازیاب کر لی گئیں تھیں۔۔۔ جبکہ ان دو بندوں کو ایجنٹ ٹائیگر ایجنسی کے حوالے کرنے کے لیے نکل گیا تھا۔۔۔

ایجنٹ S اور rose --- باقی عمارت کو دیکھ رہے تھے کے کوئی کام کی چیز مل جائے جس سے اس خطرناک گینگ کو پکڑا جاسکے۔

ایجنٹ ایس اور روس کی مدد سے ملنے والے پے پر ایجنٹ ٹائیگر نے چھپا مارا ایجنٹ ایس، روس، ٹائیگر اور اس کے ساتھی اس عمارت تک پہنچ گئے تھے اور ان نے وہاں سے سمگلنگ ہونے والی لڑکیوں کو بھی بازیاب کروا لیا تھا۔۔۔ اور۔۔۔ وہ کسی ٹھوس ثبوت کے چکروں میں تھے۔۔۔ لیکن ہاتھ صرف دو بندے ہی گئے تھے اور اب وہ ایجنٹس ان دو بندوں کو حراست میں لے چکے تھے چونکہ ٹائیگر نے پہلی فرصت میں ان کے بندوں پہ حملہ کیا تھا گولی لگنے کی وجہ سے وہ ہوش کھو چکے تھے اب وہ تینوں ان دو بندوں کو فرسٹ ایڈ پہ ہاسپٹل پہنچا چکے تھے تاکہ آگے کام پاسبل ہو سکے۔

!.....!

سین 11

از قلم تحریم فاطمہ۔۔

ابھی وہ تینوں اپنے عام سے حلیے میں ہاسپٹل کے آئی سی یو کے باہر انتظار میں کھڑے تھے کہ کب انہیں ہوش آئے۔۔۔۔

"مس ایس ان کا گینگ بہت خطرناک ہے،  
 ڈھونڈنے پہ بھی کوئی سوراخ چھوڑ کے نہیں جاتے۔۔۔۔"

**!!!Just a very dangerous they are! And intelligent also**

ایجنٹ ٹانگر دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہاتھ باندھے کھڑا تھا اسکا تو یہ ہی کہنا تھا کیونکہ جس طرح وہ لوگ بار بار بچ کے بھاگ رہے تھے وہ بھی ان لوگوں سے یہ آسان بات نا تھی۔۔۔۔۔۔ کوئی الگ ہی شے تھی ان کے پاس یا الگ ہی ذہن۔۔۔۔۔۔ جو شاید بہت کام کرتا تھا۔۔۔۔۔۔

"ہم ان سے زیادہ انٹیلیجینٹ ہیں مسٹر ٹانگر۔۔۔۔۔"

کب تک بھاگیں گے یہ لوگ، ویسے بھی ان کے دو بندے ہمارے پاس موجود ہیں اور یہ ہی ہمیں اصل مددے پر لے جاسکتے ہیں"

راہداری میں چکر کاٹتی ایجنٹ روز کی تھی اور اسکو جواب دیئے لگی۔۔۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہے!! اگر وہ دونوں ہمیں ہوش میں دستیاب ہو جائیں تو انشاء اللہ آگے ہمیں یہ ہی لے کر جائیں گے"



آئی سی یو کے دروازے کو گھورتی ایس بول پڑی تھی-----  
ان تینوں کا آگے کا پلان کچھ ایسا ہی تھا لیکن بات تو تب تھی نا جب وہ دونوں انہیں ہوش و  
حواس میں ملتے-----

دوسری طرف ایک ہنگامہ سا تھا-----

"ایسے کیسے تم لوگ چھوڑ کر آ گئے-----"

سالوں تم لوگوں پہ میں نے پیسہ یوں پانی کی طرح بہایا ہے--- ہر آسائش مہیا کی ہے--- ہر  
کچھ تم لوگوں کے قدموں میں ڈھیر کیا ہے----- سالوں تم لوگوں کو ٹریننگ دی گئی ہے پھر  
کس طرح، آخر کس طرح تم لوگوں سے وہ چھٹ گئے، کس طرح تم لوگوں نے انہیں چھوڑ  
دیا-----"

پاشہ تو یہ خبر سن کے جیسے آگ بگولہ ہو گیا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ انہیں ابھی کے ابھی  
مٹی میں اتار دے--- غصے سے وہ پورا بھپرا ہوا شیر لگ رہا تھا اسکی آنکھوں سے جھلکتا خون دیکھ  
کے ریحان اور بورٹس کو سانپ سونگھ گیا تھا انہیں اپنی موت بہت قریب بہت ہی قریب دکھائی  
دے رہی تھی----

جبکہ ارتضیٰ کرسی پہ بیٹھالال شرٹ بلیو جینز پہنے ٹانگ پہ ٹانگ رکھے چہرے پہ نارمل تاثرات رکھے ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھے بہت مزے سے ساری فلم دیکھ رہا تھا اسے کوئی پرواہ ہی نہ تھی کہ اب پاشا انکے ساتھ کیا کرے۔۔۔۔

"باس، ایسا نہیں تھا کہ ہم نے ہوشیاری نہیں دکھائی، ہم نے ہوشیاری دکھائی تب ہی تو ہم آپ کے سامنے یوں زندہ ہیں ورنہ وہ دونوں مرچکے ہیں، ان کے آگے جھک چکے ہیں، ہم اگلی بار ضرور یہ کرینگے باس"

ریحان ڈرتا ڈرتا پاشا کے چہرے کے تاثرات دیکھے بغیر بولا تھا اگر دیکھ لیتا تو شاید اس کی زبان کو بریک لگ جاتا۔۔۔

"مسئلہ یہ ہی تو ہے آخر تم لوگ زندہ بچ کیوں گئے۔۔۔ تم لوگوں کو بھی اسی وقت مرجانا چاہیے تھا ان دو نمک حراموں کے ساتھ، اب یہ ہوشیاری اوپر جا کے دیکھانا۔۔۔۔۔۔۔"

"جونس میری پسٹل لاؤ۔۔۔۔۔۔۔"

پاشا فل تیز آواز میں مہرک کے بولا تھا۔۔۔ جبکہ ریحان اور بورٹس کی تو ہوائیاں اڑ گئیں  
تھیں۔۔۔۔۔۔۔ پسٹل کا نام سن کے انکا سانس اٹک گیا تھا آگے کیا ہونا تھا وہ باآسانی جانے  
تھے۔۔۔۔۔۔۔

[illegible]

"اب یہ کام تم کرو گے ارتضیٰ"

پاشا اسکے پاس پڑی کرسی کو سنبھال چکا تھا۔۔۔

"مجھے کیا لے گا اس سب کے بدلے، اب اور کیا کیا کروانا چاہتے ہو تم مجھ سے"

وہ پاشا کی طرف رخ موڑ کر تیوری چڑھا کے بولا تھا۔۔۔۔۔ اسے پتہ تھا اب پاشا اسکی طرف ہی آئے گا۔۔۔۔۔

"تمہارے لیے ایک بنگلہ تیار کروا رہا ہوں اگر تم اسکو دیکھو گے تو شاید خوش کیا ہواؤں میں اڑنے لگوں گے، اور تمہاری یہ شکل مزید چمک جائے گی"

پاشا اسکی بات پہ اپنا غصہ اور بھرم ضبط کر گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا ارتضیٰ کے لیے کام بہت آسان تھا لیکن اسکے نخرے آسمان کو چھونے لگے تھے، اپنی بات منوانا اس سے آسان بات نا تھی مانا کہ پاشا نے اسے ٹریننگ دی تھی اس پہ بہت خرچ کیا لیکن اسنے پھر وہ وہ کام بھی پاشا کو کر کے دکھائے تھے جو پاشا خود نا کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

"میری یہ شکل آل ریڈی چمکتی ہے صاحب۔۔۔۔۔"

اگر آپ کو شکل چمک وانی ہے تو آپ کسی اور کو پکڑ لیں، سہیل مشورہ ہے میری طرف سے بلکل فری"

وہ ٹیبل پہ رکھی پلیٹ میں سے انگور کے دانے اپنے منہ میں ڈالتا ہوا پاشا کو بھڑکا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔



"تم میرے رائٹ ہینڈ ہو ارتضیٰ----- تمہیں میں بہت اچھے مقام پہ دیکھنا چاہتا ہوں-----"

پاشا اب نرم لہجے میں شیرہ گھولے بول رہا تھا۔۔۔۔۔  
"ہممممم-----"

"کرتے ہیں یہ کام بھی-----"

اب ارتضیٰ کرسی سے اٹھ چکا تھا پاشا پہ ایک نظر ڈال کے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ جبکہ پاشا نے اب سکون کی سانس لی تھی وہ جانتا تھا کہ سارہ کام ہو جائے گا۔۔۔۔۔

دو گھنٹے بعد ڈاکٹر زائی سی یو کے باہر آیا تھا اور وہ تینوں محلے کے ہزاروے حصے میں ان کے پاس پہنچے تھے۔۔۔۔۔

"How they are Doctor؟"

ٹائیکر ایجنٹ نے پہل کی تھی۔۔۔۔۔

"Now they are fine"

.....But Condition is Serious yet

"ابھی وہ ٹھیک ہیں لیکن اب بھی انکی حالت سرس ہے"

ڈاکٹر اپنے پروفیشنلی انداز میں بولے تھے۔۔

"کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں"

ایجنٹ ایس ان سے مخاطب ہوئی تھیں۔۔۔

"شیور" ڈاکٹر کہہ کے وہاں سے چل دیے تھے جبکہ ان تینوں نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا

تھا۔۔۔۔ اور اوکے کیا تھا۔۔۔

آسائشوں سے آراستہ بیڈ روم میں وہ بیڈ پہ آڑھا تر چھا لیٹا ہوا تھا۔۔۔

"کس طرح میں یہ کام کروں"

وہ مستقل ایک گھنٹے سے اسی حالت میں لیٹا اسی موضوع پہ سوچ رہا تھا۔۔۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد وہ لیپ ٹاپ لیے ایکشن مووی لگا کے بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔۔

"کچھ تو کلیو مل ہی جائے گا ان سے"

ارتضیٰ کلیو لینے کی غرض سے ایکشن سے بھرپور موویز دیکھنے میں مگن ہو گیا تھا جبکہ وقفے وقفے سے وہ سیگریٹ کے کش بھی لگاتا رہا تھا۔۔۔

از قلم تحریم فاطمه --

رات کے پہر وہ تینوں آئی سی یو میں گئے تھے اس وقت ہاسپٹل میں کافی خاموشی تھی انہوں نے یہ وقت تجویز کیا تھا تب ہی وہ اس وقت انکے پاس آئے تھے۔۔۔۔۔

آہستگی سے دروازہ وا کر کے وہ اندر گئے تھے جہاں ان میں سے ایک بندہ لیٹا ہوا تھا جبکہ دوسرا آپریشن کے بعد تو ٹھیک تھا لیکن اچانک ہی وہ دم توڑ گیا تھا ڈاکٹر زانہیں پہلے ہی آگاہ کر چکا تھا کہ ٹھیک ہیں لیکن اب بھی انکی حالت نازک ہے۔۔۔۔

ٹانگر ایجنٹ اسکے بیڈ کے قریب گیا تھا۔۔۔۔

اسکے وجود پر ایک نظر ڈالنے کے بعد وہ اس سے گویا ہوا تھا۔۔۔

"کس کی طرف سے کام کرتے ہو"

یہ اسکا پہلا سوال تھا جسے سن کے وہ بندہ چونکا تھا۔۔۔۔

"میں پوچھ رہا ہوں کس گینگ کی طرف سے ہو تم۔۔۔۔۔"

کیا کرتے ہو۔۔۔۔۔

کس کے ساتھ شامل ہو۔۔۔۔۔

تمہارا مالک کون ہے۔۔۔۔۔

کون تم سے یہ سب کروا رہا ہے۔۔۔۔۔ مجھے ایک ایک تفصیل دو۔۔۔۔۔۔۔"

سوالوں کی بھرمار ایجنٹ ٹانگر کی طرف سے ہوئی تھی جسے وہ بندہ سن کے نظر انداز کر گیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔

"صاحب۔۔۔۔۔ میں بے قصور ہوں۔۔۔۔۔"

میں کسی کے ساتھ کام نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔"

اسنے صاف جھٹلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔



"اگر تم بے قصور ہوتے تو میں تمہیں ویسے ہی چھوڑ دیتا۔۔۔۔۔ اب ڈرامے بند کرو اور اپنی اس زبان کو استعمال کر کے بولنا شروع کرو"

اسکا جھوٹ بولنا ٹائیگر کو ناگوار گزرا تھا۔۔۔۔۔

"قسم لے لو صاحب میں بے قصور ہوں۔۔۔۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا، میں تو وہاں بس ایسے ہی چلا گیا تھا شور کی آواز سن کے۔۔۔۔۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں صاحب!! میں کیوں جھوٹ بولوں گا۔۔۔۔۔"

وہ زبردست ایکٹنگ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

"اووو۔۔۔۔۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔۔۔۔ پھر بھی ان بچوں کا تمہیں خیال نہ آیا۔۔۔۔۔ اب بتاؤ کون ہیں جس کے ساتھ تم لے ہوئے ہو۔۔۔۔۔"

وہ اس پہ جھکتا تیز آواز میں چلایا تھا۔۔۔۔۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ میں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔۔۔۔۔"

ص۔۔۔۔۔ صاحب میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔"

وہ بامشکل اپنے کپکپاتے ہاتھوں کو آپس میں باندھے بولا تھا۔۔۔۔۔

"کوئی انسان اپنے بچوں کی قسم جھوٹی نہیں کھا سکتا، کیا پتہ یہ سچ کہہ رہا ہو"  
ایجنٹ ایس نے ایجنٹ روز کے کان میں کہا تھا۔۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ کوئی بھی بندہ ادھر کسی کام کی وجہ سے نہیں جاسکتا اور کوئی عام  
بندہ تو بالکل بھی نہیں جاسکتا۔۔۔۔۔ آئے ایم ڈیم شیور یہ اسکی سازش ہے اور کچھ  
نہیں۔۔۔۔۔"

ایجنٹ روز نے اپنے غصے کو ضبط کر کے اس بندے کو ناگوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا  
تھا۔۔۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔۔۔"  
وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔۔۔  
"ایسا ہی ہے۔۔۔۔۔"

جب یہ سچ نہیں بتا سکتا تو اسکا زندہ رہنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔۔۔۔۔  
یہ انسان نہیں درندے ہیں۔۔۔۔۔

"Just shoot him Now

ایجنٹ ٹانگر نے آخری داؤ چلایا تھا۔۔۔۔۔

"میں کہہ رہا ہوں --- میں نے کچھ نہیں کیا-----"

قسم کھا رہا ہوں --- میں نے کچھ نہیں کیا-----"

ایکدم اسکی سانس اکھڑنے لگی تھی----- اسکی سانسیں تیز تیز چلنے لگی تھیں--- آخری

وقت تک وہ پاشا کو بچاتا رہا تھا----- تب ہی ایک جھٹکے سے اسکی وجود نے

جھجھری لی تھی اور اس وقت ہی وہ بھی دم توڑ گیا تھا--

"What the hell is going on seriously؟"

ایجنٹ روز اسکی حالت دیکھ کر چلائی تھی-----

"He's gone"

ایجنٹ ایس اسکے قریب آکے اس کی نبض چیک کرنے لگی تھی اور جب نبض سانس کچھ نہیں

چل رہا تھا تب وہ اپنا رخ موڑ کے ان دونوں سے گویا ہوئی تھی۔ --

"یہ بھی گیا-----"

کوئی چیز ہاتھ میں نہیں آرہی-----

سب پلان سے ہٹ کے ہو رہا ہے-----"

انجنت ٹائیگر اسکا بے جان وجود دیکھ کے بولا تھا۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ ابھی ان لوگوں نے  
کتنا ان کے پیچھے بھاگنا تھا وہ یہ نہیں جانتے تھے یہ کیسی واقعی دو لڑکیوں کے بس کا نا  
تھا۔۔۔۔۔

دوسرے دن صبح وہ لیٹ اٹھا تھا۔۔۔۔۔

ابھی وہ کچن میں کھڑا انڈہ فرائی ہی کر رہا تھا جب شعیب کی کال اسکے فون پہ آئی  
تھی۔۔۔۔۔ انڈے کو پلیٹنے کے بعد اسنے فون اٹھایا تھا اور سلپ کر کے کان سے لگایا تھا۔۔۔

"بول" انڈے کو پلیٹ میں رکھنے کے بعد وہ بولا تھا۔۔۔۔۔

"آج کیا کرے گا تو؟

کیا پلان ہے تیرا؟"

دوسری طرف سے اسپیکر میں آواز ابھری تھی۔۔۔۔۔

"ابھی تو میرا بھرپور ناشتہ کرنے کا پلان ہے، فلحال تو مجھے یہ کرنے دے پھر آگے بتاؤں گا

۔۔۔۔۔ اب رکھ فون"

وہ انڈے کی پلیٹ اور ڈبل روٹی ڈائننگ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔



"کیا تیرا دماغ ٹھکانے پہ ہے ، دن کے گیارہ بجے ناشتہ کون کرتا ہے۔ اتنا لیٹ اٹھا ہے....."

دوسری طرف وہ حیران ہوا تھا۔۔۔۔۔

"یار۔۔۔۔۔ ناشتہ کرنے دے ابھی۔۔۔۔۔ رات کو پلان ترتیب دے رہا تھا تب ہی لیٹ ہوا ہوں۔۔۔۔۔ چل خدا حافظ"

وہ فون رکھ کے جلدی جلدی نوالے بنا کے کھانے لگا تھا۔۔۔۔۔

شہر کے معروف ریسٹورینٹ میں بیٹھا وہ سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔۔۔ بلیک جینز وائٹ شرٹ میں جیل سے بال جمائے ، چہرے پہ نارمل تاثرات لیے وہ پرسکون سا بیٹھا تھا آج وہ کچھ زیادہ ہی خود کو تیار کر کے آیا تھا کسی نا کسی طرح آج اسنے تین سے چار شکار کرنے ہیں۔۔۔۔۔ ساتھ ساتھ وہ سامنے ٹیبل پہ بیٹھی لڑکیوں پہ بھی نظر ڈال رہا تھا۔۔۔۔۔

"رانیہ یہ بندہ دیکھ کتنا ہینڈ سم ہے یار۔۔۔۔۔"

اسکا دیسینٹ لک بالکل قاتلانہ حملے کی طرح ہے"

رانیہ کی دوست فاریہ بولی تھی۔۔۔۔۔

"ادھر بھی تو دیکھ رہا ہے ، لیکن یاد رکھو وہ مجھے دیکھ رہا ہے وقفے وقفے سے "

رانیہ اسکو گھورتے ہوئے بولی تھی اسکی پرسنلیٹی سے وہ خود بھی محظوظ ہوئی

تھی-----وہ واقعی کوئی ڈیسٹ اور جینٹل مین لگ رہا تھا-----

"ہاں تم کوئی حور پری ہونا جو سب تمہیں ہی دیکھیں گے "فاریہ اسکی بات پہ انگارہ ہوئی

تھی-----کیونکہ وہ خود اس لڑکے کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی---

"حور پری سے کم بھی نہیں ہوں"

رانیہ اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی بولی تھی اور اسکی ٹیبل پہ آگئی تھی---

"ہائے ہینڈسم-----

ہاؤ آریو؟؟؟"

.....Hy Handsome"

"؟؟؟How are you"

وہ اسکی ٹیبل کے قریب آکے اپنے سلکی بالوں کو کمر کے پیچھے کرتے ہوئے بولی تھی-----

"سوئی پریٹی ویل-----ہیو آسٹ پلیز"

"Sweety Preety well....Have a sit please"

"کیا کرتے ہو ڈئیر" وہ مزے سے اسکی طرف جھکتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

"دن بھر بس فارغ ہوتا ہوں۔۔۔ کرنے کو کچھ ہے ہی نہیں۔"

وہ جس کا گلاس ایٹے لبوں سے لگاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔۔

"کیوں۔۔۔۔۔ ویسے ہو کیا"

وہ اسکی بات یہ ہنسی تھی۔۔۔۔۔

"نہیں!!! تم نہیں سمجھو گی ڈئیر----- میری فرنٹ سیٹ اب تک خالی ہے اور اس

فرنٹ سیٹ پہ پورے حق سے بیٹھنے والی کا انتظار ہے بس۔۔۔۔۔ جب وہ آجائے گی تو سرگرمیاں بھی مل جائیں گی"

وہ پھر یہ ادا سی لائے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

"اوو۔۔۔۔ کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے کیا"

وہ اسکی بات پہ خوش سی ہوئی تھی۔۔۔





"کیا میں تمہاری فرنٹ سیٹ کی مالک بن سکتی ہوں۔۔۔۔۔"

وہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے بولی تھی۔۔۔

"کیا مجھے قبول کر لوگی تم، تھوڑا سا پاگل ہوں"

وہ اپنا پلان کامیاب ہوتے دیکھ کے خوش سا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"شیور۔۔۔ آئی ول۔۔۔۔۔" وہ اس کے ہاتھ پہ دباو ڈال کے بولی تھی۔۔۔۔۔

"چلیں پھر"۔۔۔۔۔

وہ اسکو دیکھ کے بولا تھا اسکی آنکھوں میں سے ابھی رانیہ کے لیے پیار ہی پیار جھلک رہا تھا۔۔۔۔۔

"کہاں" وہ آبرو اچکا کے بولی تھی۔۔

"لنچ کے لیے پی سی۔۔۔۔۔ یہاں کا ماحول کچھ بہتر نہیں لگ رہا"

وہ آس پاس دیکھ کے بولا تھا۔۔۔۔

"ہاں یہ تو ہے۔۔۔ بہت سے لوگ ہماری طرف ہی دیکھ رہے ہیں"

وہ فاریہ پہ نظر ڈالے ہوئے غصے سے بولی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ ان دونوں کو ہی گھور رہی تھی۔۔۔۔۔

اور پھر وہ اسے لے کر ریسٹورینٹ سے باہر آگیا تھا۔۔۔۔۔ رانیہ اسکی نئے جدید کے ماڈل کی گاڑی دیکھ کے چونکی تھی۔۔۔۔۔ اسے ابھی اپنے فیصلے پہ خوشی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔ اور ارتضیٰ پرسکون انداز میں اسے فرنٹ سیٹ پہ بٹھائے اپنے مطلب کے ٹھکانے اسے لے گیا تھا۔۔۔

ناجانے کتنی لڑکیوں کو وہ کبھی اپنے پیار میں پھنسا کے، یا کبھی ان کے پیار میں پاگل ہو کے، یا کبھی خود کو نقصان پہنچا کے اور انکی مدد لے کر یا کبھی کسی کے سامنے اچھا بن کے اسکا ساتھی بن کے یا کبھی کالج کی وین کا ڈرائور بن کے۔۔۔۔۔ نئے نئے طریقے اپنا کر وہ بہت سی لڑکیوں کو اغوا کر چکا تھا۔۔۔۔۔

از قلم تحریم فاطمہ۔۔

اس کو اپنے ٹھکانے پر چھوڑ کر اب وہ اپنے بنگلے میں موجود تھا۔۔ جیب سے چابی نکال کر لاٹ کھولتا وہ گنگناٹا ہوا اندر آیا۔۔۔ انداز میں سرشاری تھی۔۔۔

اب اس کا رخ کچن کی جانب تھا۔۔ فریج سے محلول کا کین نکالے اس کو کھولتا پانی پینے لگا تھا ساتھ میں اپنے دوسرے ہاتھ کی مدد سے وہ پاکٹ سے موبائل نکال کر کسی کانبرڈائل کر رہا تھا۔۔۔ موبائل کان پہ لگائے ایک ہاتھ سے کین پکڑے اب لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی آن کر چکا تھا۔۔۔

"ہاں باس!! ہو گیا تمہارا کام"

اب وہ گھونٹ گھونٹ حلق میں اتارتا کال پر کہہ رہا تھا۔۔ نظریں ٹی وی کی جانب تھی۔۔۔ پھر کین رکھ کر وہ ریوٹ اٹھا چکا تھا۔۔۔

"واہ ارتضیٰ!! میرے شیر" مجھے پتا تھا یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو ایسی خبر سنائی ہے کہ دل خوش ہو گیا۔۔ تمہیں ایسے ہی تو میں نے اپنا بازو نہیں کہا نا تم میں ایسے گن پائے جاتے ہیں میرے شیر"

دوسری طرف پاشا نے اس کی بے پناہ تعریف کی تو اس کے چہرے پر تفاخر سے مسکراہٹ کھل گئی۔۔۔ دونوں ٹانگ شیشے کی ٹیبل پر ٹکائے صوفے سے ٹیک لگا لیا پھر سے کین اٹھا کر گھونٹ گھونٹ بھرنے لگا اور اپنی تعریف کسی اعزاز کی طرح وصول کر رہا تھا۔۔۔۔

"اسی لئیے تو مجھے سب سے زیادہ تجھ پر بھروسہ ہے تم ہی میرے گینگ کی جان ہو ورنہ یہ حرام خور تو بس کام بگاڑتے ہیں۔۔۔"

پاشا اب بھی اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہا تھا۔۔۔

جس پر ارتضیٰ کا ایک جاندار قہقہہ گونجا۔۔۔

"یہ تعریف کسی اور دن کے لئیے رکھ لیں پاشا ابھی اور موتھے بھی آئیں گے اب مجھے سونے دے آپ کے حکم کی وجہ سے میں صحیح سے سو بھی نہیں سکا۔۔"

وہ اس پر احسان جتا کر فون بند کر چکا تھا۔۔ اسکا یہ ہی انداز کبھی کبھی پاشا کو جلا دیتا تھا۔۔۔۔۔ خالی کین ٹیبیل پر رکھ کر وہ صوفے پر ہی لیٹ چکا تھا۔۔۔

\*\*\*\*\*

آج صبح صبح ارتضیٰ اٹھ چکا تھا کیوں کہ ایک اہم مشن پر نکلنا تھا۔۔۔

وہ ٹوسٹ منہ میں ڈالتا کسی کو کال ملا رہا تھا۔۔۔

"ہاں انتظام ہو گیا نہ سارا؟" وہ ٹہلتا ہوا کسی سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"صحیح ہے ہر کام خفیہ طریقے سے ہونا چاہیے کوئی بھی گڑبڑ نہ ہو دھیان سے اگر کوئی بھی گڑبڑ

ہوئی تو تمہارے ٹکرے ٹکرے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں گا"۔۔۔ اب کی بار لہجہ سفاک

تھا۔۔۔ دوسری طرف یہ سنتے ہی کپکپی طاری ہو گئی۔۔۔

"آپ بے فکر رہیں کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی" فوراً تسلی دی گئی۔۔۔

"آتا ہوں میں بھی" اب وہ کال بند کر کے تیاری کی غرض سے کمرے میں آ گیا کیوں کہ سارا

کام کرنا تو اسنے ہی تھا۔۔۔

براؤن شرٹ بلیک پینٹ پہنے بال سلیقے سے جیل سے جھے ہوئے تھے خود پر فریگنس کا چھڑکاؤ

کرتا ہوا اب وہ باہر نکل رہا تھا۔۔۔



گاڑی چلاتے ہوئے وہ مسلسل کسی سے کال پر مصروف تھا۔۔۔ سنجیدگی سے ڈرائیو کرتا ہوا اب وہ اپنے مقام پر پہنچ چکا تھا۔۔۔

چاروں طرف گہرا سمندر تھا۔۔۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں عام انسانوں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔۔۔ دور دور تک صرف بڑی بڑی لانچ نظر آرہی تھی۔۔۔

اب اس کا رخ کونے کی جانب تھا۔۔۔ جہاں ایک لانچ کھڑی تھی اس کو دیکھتے ہی ایک آدمی فوراً مڑدب ہوا۔۔۔

"ہو گیا کام؟" اب وہ قریب آکر پوچھ رہا تھا۔۔۔

"جی صاحب سارا کام ہو گیا۔۔۔ آپ تہ خانہ چیک کر لیں اس کے کہتے ہی وہ لانچ میں چڑھ چکا تھا اور اب اس کا رخ تہ خانے کی جانب تھا۔۔۔

اندر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی۔۔۔ کسی جانور کی طرح ایک دڑبے منے میں کافی ساری لڑکیاں تھیں سب ہاتھ پیچھے کی جانب بندھے ہوئے تھیں۔۔۔ آنکھوں میں بے بسی کے نمکین پانی تھے اس کو دیکھتے ہی لڑکیوں کی آنکھوں شناسائی کی رمق جاگی۔۔۔

"اور سب کو یاد آ رہا تھا کہ کس کو کس طرح سے اس بھڑیے صفت آدمی نے ٹریپ کیا تھا۔۔۔ ان کی آنکھوں میں اب انتقام پچھتاوا شکایت ایک ساتھ بہت سے جذبے بھر گئے۔۔۔ کچھ نے غصے میں جذباتی ہو کر رسی کو کھولنے کی کوشش کی منہ پر پیٹی بندھے ہونے کی وجہ سے غوں

غاں کی آواز نکال رہی تھیں۔۔۔ اور کچھ ڈری سہمی بیٹھی تھیں جنہوں نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

جذبات میں ہاتھ پاؤں چلانے والی لڑکیوں کو دیکھ کر ارتضیٰ کے لب مسکرا اٹھے۔۔ اور رانیہ کے قریب آیا جو سب سے زیادہ بے چین تھی۔۔۔

"Ooh my preety girl!!"

"خود کو اتنا مت تھکاؤ بے بی" اب وہ اس کے چہرے کو ٹھوری سے اٹھا رہا تھا۔۔ پھر جھٹکے سے چھوڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔۔۔

"لے جاؤ جلدی اور سنورا سستے میں کسی قسم کی گرہ بڑ نہ ہو" اب وہ ساتھیوں کو ہدایت دیتا لالچ سے اتر گیا۔۔۔ اور اب وہ واپسی کی طرف سفر کر رہا تھا پاشا کو ایک اور خوش خبری سناتا وہ سرشار تھا۔۔۔۔۔ وہ ان سب کو انکے اصل ٹھکانے پر بھیج چکا تھا۔۔

\*\*\*\*\*

آج ارتضیٰ کا موڈ کسی کام کا نہیں تھا۔ آج اس کا ارادہ کچھ سیر کا تھا۔۔ ندی کے کنارے بیٹھا پاؤں ٹھنڈے پانی میں ڈالے وہ سکون لے رہا تھا۔۔۔۔۔

.....What the hell is going with me yar"

"💔.....I'm in a ditch

.....I'm sorry

میں کس طرح بھاگوں اس سب سے۔۔۔۔ یا میرے مالک۔۔۔۔ مجھے کوئی راستہ





وہ اس کے سینے سے لگی کانپ رہی تھی۔۔

ارتضیٰ حیران تھا۔۔ ارتضیٰ نے اس کو آہستگی سے خود سے الگ کیا اور اس کی طرف دیکھا تھا جو اجڑے ہوئے حال میں تھی۔۔۔۔

"کون ہو تم؟"۔۔

اس لڑکی کہ حالت بہت بری تھی بال بکھرے ہوئے بال دوپٹہ ندارد قمیض کا دامن پھٹا ہوا چہرے پر مٹی لگی ہوئی ہاتھ پر زخم کے نشان تھے۔۔۔ لگتا تھا جیسے اس کے ساتھ کسی نے زبردستی کی کوشش کی ہو۔۔۔ ارتضیٰ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا اور اپنی براؤن لیڈر کی جیکٹ اتاری تھی اور اسکے گرد ڈالی تھی۔۔۔۔ وہ مشکور نظروں سے دیکھتے ہوئے اسکی جیکٹ کو خود پہ اچھی طرح ڈال چکی تھی۔۔۔۔۔ اسکی آنکھوں میں نمین پانی تھا۔۔۔۔۔

"پلیز مجھے بچالو" وہ اس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔۔۔ اسکے لہجے میں کپکاہٹ طاری تھی۔۔۔۔۔

اس سے پہلے ارتضیٰ کچھ کہتا دو آدمی اسی طرف آرہے تھے۔۔

"چھوڑا سے یہ ہمارا مال ہے" پیلے دانت اور عجیب سی حوس زدہ شکل کے ساتھ وہ اس لڑکی کی طرف بڑھا جو ارتضیٰ کے لمبے چوڑے وجود کے پیچھے چھپ سی گئی تھی پیچھے سے اس کی شرٹ کو دبوچے وہ کھڑی اب بھی کانپ رہی تھی۔۔۔

"میں بتاتا ہوں کس کا مال ہے ادھر آکھینے" ارتضیٰ آگے بڑھتا ان دونوں کو بری طرح کٹے اور لات مارنے لگا جو اس کے ایک ہی کٹے سے ڈھیر ہو چکے تھے ہاتھ جوڑنے لگے۔۔ وہ ان دونوں کو لات مارتا ہوا لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر اپنی گاڑی کی طرف لے آیا دروازہ کھول کر اسے فرنٹ سیٹ پر اندر بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔۔

"اب بتاؤ کون ہے یہ لوگ؟"

"مجھے نہیں پتا یہ میرے پیچھے پڑے تھے" روتے ہوئے وہ ہچکیوں کے درمیان بمشکل بولی۔۔۔  
ارتضیٰ دو منٹ خاموش رہا۔۔

"کس طرح پیچھے پڑے تمہارے یہ۔۔۔ اور اس بھرے سناٹے دار جنگل میں تم اکیلی کیا کر رہی ہو۔۔۔ ابھی اگر کچھ ہو جاتا تو۔۔۔ ابھی وہ تمہارے ساتھ کچھ غلط کر جاتے تو۔۔۔۔۔"

اس سے آگے ارتضیٰ سے کچھ نا بولا گیا تھا۔۔۔۔

ایک لڑکی کی عزت بچانے کے لیے وہ ایک دم سے کتنا پازيٹو ہو گیا تھا کتنا کنزرویٹو ہو گیا تھا۔۔۔ خود بھی تو وہ یہ کر چکا تھا۔۔۔۔

"میں ---- میں ----"

وہ کس طرح اسے کچھ بتاتی -- ہچکیوں کے بیچ اس سے صرف یہ ہی بولا گیا تھا ----

اچھا چھوڑو اس کو ---- بھول جاؤ جو ہوا ---- مجھے یہ بتاؤ ---- تمہارا گھر کہاں ہے؟"

وہ تھوڑا سخت لہجہ اپنا گیا تھا جسکی وجہ سے وہ مزید سہم گئی تھی --- اپنے لہجے میں نرمی لا کر وہ دوستانہ انداز میں اس سہمی ہوئی لڑکی سے گویا ہوا تھا ----

"میرا کوئی گھر نہیں کوئی نہیں ہے میرا پلیز مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ یہ لوگ میری عزت نہیں

رہنے دیں گے؟" وہ گرگڑا رہی تھی پھر چہرے پر ہاتھ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی ----

ارتضیٰ کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ گاڑی سٹارٹ کر کے اپنے فلیٹ کی جانب چل - دیا

تھا ----

وہ اس لڑکی کو لے کر اپنے ساتھ اپنے فلیٹ پہنچ گیا -- جو اسے کچھ دن پہلے پاشا نے گفٹ دیا

تھا --- اس لڑکی کو اپنے بنگلے میں لے جانے کا مطلب دس سوالوں کا جواب دیئے کے برابر

تھا اس لیے وہ چپ چاپ اسے فلیٹ میں لے آیا تھا ----

"یہ میرا گھر ہے آجاؤ" لڑکی کے سوالیہ نظروں پر اس نے جواب دیا اور وہ اس کے پیچھے پیچھے اندر

آگئی ---

بائے تحریم فاطمہ۔۔

وہ اسکو لے کر اپنے ایک فلیٹ میں آگیا تھا۔۔۔ یہ فلیٹ پاشا نے اسے گفٹ کیا تھا۔۔۔

فلیٹ کا دروازہ کھول کے وہ دونوں اندر آئے تھے۔۔۔

"یہاں تم رہو گی اوکے"

وہ اندر جاتے ساتھ ہی لاونج میں رکھے ایک صوفے پہ دراز ہو گیا تھا جیسے بہت تھکا ہوا ہو۔۔۔

یہ دو کمروں کا ایک ویل فرنشٹ کشادہ فلیٹ تھا ایک طرف بڑا سا اسٹائش امریکن ڈیزائن کا کچن تھا جبکہ ایک طرف ٹی وی ایریا تھا۔۔۔ گیٹ کھلتے ہی ایک بڑا سا لاونج تھا جہاں اس وقت وہ

دونوں موجود تھے۔۔۔

"میں یہاں رہونگی"

وہ ایکدم سب بھول کے حیرت سے اس بڑے سفید ٹائلز والے فلیٹ کو دیکھتے ہوئے بولی

تھی۔۔۔ اسکی کانچ سی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔



"میں یہاں اکیلے نہیں رہونگی"

لگے ہی مجھے یہ جملہ اسکی زبان پہ آیا تھا۔۔۔۔

"ادھر آو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ارتضیٰ اسکی بات پہ کچھ سوچ کے دھاڑا تھا۔۔۔ وہ آرام سے صوفے پہ دراز دو تین کشنراپے سر کے نیچے لگائے سکوں سے تھا لیکن اتنی تیز دھاڑ سن کے اس لڑکی کا سکوں دفعہ ہو گیا تھا۔۔۔

"بیٹھو یہاں"

اسنے اپنے قریبی صوفے کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔

جہاں وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی قریب آکر بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔

"بلکل تم یہاں اکیلے ہی رہو گی۔۔۔۔"

ودھیرے سے اسکے چہرے کو فوکس میں لیے بولا تھا۔۔۔۔

"ا۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔ ن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی"

وہ اسکی بات سن کے ہکلائی تھی۔۔۔۔

"تو میں اس وقت تمہیں کہاں لے کر جاؤں۔

کیا چاہتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ اس فلیٹ میں اکیلا رہوں۔۔۔۔۔ تاکہ لوگوں کو باتیں بنانے کا

موقع مل سکے۔۔۔"

وہ پل بھر میں اس پہ غصے کی شدت سے چلایا تھا۔۔۔

"میرا وہ مطلب نہیں ہے۔۔۔ لیکن مجھے یہاں ڈر گئے گا۔۔۔ اکیلے رہنے سے ڈر لگتا ہے۔۔۔ پہلے بھی میرے ساتھ بہت کچھ ہو چکا ہے اب اکیلے خود کے وجود سے خوف آتا ہے۔۔۔ یہاں بھی وہ لوگ آجائینگے اور نا جانے میرے ساتھ کیا کیا کریں گے۔۔۔ اگر وہ آ گئے تو۔۔۔۔۔"

اس کے آگے اس سے سوچا نا گیا تھا اور وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کے رودی تھی۔۔۔

ارتضیٰ اچانک اس کے رونے سے پریشان ہو گیا تھا جب وہ کچھ دیر چپ نا ہوئی تو وہ اسکے کچھ قریب ہوا تھا۔۔۔

"لڑکی۔۔۔ یہاں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ مجھ پہ یقین کرو۔۔۔ یہاں کچھ ایس ویسا غلط  
نہیں ہوگا۔۔ تم اب مضبوط پناہوں میں محفوظ جگہ پہ ہو۔۔۔۔۔ تمہیں کوئی کچھ کہہ بھی نہیں  
سکتا صرف ارتضیٰ کریم کے علاوہ۔۔۔ اب تم اسکی دسترس میں ہو۔۔۔۔۔"

وہ اب نرم پڑا تھا۔۔ اسکا ڈر صحیح تھا۔۔

"اور اس فلیٹ میں جو کچھ ہوگا۔۔۔ وہ سب میرے علم میں ہوگا۔۔۔"

"کیسے آپ کے علم میں ہوگا" وہ ایکدم چونکی تھی۔۔۔

"زیادہ گہرائی میں نا جاو۔۔۔ جا کے چیلنج کرو۔۔۔۔۔ شاباش"

وہ اسکے سر اُپے کو بغور دیکھتا بولا تھا وہ اب تک ویسی ہی حالت میں تھی۔۔

"یہاں سے رائٹ ساڈ پہ میرا روم ہے وہاں سے کچھ بھی جو صحیح مناسب لگے شاور لے کر پہن

لو۔۔۔۔ میں کھانا منگوا رہا ہوں۔۔۔"

وہ اسکو گاڈ کرتا اپنے موبائل پہ آرڈر دیئے لگا تھا جب کہ وہ اٹھ کے چلی گئی تھی

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد وہ دوبارہ لاونج میں آئی تھی۔۔۔۔۔

ارتضیٰ کی پہلی نظر اس پہ پڑی تھی۔۔۔۔

ارتضیٰ کی بلیو شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ارتضیٰ کی دی ہوئی جیکٹ وہ پہنی ہوئی تھی نم بال اسکی

پشت پہ بکھرے ہوئے تھے جبکہ چہرہ اب فریش تھا۔۔۔

"نام کیا ہے تمہارا" وہ اسکی نظروں سے کنفیوز ہوتی اپنی جگہ واپس آگئی تھی جب ارتضیٰ نے اس

سے دریافت کیا تھا۔۔

"و۔۔۔ وریشہ۔۔۔۔۔"

"بہت گڈ نیم ہے۔۔۔۔"

اسے پسند آیا تھا۔۔۔

"اب تو خوف نہیں لگ رہا۔۔۔ دیکھو وریشہ تم یہاں سیف ہو۔۔ اب تم جب تک چاہو سکون

سے رہ سکتی ہو یہاں۔۔۔۔"

وہ آرام سے بولا تھا۔۔۔

"آپ کا نام کیا ہے" وہ اسکی بات نظر انداز کر کے بولی تھی۔۔

"I am Irtizakareem"

وہ مسکرا کے بولا تھا اسکے لہجے میں غرور تھا۔۔۔

"اچھا چلو کھانا کھاتے ہیں۔۔۔"

بیل کی آواز پہ وہ جگہ سے اٹھا تھا ڈیلیوری بوائے آڈلے کر آچکا تھا۔۔

کھانے کے دوران وہ اسکو دیگر باتیں سمجھاتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اسکا کافی اعتماد بحال کرچکا

تھا۔۔۔۔

ڈھیروں ہدایت دے کر وہ اسکو خدا حافظ کہہ کے جاچکا تھا۔۔۔



ارتضیٰ کے جانے کے بعد اسنے پورے فلیٹ کا کھڑے کھڑے جائزہ لیا تھا۔۔۔ یہ دو کمروں کا فرنشٹ فلیٹ تھا جس کے ایک طرف بڑا سالونج اور ایک کچن تھا جبکہ ڈائنگ ایریا الگ سے تھا۔۔۔ کمروں سے منسلک بالکونی فلیٹ کی خبصورتی میں اضافہ کر رہی تھی۔۔۔

ارتضیٰ کے بقول اسے معلوم ہوا تھا کہ یہ فلیٹ اسکے باس نے اسے کامیابی کے بعد اسے گفٹ کیا تھا۔۔۔۔۔

گھر آکر وہ اماں کے کمرے میں جھانک کے اپنے کمرے کی طرف چل دیا تھا۔۔۔۔۔

رات زیادہ ہو چکی تھی۔۔۔ باتھ لے کر وہ بیڈ پہ ڈھے سا گیا تھا۔۔۔۔۔

ابھی بھی وہ وریشہ کے بارے میں سوچ رہا تھا اسے تو وہ تسلی دے کر آگیا تھا لیکن خود تھوڑا کنفیوز تھا۔۔۔۔۔ نیچر کے حساب سے وہ اسے کافی خوفزدہ ڈرپوک اور سیدھی معصوم سی لگی تھی۔۔۔۔۔ وہ ایسی تھی کہ اسے کوئی بھی آسانی سے ٹریپ کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

کافی دیر کے سوچنے کے بعد وہ ایک فیصلے پہ پہنچا تھا۔۔۔۔۔

اور شاید یہ فیصلہ اسکے لیے اور وریشہ کے لیے خاصہ فائدہ مند تھا۔۔۔۔۔

یہ ہی سب سوچتے سوچتے وہ کب نیند کی وادیوں میں کھویا اسے معلوم نا ہوا تھا۔۔۔۔۔

"بیٹارات کو کہاں تھے۔۔۔؟

میں نے کتنی دیر تمہارا انتظار کیا۔۔۔ کال بھی کی تمہیں لیکن تم نے اٹھائی ہی نہیں"

وہ اس وقت ناشتے کی ٹیبل پہ اماں کے ساتھ بیٹھناشتے سے لطف اندوز ہو رہا تھا ابھی وہ پڑاٹھے کا نوالہ منہ میں رکھنے ہی لگا تھا جب اماں نے اسے سوال کیا تھا۔۔۔

"اماں رات میں بہت مصروف رہا۔۔۔ تب ہی دیر ہو گئی۔۔

شاید موبائل آف ہو گیا تھا میرا"

وہ چائے کی سپ لیتا بہت آسانی سے ہوا بولا تھا۔۔۔

"اچھا۔۔۔ آج جائے گا کام پر"

یہ انکا دوسرا سوال تھا۔۔

"ہاں اماں بس ناشتہ کر کے نکلتا ہوں۔۔۔۔"

وہ اب جلدی جلدی ناشتہ کرنے لگا تھا۔۔۔۔ کیونکہ اسکو بہت سے کام سرانجام دیئے تھے۔۔۔

ناشتے کے بعد وہ گاڑی کی چابیاں اٹھاتا شہر کے بڑے شاپنگ مال میں آگیا تھا۔۔ آجکل پاشا کی طرف سے وہ فارغ تھا جب سے اسنے لڑکیاں باہر ٹرانسفر کروائیں تھیں تب سے وہ پاشا کی آنکھوں کا تارہ بن گیا تھا یہاں تک کے اب اسکی آنکھوں کی چمک کا زریعہ بھی ارتضیٰ کریم تھا۔۔۔۔۔

شاپنگ مال آنے کا ارادہ اسکا صرف شاپنگ کرنے کا تھا۔۔۔ وہ کچھ شاپنگ وریشہ کے لیے کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ رات بھی اسے ارتضیٰ کے کپڑے پہننے پڑے تھے۔۔۔۔۔

بلیک جینز اور براون ٹی شرٹ میں ملبوس وہ کافی ہینڈسم لگا رہا تھا اسکے کسرتی سفید بازو صاف آدھی آہستینوں کے باعث صاف واضح ہو رہے تھے جبکہ اسکی جسامت ہاف ٹی شرٹ میں اچھی خاصی نمایاں تھی۔۔۔۔۔ جیل سے بال سیٹ کیے چہرے پہ ہلکی سی شیو لیے وہ بہت پروجاہت لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

ایک لیڈیز شاپ میں جا کر وہ طرح طرح کے کئی ڈریس ایک جیسے لے چکا تھا بس کلرز کا فرق تھا اسے لیڈیز شاپنگ کا کوئی خاص تجربہ نہیں تھا لیکن پھر بھی کافی حد تک وہ چیزیں لے چکا تھا۔۔۔۔۔

بالے در شہوار ملک۔

وہ سب کچھ لے کر اس اپارٹمنٹ میں گیا۔۔ وہ جاتے ہوئے باہر سے لاک کر گیا تھا۔۔

لاک کھول کر اندر آیا تو اندر خاموشی تھی۔۔

"وریشہ وریشہ" چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا ارتضیٰ کی آواز پر جب وریشہ نے جواب نہیں دیا تو اس نے

دروازا ناک کیا بیڈ روم کا دو تین بار ناک کرنے پر اسے وریشہ کی نیند میں ڈوبی آواز آئی۔۔

"جی کون۔۔" وہ کہتے ساتھ اٹھ گئی۔۔ جب انکھ کھولی تو خود کو نرم بیڈ پر پایا تو فوراً کھڑی

ہو گئی۔۔

پھر اسے یاد آیا اس کے ساتھ کیا ہوا تھا اور وہ کہا ہے۔

پھر باہر موجود انسان کا سوچا۔۔

"ک ک کون ہو سکتا ہے۔" وہ اب آہستہ آہستہ چل کر دروازے کے پاس آئی۔۔

"ورشہ دروازا کھولوں۔" ارتضیٰ نے سرد مہری سے کہا۔۔

ورشہ نے جلدی سے دروازہ کھول دیا۔۔

"تمہیں وقت کا پتا ہے دوپہر کے دو بج رہے ہیں اور تم سو رہی ہو۔۔۔" دروازا کھولنے ہی ارتضیٰ

اس پر غصہ ہوا۔۔ وہ ڈری سہمی سی باہر آئی۔۔



"اب ڈر کیوں رہی ہو تم ورشہ بی بی مجھے سخت الجھن ہوتی ہے ڈرپوک لڑکیوں کو دیکھ کر۔۔۔ جا کر ان میں سے کچھ پہن لو اور میں کھانا بھی لایا ہو اور کچھ گروسری بھی کرایا ہوں ویلے تو کچن میں سب موجود ہے اور فریج میں بھی ہر چیز ہے لیکن میں پھر بھی ایک دو چیزیں لے آیا ہوں۔۔۔"

"ارتضیٰ اپنے ہاتھ میں پکڑے شوپنگ بیگزا سے تمھارے ہونے لانچ میں پڑے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔۔۔"

ورشہ پہلے اسے دیکھتی رہی پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگز لیے پھر اندر چلی گئی۔۔۔

آدھے گھنٹے میں وہ باہر آئی تو وہ نہائی ہوئی اور بلیک اینڈ بلیو کنٹراس میں بے شلوار قمیض میں تھی۔۔۔ اور گلے میں پھلا کر ان کپڑوں کا دوپٹہ لیا ہوا تھا

ارتضیٰ نے اسے دیکھ کر کچن کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

وہ چپ کر کہ وہاں چلی گئی۔۔۔

"مجھے جانا چاہیے ہے مناسب نہیں دیتا ہم دونوں محرم ایک چھت پر ساتھ رہے۔" ارتضیٰ سوچتا ہوا اٹھ گیا۔۔۔

"میں شام میں آؤں گا تیار رہنا تمھارے لیے سینڈلز اور سلپرز لینی ہیں۔۔۔" ارتضیٰ بنا اسے دیکھے بنا اس کا جواب سنے چلا گیا اور پھر باہر سے لاک کر گیا۔۔۔

"وہ مجھے دوبارہ نہیں ملی کہاں گئی ہوگی۔۔" گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اسے وہ پین والی یاد آگئی جس کی اس نے مدد کی تھی۔۔ چہرے پر دلکش مسکراہٹ لیے وہ ڈرائیو کرتا ہوا شعیب کے پاس جا رہا تھا۔۔ وہ جو فیصلہ کر چکا تھا اس کے لیے وہ شعیب سے لازمی بات کرنا چاہتا تھا

!.....!.....!

"تو پاگل ہو گیا ہے کیا۔۔" ارتضیٰ کی بات سن کر شعیب اچھل پڑا۔۔

"نہیں یار میں پاگل نہیں ہوا لیکن اس طرح ہمارا ہی فائدہ ہے تو اگر پاشا سے بات نہیں کر سکتا تو ٹھیک ہے میں خود کر لوں گا۔۔" ارتضیٰ کہتا ہوا اٹھ گیا وہاں سے۔۔

"پاشا کسی لڑکی کو نہیں لے گا اسے جو ان خوبو لڑکے چائے ہوتے ہیں۔۔ ایک لڑکی کیسے کسی لڑکی کو اغوا کر سکتی ہے۔۔" شعیب نے جھنجھلا کر کہا۔

"یہ میرا کام ہے تمہارا نہیں" ارتضیٰ نے غصے سے شعیب کو دیکھا۔۔۔

شعیب کو حیرت ہوئی ارتضیٰ کو اتنے غصے میں دیکھ کر۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتا ارتضیٰ جاتے جاتے رکا۔۔

اور مڑ کر ایک مکا اس کہ منہ پر رسید کیا۔۔

"آج صرف ایک مکا مار رہا ہوں اگر آئندہ میری بہن کی طرف گندی نظر سے دیکھا تو چیر کر رکھ دوں گا۔۔" کافی دیر کا غصہ لاوا بن کر نکلا۔۔

"اچھا اپنی بہن پر بات ائی تو عزت غیرت جاگ گئی دوسروں کی بہنوں کے ساتھ جو کر رہے ہو وہ کیا۔۔" ہونٹ کے پاس سے نکلتے خون کو انگلیوں کی پورو پر چن کر شعیب نے کہا۔۔

"وہ لڑکیاں خود آتی ہیں اپنے ماں باپ کی عزت پامال کر کے۔۔ اتنی غیرت والی ہوتی نا تو کسی مرد سے ملنے اکیلے نا آتی نا ہی اپنے ماں باپ کو جھوٹ بول کر لڑکوں کے ساتھ عیاشی کرتی۔۔ جو عورت عزت دار ہوتی ہے نا شعیب وہ ایسے مردوں کے منہ پر تھوکتی ہے نا کہ ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوتیں ہیں۔۔۔ مجھے مجبور یوں نے یہاں پہنچا دیا ورنہ میں ایسا نہیں تھا۔۔۔" ار ترضیٰ تیش میں آگیا تھا اور غصے میں بہت کچھ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

!.....!

پاشا کہ ویٹنگ روم میں وہ کتنی دیر سوچتا رہا کہ وہ کیسے بات کرے گا۔۔ اسے پاشا سے بات کرنے کا خوف نہیں تھا لیکن اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے بولنے کو۔۔

"واہ جناب آج تو بڑے پریشان لگ رہے ہیں۔" پاشا ویٹنگ روم میں آیا تو ار ترضیٰ کو گہری سوچ میں پا کر بولا۔۔

"نہیں۔۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ آو بیٹھوں پاشا۔۔۔" ارتضیٰ جلد ہی اپنے پورانے روپ میں اگیا۔۔۔ دو ٹوک انداز لیے ہوئے وہ پاشا کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

"ہمم اچھا بولو۔۔۔" پاشا بھی اپنی شوخی نظروں کو مدلل کر کہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔

"مجھے ایک لڑکی کو ایڈ کرنا ہے اپنے ساتھ۔۔۔" ارتضیٰ نے لاپرواہی سے کہا اور سامنے پڑا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔۔۔

"کیا۔۔۔" پاشا ایک دم سیدھا ہوا اور اجنبیت سے ارتضیٰ کو دیکھا۔۔۔ اسے اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں لگی۔۔۔

"میں تمہارے کسی جواب کا پابند نہیں ہو پاشا۔۔۔ میں اپنی بات کر چکا ہو۔۔۔۔۔ مجھے کچھ چیزیں چاہیے ہیں۔۔۔ میں میسج کر دوں گا مجھے کل تک مل جائیں سب۔۔۔" پاؤں پر پاؤں جمع کر ارتضیٰ نے گلاس میں موجود مشروب کا دوسرا سپ لیا۔۔۔۔۔

"تم آج میری برداشت سے باہر ہو رہے ہو ارتضیٰ کریم میں ہر گز تمہیں اجازت نہیں دوں گا اس بیوقوفی کی۔۔۔۔۔ میں کسی لڑکی کو نہیں زمے داری دے سکتا یہ صفت نازک بہت کمزور ہوتیں ہیں۔۔۔ اگر کل کہی پکڑی گئی۔۔۔ تو سب اگل دیں گی میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔۔۔



"پاشا غصے سے اٹھ کر بولا اور باہر کی طرف چل پڑا۔۔۔ لیکن ارتضیٰ کے قہقہے نے اس کے قدم منجمد کر دیے۔۔۔"

"ہا ہا ہا ہا ہا ٹھیک ایک ہفتے بعد تمہیں اپنے کلمے الفاظ کھوکھلے گئے گئے۔۔۔ صفت نازک کمزور ضرور ہے لیکن بزدل اور ڈرپوک نہیں۔۔۔ بس ٹریننگ کا فرق ہوتا ہے جو جیسا اسے بنادے۔۔۔۔۔ مجھے کل تک سب مل جائے۔۔۔" دو ٹوک بات کرتا ہوا وہ کھڑا ہو گیا۔۔۔ سفید شلوار قمیض کے اوپر واسکٹ پہنے وہ دبنگ سا چلتا ہوا باہر نکل گیا پاشا کا سرخ ہوتا چہرا اس کی چال پر چار چاند لگا گیا۔۔۔ چہرے پر مسکراہٹ لیے وہ نکل گیا۔۔۔

پاشا دھول ہی چاٹتا رہ گیا ہمیشہ کی طرح۔۔۔

"یہ چھوڑا مجھے کسی مصیبت میں ڈال کر رہے گا۔۔۔" پاشا غصے سے کہتا ہوا واپس اپنے آرام گاہ میں چلا گیا۔

!.....!

ارتضیٰ کے جانے کے بعد شعیب غصے سے اپنے گھر کو چلا گیا۔۔۔ گھر جا کر بھی اس کا غصہ کم نہ ہوا تو اس نے فیصلہ کیا وہ ارتضیٰ کو اس کے کیمے کی سزا دے گا۔۔۔۔۔

اس وجہ سے اس نے سوچ لیا وہ۔۔۔ اس دفعہ۔۔۔ خود سب دیکھے گا۔۔۔ ارتضیٰ کو اب مکھی کی طرح باہر نکال پھینکے گا۔۔۔۔۔

لیکن یہ صرف اس کی سوچ تھی ارتضیٰ کو کوئی نہیں اتنی آسانی سے نکال سکتا تھا۔۔

!.....!

باہر آکر اس نے میسج ٹائپ کیا۔۔

"مجھے کچھ گنز اور ٹریننگ میں استعمال ہونے والی چیزیں چاہیے ہیں میرے فلیٹ کے سامنے  
بے گراؤنڈ میں پہنچا دینا لال صبح آٹھ بجے میں وہی ملوں گا۔" میسج سینڈ کر کہ وہ گاڑی میں بیٹھ  
گیا۔۔ اور فلیٹ کی طرف چل ہڑا اسے ورشہ کو شاپنگ پر لے کر جانا تھا۔۔۔

فلیٹ پر پہنچ کر اسے کچھ یاد آیا تو وہ گھر کچ چلا گیا۔۔

گھر آیا تو سب کھانے کے میز پر تھے۔۔

"مہوش۔۔۔" اندر آتے ہی اس نے مہوش کو آواز دی اور کچن میں ہاتھ دھونے چلا گیا۔۔

"جی بھائی۔۔" مہوش فوراً اٹھی اور کچن میں آئی۔

"کھانا کھا لو تو میرے ساتھ چلو میری ایک کولیک ہیں اسلام آباد سے آئی ہیں۔۔ تو سرنے کہا ہے  
انہیں لے جائے ان نے کچھ بازار سے لینا ہے مجھے ایسے اکیلے لے جانا اچھا نہیں لگ رہا تم تیار  
ہو جاؤ ساتھ جانے کو۔۔" ہاتھ دھو کر تولیے سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔۔۔۔

پھر باہر اگیا۔۔ مہوش نے کچھ نا کہا وہ عبا یا پہنے کمرے میں چلی گئی۔۔  
"اور بچو سب سیٹ ہے امن ہے۔۔" سب کو کھانا کھاتا دیکھ کر ارتضیٰ نے کہا۔۔  
"جی بھائی امن ہی امن ہے۔" رابعیہ فوراً بولی۔۔

"اچھا اچلو کھانا کھا کر سو جاؤ۔۔ اور علی میں جو کہتا ہوں اس کو سنا کرو اندر لاک کر کہ سونا ہمیں دیر بھی ہو سکتی ہے۔۔ اور مہوش تم بھی پوچھ لو ان سب سے جو چاہئے ہے ہم لے آئے گے شاپنگ پر لے کر جا رہا ہوں۔۔" سامنے سے اتی مہوش کو دیکھ کر ارتضیٰ نے کہا اور خود باہر نکل گیا۔۔

مہوش بھی اس کے پیچھے اگئی۔۔

!.....!

"تم بیٹھو میں اسے لے کر آتا ہوں۔۔ اور لاک کر کے بیٹھنا گاڑی۔۔" فلیٹ پر پہنچ کر ارتضیٰ نے مہوش کو تاکید کی اور خود اوپر چلا گیا۔۔

فلیٹ کا لوک کھولنے کے بعد اس نے ناک کیا۔۔ ورشہ ٹی وی لانچ میں ہی تھی۔۔  
"جی آجائے۔۔" ورشہ ایک دم سیدھی ہو گئی اسے پتا تھا کون ہے۔۔ وہ جانے کے لیے کب سے تیار تھی۔۔

"چلیں۔۔" ارتضیٰ نے وہیں کھڑے کھڑے کہا۔۔

"جی۔ ایسے۔۔۔" ورشہ کو عجیب سا لگا ایسے ہی باہر جانا۔۔

ارتضیٰ نے ابو اچکا کر اسے سر تا پیر دیکھا۔۔

وہ اسی کے لائے پریل رنگ کی قمیض کے نیچے بلیک شلوار میں تھی۔۔۔ ٹوپیس سوٹ تھا اس نے اپنے اوپر اپنی پرانی پھٹی چادر ڈالی ہوئی تھی اور پیر پر بھی ٹوٹی جوتی تھی جو وہ پہن کر آئی تھی

--

ارتضیٰ کھے بنا اندر آیا اور روم میں چلا گیا تھوڑی دیر بعد جب آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک گرم بلیک چادر تھی۔۔

"یہ اوڑھ لو۔۔" ارتضیٰ اس کی طرف چادر رکھتے باہر جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

"میں کوئی شریف لڑکا نہیں ہوں لیکن تم ایک شریف لڑکی ہو۔ اس وجہ میں گریز کر رہا ہوں تمہارے سامنے رکنے سے۔۔" وہیں کھڑا ہوا وہ بولا۔۔

ورشہ نے کچھ نا کہا اور اس چادر کو اپنے گرد لپیٹ کر وہ باہر آ گئی۔۔۔

"گاڑی میں میری بہن بیٹھی ہے۔ اسے میں نے کہا ہے اپ کو لیک ہیں میری اسلام آباد سے آئی ہیں۔۔۔" سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ارتضیٰ نے اسے بتایا۔۔



ورشہ نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

نیچے آئی تو آگے گاڑی میں ارتضیٰ کی بہن کو سلام کیا۔۔

"السلام و علیکم۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔" مہوش نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔ وہ پیچھے بیٹھ گئی۔

ارتضیٰ نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔

ارتضیٰ نے ریورس کرنے کے لیے تھوڑا باہر نکل کر دیکھا۔۔ اسی وقت کسی نے مہوش کی آکر

اس پر پستول تانی۔۔۔

مہوش نے اپنی طرف کاشیشہ ابھی ہی نیچے کیا تھا۔۔۔ باہر کچھ پھینکنے کے لیے۔۔ اسی وقت کسی نے آکر اس پر پستول تانی۔۔

"ہوشیاری نہیں جو بھی ہے دو۔۔"

مردانہ آواز سن کر ارتضیٰ ایک دم سیدھا ہوا۔۔

اور اس طرف دیکھا جہاں سے آواز آئی تھی۔

"جی بھائی۔۔" ارتضیٰ تھوڑا سا آگے ہوا۔۔

ارتضیٰ کو دیکھ کر آنے والا چونکا پھر اس کے چہرے پر خوف تاری ہوا اور وہ دم دبا کر بھاگا۔۔

اس کی حالت دیکھ کر ارتضیٰ زیر لب مسکرایا۔۔ اور سیدھا ہو کر گاڑی اسٹاٹ کی۔۔

"بھائی یہ ایسے ڈر کر بھاگا کیوں۔۔" مہوش کو حیرت ہوئی۔۔

"باہا ہا میں خود حیران ہوں ویسے تمہارے بھائی کی پر سنیلیٹی ہی ایسی ہے چور بھی ڈر کر بھاگ

جاتے ہیں۔۔" گاڑی کو پارکنگ ایریا سے نکالے ہوئے ارتضیٰ نے مسکرا کر کہا۔۔

"ویسے کہہ تو ٹھیک رہے ہیں۔۔۔۔۔ ماشاء اللہ سے بڑی ڈیشنگ پر سنیلیٹی ہے آپ کی۔۔ اسانظر

بد سے بچائے۔۔" مہوش نے ارتضیٰ کے شولڈر کو ہاتھ لگا کر کہا۔۔۔

"جی" ارتضیٰ اب خاموشی سے گاڑی چلانے لگا۔۔

ورشہ پیچھے بیٹھی۔۔ سوچتی رہی کہ اس شخص کہ تاثرات کیوں ایسے ہو گئے تھے جیسے اس کے

وجود سے کسی نے روح کھینچ لی ہو۔۔ پھر اسے تھوڑی دیر پہلے ارتضیٰ کہ کھے لفظ یاد آئے۔۔

اس نے گہری سانس لے کر سر جھٹک دیا۔

\*\*\*\*\*

از قلم در شہوار ملک

وہ غصے سے گاڑی چلاتا ہوا ایک مال کے سامنے رکا۔۔

بیک ویو مرر سے اس نے وریشہ کو دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔۔۔

مہوش اور وریشہ گاڑی سے اترے تو ارتضیٰ نے انہیں اندر جانے کا اشارہ کیا اور خود گاڑی پارک کرنے چلا گیا۔

گاڑی پارک کر کہ وہی رکا اور سامنے ڈیش بورڈ پر رکھا اپنا موبائل اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔  
دو تین بیل کے بعد کال اٹھا لی گئی۔۔

"یہ تمہارے بندے کیا کرتے پھر رہے ہیں۔۔۔ ہاں۔۔۔" کال اٹھاتے ہی ارتضیٰ مقابل پر چیخ پڑا۔۔

"کیوں ایسا بھی کیا کر دیا میرے بندوں نے۔" مقابل بھی ارتضیٰ کی طرح دھاڑا۔۔

"کیا تمہیں نہیں پتا ان نے کیا کیا ہے۔۔۔ میری فیملی میری جان ہے ان کو زرا سی بھی کسی نے خیراج پہنچائی تو میں اسے دوزخ تک پہنچا کر آؤں گا۔۔۔ سمجھ ائی تمہیں اور تمہارے ساتھی کو۔۔۔" ارتضیٰ نے غصے سے کال کاٹ دی۔

کال کاٹ کر وہ بھی ان کے پاس آگیا سامنے ہی ایک شوپ پر دونوں کھڑی تھیں۔

ارتضیٰ نے کچھ نہیں کہا۔۔۔ بس چپ کر کہ دیکھتا گیا۔۔

کچھ کپڑے اور جوتوں کہ بعد وہ ان دونوں کو کھانے کے لیے ایک ریسٹورنٹ کی طرف لے چلا۔۔

"مجھے گھر جانا ہے ارتضیٰ۔۔" وریشہ نے گاڑی کہ رکھے ہی کہا۔

"سہی۔۔" ارتضیٰ نے کوئی بھی سوال کیے بغیر واپسی کے لیے گاڑی موڑ دی۔

مہوش بھی خاموش رہی۔۔

وہ پورے راستے باہر آتے جاتے لوگوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔

جب اپنی مطلوبہ جگہ پر گاڑی رکی تو وہ جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر اتر گئی۔۔

اس کی اس حرکت پر ارتضیٰ کو غصہ آیا لیکن وہ چپ رہا۔

"تم بیٹھو میں سامان رکھوا کر آیا۔" ارتضیٰ کہنے کہ بعد اتر گیا اور سامان نکال کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔۔

ایک پل کو اسے لگا کہ وہ رو رہی ہے لیکن اپنی سوچ کو جھٹک کر اس نے لاگ کھولا۔۔ سامان

اندر رکھا اور کچھ بھی کہے بنا باہر جانے لگا۔۔ کہ اچانک وریشہ۔۔ بھاگ کر ارتضیٰ کہ سینے سے آ

لگی۔۔ ارتضیٰ جھٹکا کھا کر پیچھے ہوا۔

"یہ کیا۔۔" اس سے پہلے ارتضیٰ کچھ بولتا وہ پھر اس کہ سینے سے لگ گئی۔۔



"مجھے چھوڑ کر مت جاؤں پلیز۔" اب کی بار وہ رو بھی رہی تھی۔

"دیکھو وریشہ۔۔ تم سو جاؤں ابھی میں صبح آؤ گا۔۔" ارتضیٰ نے لہجے کو سخت کر کے کہا اور اسے خود سے دور کیا۔۔

وریشہ کو بھی احساس ہوا ڈر اور خوف کہ مارے وہ ایک سنگین غلطی کر بیٹھی ہے۔۔

وہ خاموشی سے کمرے میں چلی گئی۔۔

ارتضیٰ بھی باہر آگیا۔۔

!.....!

وہ پورے راستے اسی کہ بارے میں سوچتا رہا۔۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا کمرے میں چلا گیا۔ صبح اسے وریشہ کو بہت کچھ سیکھانا تھا۔۔

!.....!

صبح اپنے وقت پر اٹھ کر وہ وہاں پہنچ گیا۔۔

دروازا کھولا تو وریشہ سامنے ہی صوفے پر ڈھیر تھی۔۔

پہلے وہ اگے جا کر اسے اٹھانے لگا پھر رات کا واقعہ یاد آیا تو باہر جا کر بیل کرنے لگا۔۔

وہ جو ارتضیٰ کہ جانے کہ بعد باہر آکر سو گئی تھی۔۔

بار بار بیل بجنے پر اٹھ گئی۔۔

سامنے دیکھا تو ارتضیٰ کھڑا تھا۔

"آپ کب ائے۔۔" متورم آنکھوں کو رگڑتے ہوئے وہ جلدی سے کمرے کی طرف گئی۔۔

"ارتضیٰ اس کی اس حرکت پر مسکرا گیا۔۔ اور صوفے پر بیٹھ کر اس کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔۔ اتنے میں اس کے موبائل پر میسج آیا۔

"آپ کی مطلوبہ چیزیں۔۔ بھیج دی گئی ہیں۔"

میسج پڑھ کے وہ اٹھ کر چلا گیا۔۔ دروازہ لاک کر کے۔۔

آدھے گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تو وریشہ اس کے انتظار میں بیٹھی تھی۔

"چلیں۔۔" ارتضیٰ نے اس کی دھلی دھلی نکھری رنگت کو دیکھا۔۔ وہ بلاشبہ ایک حسین لڑکی تھی

۔۔۔۔ یا آج اسے لگ رہی تھی۔۔

اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ کر ارتضیٰ نے وریشہ کی طرف دیکھا۔۔

"زندگی کے اس نئے سفر کو شروع کرنے سے پہلے میں تمہیں کچھ باتوں سے آغا کرنا چاہتا

ہوں۔"

ارتضیٰ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔۔

!.....!

"اب میں دیکھتا ہوں اسے کیسے اگے جائے گا۔۔ میں لایا تھا نا اسے اب دیکھ ارتضیٰ تیرا پتا بھی

میں ہی کاٹوں گا۔۔" وہ تیز رفتاری سے چلتا ہوا۔۔ راہداری پھلانگ کر اندر چلا گیا۔

یہ بھی سوچے سمجھے بغیر وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرنے جا رہا ہے۔۔

!.....!

"ہم ان لڑکیوں کو بازیاب کروا کر رہے گے۔۔ چاہے مجھے ہی کیوں نا جانا پڑھ جائے۔۔" اسوہ

لیزا کہ سامنے والی کرسی پر اکر بیٹھ گئی۔۔ اس وقت کمرے میں وہ دونوں تھی۔۔ دس منٹ

بعد انہیں ارحم کہ ساتھ جانا تھا اس گھر میں جہاں لڑکیوں کو قید کیا ہوا تھا۔

"انشاء اللہ ضرور لیکن۔۔ اسوہ ہمیں جذبات سے نہیں عقل سے کام لینا ہوگا۔۔ کیونکہ وہاں

کوئی ایک نہیں کافی لوگ ہونگے۔۔" لیزا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ارحم انہیں لینے گیا۔

"وقت کم ہے ہمارے پاس۔۔ ان کا ایک بندہ وہاں آنے والا ہے جو سب کو دیکھ کر اوکے

کرے گا اور سب شپس روانہ ہو جائے گی۔۔ ہمیں اس سے پہلے وہاں پہنچنا ہے۔" ارحم کہہ کر

باہر چلا گیا۔۔

لیزا اور اسوہ بھی اس کے ساتھ باہر آ گئی۔

!.....!

جیسے ہی شعیب نے اندر چھلانگ لگائی ایک دم پولیس کا سائرن بجا اور اس پر سپوٹ لائٹ ڈالی گئی۔۔

"اچھے ہاتھ اوپر کر لو پولیس نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔۔" ایک زوردار آواز اس کے کان سے ٹکرائی۔۔ وہ ایک دم سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔

پھر ایک ایک کر کے سب لڑکیوں کو ویگن میں بیٹھا کر روانہ کیا اور شعیب اور اس کے ساتھیوں کو آرمی کی گاڑی میں بیٹھا کر بھیج دیا۔۔

ارحم لیزا اور اسوہ بھی روانہ ہو گئے۔۔۔

!.....!

"وریشہ میں برا انسان نہیں تھا۔۔" اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ کہنا شروع ہوا۔۔

وریشہ اس کے سامنے بیٹھی بخور اسے سن رہی تھی۔۔

کچھ دیر وہ چپ ہوا شاید آنکھوں میں اٹی نمی کو چھپا رہا ہو۔ پھر گہرا سانس لے کر۔۔ وریشہ کو دیکھنے لگا۔



"کبھی کبھی وقت اور حالات ایسے ہو جاتے ہیں نا وریشہ بندانا چاہ کر بھی وہ سب کر دیتا ہے جس پر اس کا ضمیر بھی راضی نا ہو۔۔۔ دل پر ایک بوجھ سا ہے میرے۔۔۔ بس میری بہنوں کی شادی ہو جائے میں یہ سب چھوڑ کر چلا جاؤں گا بہت دور۔۔۔ خیر وریشہ۔۔۔ تین سال پہلے میں صرف ارتضیٰ کریم تھا۔۔۔ وہ ارتضیٰ کریم جو حق حلال کی کھا کر بڑا ہوا جس کہ باپ نے فاقہ کرنا زیادہ بہتر جانا رشوت سے۔۔۔ لیکن میں۔۔۔ وریشہ۔۔۔ میں۔ ایک اچھے باپ کا برا بیٹا ہوں۔۔۔ میرے گھر والے میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے اور مجھے امید ہے تم بھی کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

گہرا سانس لے کر اس نے گاڑی کی سیٹ سے ٹیگ لگالی۔۔۔  
میں انٹرویو دیئے گیا ہوا تھا اس دن۔۔۔۔۔ وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولنے لگا۔۔۔  
!.....!

## Flash back

گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا ایک کے بعد ایک عورت اندر جا رہی تھی ارتضیٰ کے قدم من من کے ہو گئے تھے۔۔۔ ایک قدم بھی اٹھانا مشکل ہو گیا اس کے لیے۔۔۔۔۔ جتنی جلدی اس سے ہو سکتا تھا وہ گھر میں داخل ہوا سامنے اس کی بہن مہوش کھڑی تھی ارتضیٰ کو دیکھ کر وہ اس کے سینے سے جا لگی

"بھائی بابا..... بھائی بابا ہمیں چھوڑ گئے" مہوش کے منہ سے نکلے لفظ تھے یا بزم۔۔۔۔۔ ارتضیٰ دو قدم پیچھے ہوا اور اس کے ہاتھ میں پکڑی فائل گر گئی سارے صفحے ہوا میں اڑنے لگے وہ لڑکھڑاتے قدموں سے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ جہاں کریم صاحب کی میت تھی رخصانہ ارتضیٰ کو دیکھ کر ایک دم کھڑی ہو گئی اور ارتضیٰ کے سینے سے جا لگی۔۔۔۔۔

"یہ دیکھو ارتضیٰ تمہارے ابا ہمیں چھوڑ گئے ہیں" ارتضیٰ نے رخسانہ کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔ رخسانہ ارتضیٰ کی ویران آنکھوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔۔۔۔۔ ارتضیٰ نے رخسانہ کو خود سے دور کیا اور کریم کی میت کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

"بابا یہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں صبح آپ کو ٹھیک چھوڑ کر گیا تھا پھر کیسے۔۔۔۔۔" ارتضیٰ نے  
ٹوٹے لہجے میں کہا۔۔۔ "بابا آپ نے کہا تھا نہ مجھ سے۔۔۔ آج۔۔۔ کہ شام میں مجھے مکینک کے  
پاس لے جانا آپ کی بائیک خراب ہو گئی ہے۔۔۔ تو بابا آپ نے میرا انتظار کیوں نہیں کیا۔۔۔  
کیوں چلے گئے چھوڑ کر ہاں بابا کیوں میں آتا تو ہم چلتے نہ آپ نے وعدہ کیا تھا آج ہم جائیں گے  
۔۔۔" ارتضیٰ بری طرح رونے لگا خاموش کمرے میں اس کے رونے کے آواز گھونچ رہی تھی۔۔۔  
"رخسانہ اسے سنبھالو مرد کو اس طرح نہیں رونا چاہیے" میت والے کمرے میں موجود ایک  
عورت نے کہا۔۔۔

"کیوں مرد کو دکھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ کیا مرد کا دل پتھر کا ہوتا ہے" ارتضیٰ نے ایک دم غصہ سے کہا پھر وہ خود ہی چپ ہو گیا۔۔۔

"مردوں کے آگے بین کرنے سے مردے کو ہی تکلیف ہوتی ہے" بہت پہلے سنا جملہ پھر سے ارتضیٰ کے کان سے ٹکرایا ارتضیٰ اٹھ کر بیٹھ گیا کسی سے کوئی بات نہیں کی اور اٹھ کر باہر چلا گیا باپ کے تدفین کا معاملہ نمٹایا اور اس کے بعد وہ گھر آیا۔۔

- رخصانہ اپنے کمرے میں تھی بچے وہیں سو گئے تھے ارتضیٰ بھی رخصانہ کے گھٹنے پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔ رخصانہ ارتضیٰ کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی

"صبح تمہارے جانے کے بعد میں انتظار کرتی رہی وہ باہر آئیں کافی دیر جب ہوئی وہ باہر نہ آئے تو میں نے رابعیہ کو بھیجا انہیں بلانے۔۔۔ رابعیہ ان کے کمرے سے باہر بھاگی ہوئی آئی میں پریشان ہو گئی جب میں اندر گئی تو وہ بیڈ کی پائنتی کے پاس اوندھے منہ پڑے ہوئے

تھے۔۔۔ میں نے انہیں سیدھا کیا رابعیہ کی مدد سے باقی بچے اسکول چلے گئے تھے رابعیہ کو میں نے چھٹی کروائی تھی اسے ہسپتال لے کر جانا تھا گلے والے ڈاکٹر کے پاس۔۔۔ سوچا انہیں جگا جاؤ لیکن بچے وہ تو ہمیشہ کی نیند سو گئے۔۔۔۔ میں انہیں سیدھا کر کے باہر آئی سکینہ کے

بیٹے کو بلاوا بھیجا کہ سامنے والے راشد ڈاکٹر کو بلا لائے میں نے سوچا شاید بے ہوش ہوئے ہیں پہلے سوچا تمہیں فون کرو لیکن تیرے انٹرویو کا خیال آیا تو چپ ہو گئی ڈاکٹر راشد نے نبص

چیک کی تو تیرے ابا چل بے تھے میں نے تجھے کال کی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی سکینہ کے میاں نے ہی اعلان کرایا اور اتنے میں تو بھی آگیا بچے میری تو کل کائنات تو تیرا باپ تھا میں کیا کروں "رخسانہ رو نے لگی انسو قطرہ قطرہ کر کے ارتضیٰ کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے

----

"ماں نہ رو اللہ کی امانت تھی اس نے لے لی جلد یا بدیر اللہ اپنی امانت لے لیتا ہے "ارتضیٰ نے رخسانہ کے انسو صاف کیے اور اٹھ کر بیٹھ گیا

"بیٹا کل سب آئے گے تمہارے چاچو وغیرہ آج آجانا تھا ان کو لیکن انہیں ٹکٹ نہیں ملی جس کی وجہ سے وہ وقت پر نہیں پہنچ پائے "رخسانہ نے بات کو دوسرا رخ دے دیا ارتضیٰ کی آنکھ کے کونے پر چمکتے انسو دیکھ کر --- رخسانہ کی بات پر ارتضیٰ مسکرا گیا

"ماں کتنی بھولی ہے تو وہ اچھی طرح جانے ہیں پہلے دن آنے میں خرچہ انہیں اٹھانا پڑے گا ان کے نزدیک پیسہ اہمیت رکھتا ہے ورنہ کون ٹرین کے ٹکٹ لیتا ہے جب میت پر پہنچنا ہو اور ہم غریب کہاں ان تک پہنچ پائیں گے "

"ایسے نہیں کہتے بیٹا کبھی کبھی واقعی مجبوری آجاتی ہے "رخسانہ نے ارتضیٰ کو سمجھانا چاہا۔۔۔  
"ماما جو آپ بہتر سمجھیں۔۔۔" ارتضیٰ نے کندے اچکا دیے۔۔۔



"اچھا ماما یہ بتائیں اب آگے کیا کرنا ہے" ارتضیٰ نے رخسانہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے پیار سے کہا۔۔

"کیا کرنا ہے بیٹا وہی جو قسمت میں لکھا ہوگا۔۔۔۔۔ سو جاؤ تم صبح سب آئینگے" رخسانہ نے گہرا سانس لیا۔۔۔ اور ارتضیٰ کو تاکید کرتے ہوئے خود بھی لیٹ گئی سونے کے لیے۔۔۔

ارتضیٰ پہلے کچھ کہنے لگا پھر اپنا ارادہ طرق کر کے کریم کے کمرے میں آگیا۔۔۔

"بابا بہت ساری ذمہ داری میرے کندھے پر ڈال گئے ہیں آپ میں سوچ رہا ہوں صبح چاچو آئے تو مناسب وقت نکال کر کچھ ادھار لے لو تاکہ جب تک لوکری نہ گئے کچھ ہاتھ میں پیسے ہو"

سوچوں میں گم ارتضیٰ کب سو گیا اسے معلوم ہی نہیں ہوا جب اس کی آنکھ کھلی تو کمرے کے باہر سے بچوں اور بوڑھوں کی آوازیں مل کر ایک عجیب سا سماں پیش کر رہی تھی ارتضیٰ فوراً اٹھ کر باہر آگیا شاہ نواز (ارتضیٰ کے چاچو) اپنی پوری فیملی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔۔ ارتضیٰ بھی اٹھ کر باہر آگیا

"السلام علیکم چاچو" ارتضیٰ نے شاہ نواز کو سلام کیا اس کی آواز سن کر شاہ نواز اٹھ گئے اور اسے گلے سے لگا لیا

"کیا ہو گیا یہ میرے بچے میں تو کل ہی آنا چاہ رہا تھا لیکن ٹکٹ نہیں مل رہے تھے" شاہ نواز نے

روتے ہوئے ارتضیٰ کو گلے لگا لیا۔۔

"کوئی بات نہیں چاچو آپ آج تو آگئے نہ" ارتضیٰ تنزیہ ہنسی ہنس گیا

"کیسے کہہ رہے ہو کوئی بات نہیں میرا اکلوتا بھائی تھا آخری دیدار بھی نہیں کر سکا اس کا۔۔ میں تیرے جاگے کا انتظار کر رہا تھا مجھے قبر پر لے کر جا کریم کی" شاہ نواز نے جھٹکے سے ارتضیٰ کو خود سے الگ کیا۔۔

"اچھا چاچو میں کپڑے تبدیل کر کے آیا" ارتضیٰ کہنے کے بعد سب سے باآواز بلند سلام کرتا ہوا نہانے چلا گیا اپنے کمرے میں۔۔۔

!.....!

گھنٹے بعد شاہ نواز سکینہ کا شوہر رضوان اور ارتضیٰ۔۔۔۔ کریم کی قبر کے پاس تھے۔۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد شاہ نواز نے قبر پر پانی دیا پھر گلاب کے پھول کی پتیاں ڈال کر واپسی گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔۔ گھر پہنچ کر شاہ نواز نے واپسی کی رٹ لگالی یہ دیکھ کر ارتضیٰ نے جلدی سے سوچا پیسے مانگنے کا۔۔

"چاچو ابا کے کمرے میں آئیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے" ارتضیٰ کہنے کے بعد کریم کے کمرے کی طرف چل پڑا۔۔

"ہاں بچے بولو" شاہنواز ارتضیٰ کے پیچھے ہی کمرے میں آگیا  
"وہ چاچو مجھے کچھ رقم ادھار مل" ابھی ارتضیٰ کی بعد مکمل نہیں ہوئی تھی شاہنواز چیختا ہوا باہر آگیا  
"میں یہاں اپنے سگے بھائی کی موت کا دکھ کم کرنے آیا تھا اور یہاں تو پیسوں کی باتیں کر رہا ہے  
یہ صلہ دیا تو نے اپنے خون کا ہاں بھوکھو کی طرح پیسوں پر آگیا ہے میں سمجھا کہ گارک جا چاچا  
ابا کا دکھ کم کر کے جا لیکن یہ تو پیسوں پر اتر آیا ہے میں دے دوں گا کریم کا حصہ کھا نہیں  
جاؤں گا وقت گے گا حصہ برابر کرنے میں" شاہ نواز کے تیور ہی بدلے ہوئے تھے غصہ لفظوں  
سے جھلک رہا تھا۔۔۔

"میں نے چاچو حصہ نہیں مانگا میں تو صرف"  
"چپ زیادہ نہیں تیری ماں نے پٹی پڑھائی ہوگی جا رہا ہوں میں دے دوں گا حصہ ہمارا رشتہ کریم  
کی وجہ سے تھا اور آج ختم۔۔۔ اٹھو شریف کی اماں ہم یہاں ایک سیکنڈ نہیں رکے گے  
اور۔۔ شاہ نواز نے غصے سے سمینہ سے کہا۔۔۔  
"دیکھ رہی ہے ماں میں نہ کہتا تھا یہ لوگ پیسے کے پجاری ہیں۔۔۔  
جا چاچا اللہ کبھی وہ وقت نہ دکھائے مجھے تیرے در پر آنا پڑے" ارتضیٰ کہنے کے بعد کمرے میں چلا  
گیا۔۔ اور شاہ نواز اپنی فیملی کے ساتھ واپسی کے لیے روانہ ہو گیا۔۔۔

!.....!

"تجھے کیا ضرورت تھی ہاں میں کر لیتی میرے پاس کچھ پیسے ہیں ہو جاتے۔۔ ہو جائے گا گزارا تو بھی کل سے نوکری ڈھونڈ" شام میں جب ارتضیٰ کمرے سے باہر آیا تو رخسانہ نے اس سے کہا "اماں تو اپنے پیسے اپنے پاس رکھ میں کچھ نہ کچھ کرتا ہوں"

"نہ ارتضیٰ تیری اپنی بھی عزت ہے تمہارے باپ نے بھی کسی سے نہیں مانگا خود کمایا اور کھلایا اور تو۔۔ تو تو اچھا پڑھا لکھا ہے نوکری ڈھونڈ مل جائے گی"

"اچھا ماں آج بھی ایک دو جگہ سی وی بھیجی ہے دیکھیں کیا ہوتا ہے" ارتضیٰ نے رخسانہ کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں بچے خود کرنا ہوگا سب۔۔۔۔۔ سب نے منہ موڑ لیا جب سے پیسے کی بات آئی ہے"

"فکر نہ کر ماں ایک دن یہ سارے ہمارے در میں مانگنے آئے گے انشاء اللہ"

"بچے ایسا نہیں کہتے۔۔۔ اللہ ہمیں بہت پیسہ دے لیکن کبھی غرور نہ دے"

"اچھا ماں کہاں ہیں یہ مہوش رابعہ اور سلمہ" ارتضیٰ نے جان بوجھ کر بات بدلی وہ جانتا تھا رخسانہ آبدیدہ ہو جائے گی اب۔۔

"کمرے میں ہیں کل بھیجوں گی انہیں اسکول تو تیاری کر رہی ہیں عماد اور علی بھی ان کے ساتھ ہیں" رخسانہ نے ارتضیٰ کا سر سہلاتے ہوئے کہا۔۔



"اچھا ماں فیس کے پیسے تو ابانے دیے تھے نہ"

"ہاں دو دن پہلے دیئے تھے یہ اور اگلا مہینہ تو میں کر لوں گی لیکن۔۔۔" آنے والے وقت کے

بارے میں سوچ کر رخسانہ چپ ہو گئی

"اماں ہو جائے گا 25000 کی نوکری اگر مل جائے تو تھوڑا سکون ہوگا گھر کا کرایا آجائے گا

اور گھر کا خرچہ بھی نکل جائے گا۔"

"ہاں بچے تو ہمت نہ ہارنا ضرور آسانی نکالیں گے انشاء اللہ"

"اچھا ماں کھانا لگا دے بھوک لگی ہے"

"چل منہ دھو کر آئیں لگاتی ہوں" رخسانہ کہنے کے بعد اٹھ گئی۔۔۔ ارتضیٰ بھی منہ دھونے چلا گیا

---

!.....!

"کیسا ہے ارتضیٰ کہاں گم رہتا ہے اب تو تو نظر نہیں آتا" کافی عرصے بعد شعیب کو ارتضیٰ

چائے کے دھا بے میں نظر آیا

"یار کیا بتاؤں زندگی میں بہت کچھ بدل گیا ہے" ارتضیٰ نے گہرا سانس لے کر کہا

"کیوں کیا ہوا ایسا" شعیب نے ارتضیٰ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اشارے سے چھوٹے کو چائے

لانے کو کہا

"میری چھوڑ تو بتا کیا کرتا پھر رہا ہے" ارتضیٰ نے شعیب کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا  
"کیا بتاؤں لوکری مل گئی ہے اور ساتھ گھر کی چھوکری"  
شعیب نے آنکھ ماری۔۔۔ ارتضیٰ کو دیکھ کر۔۔۔

"گھر کی چھوکری مطلب شادی کر لی تو نے" ارتضیٰ نے حیران ہو کر شعیب کو دیکھا  
"ہاں یار کر لی تو کب کر رہا ہے" شعیب نے گہرا سانس بھر کر کہا۔۔۔

"یار بس چھوڑو کیا بتاؤں تو بتا لشکاریاں مارنے کی وجہ بیوی ہے یا لوکری" ارتضیٰ نے بھی شعیب  
کی طرح کہا۔۔۔۔ جس پر شعیب ہنسنے لگا

"دونوں سمجھ لے ابھی دبئی سے آرہا ہوں بیوی کے ساتھ ہی آیا ہوں تو بتا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے  
تیرا" شعیب نے ارتضیٰ کے گال کھینچتے ہوئے کہا

"یار شعیب ابا مر گیا میرا اور ساتھ میں سارے رشتے دار بھی" ارتضیٰ نے روتا منہ بنا کر بولا  
"نہ کریار کریم انکل مر گئے اور تو اب بتا رہا ہے" شعیب نے ارتضیٰ کے کندھے پر جھانپڑ مارا  
"اور یہ رشتہ دار کیسے مرے"

"ابا مرا تو سب نے منہ موڑ لیا کھانے کو پیسے نہیں ہے میرے پاس نہ گھر کے کرائے کے پیسے  
ہیں لوکری لگتی نہیں ڈگری ہے بس میرے پاس۔۔۔۔۔ ابا کے جانے کے بعد پتہ چلا یہ دنیا  
بھیریا ہے بھیریا۔۔۔۔۔ شعیب میری مار کیٹنگ کی ڈگری بھی کسی کام کی نہیں اللہ اللہ کر کے

نوکری لگی تھی آج تنخواہ ملنی تھی ملی بھی صرف 8000-25000 پر لگا تھا پورا مہینہ آیا  
باس کہہ رہا ہے کمپنی خسارے میں جا رہی ہے تو کاٹ رہے ہیں اس ماہ اگلے مہینے مل جائے  
گی۔۔۔۔ تو سوچتا ہوں شاید اگلے مہینے تک کرائے دار چپ رہے گا میرے بہن بھائی ماں بھو کے  
رہ لیں گے بتا شعیب بتا شعیب۔۔ "ارتضیٰ نے شعیب کو گلے لگا لیا۔۔ شعیب نے پہلے ارتضیٰ  
کو دلا سا دیا کریم کی موت کا اس کے بعد اسے اپنے سے دور کر دیا پھر گرمی سوچ میں پڑ گیا۔۔

"شعیب نے مجھے ایک جگہ نوکری دلوائی۔۔ پاشاہ کہ پاس۔۔ وہ لڑکیوں کا سپلائے کرتا ہے۔۔  
بچوں کو آغوا کرتا ہے۔۔ میں جب پہلے دن اس کہ پاس گیا تو میرا دل نہیں مانا لیکن جب گھر  
والوں کو دیکھتا تو دل کرتا کر لوں۔۔ پھر ماں بیمار ہو گئی۔۔ اتنا پیسہ نہیں تھا اعلاج کرتا تو بس  
فیصلہ کر لیا اور اس دلدل میں چھلانگ لگالی۔۔ جس سے آج تک نہیں نکل پا رہا۔"  
وہ کہہ کر چپ ہو گیا۔

"اور تم مجھے بھی یہ سب کرنے پر لگا رہے ہو۔۔" اس کہ چپ ہوتے ہی وریشہ بولی۔۔  
"نہیں میں تمہیں اس لیے یہ سب سیکھانے والا ہوں تاکہ تم ہم جیسوں سے مقابلہ کر سکو۔  
"اتنا کہہ کر ارتضیٰ گاڑی سے اتر آیا۔۔ وریشہ بھی اس کہ ساتھ اترائی۔۔

اور آج سے اس نے آغاز کیا وریشہ کو ایک مضبوط اور اپنی مدد آپ کرنے والی لڑکی بنانے کا عزم

--

از قلم در شہوار ملک

"اسوہ اور لیزا اپ دونوں آج رات کوڈ مشن 201 پر کام کریں گی۔۔ لگے مہینے جانے والی کروس میں تیرا لاکھ لڑکیاں ہیں جو سپلائی کی جا رہی ہیں۔۔ بہت بڑی سمگلنگ ہے یہ۔۔ آپ دونوں اس پر خود جائے گی"

"لیکن سر ہم ان دونوں لڑکیوں کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔۔" ارحم ایک دم میجر احمد کی بعد کہ بیچ میں بول اٹھا۔۔

"مسٹر ارحم میں آپ سے زیادہ بہتر جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔۔" میجر احمد نے کہنے کے بعد دوبارہ اپنی بات کا وہی سے آغاز کیا۔

"جی تو میں کیا کہہ رہا تھا۔۔ ہاں تو آپ دونوں وہاں جائے گی۔۔ ایک عام سی لڑکی کی طرح۔۔ اور ہاں خیال رہے کہ زرا سی بھی غلطی نا ہو زرا سی غلطی بہت بڑا خطرہ۔۔ باقی سب ارحم آپ کو بتا دیے گے۔۔ کہ کیسے جانا ہے اور کیا کرنا ہے۔۔" میجر احمد اپنی بات ختم کر کے میٹنگ روم سے باہر چلے گئے۔۔

ارحم غصے سے خارجی دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔۔



"انکھوں سے گولی مارنے کا ارادہ ہے کیا سر کو۔۔" لیزا ایک دم اٹھ کر رحم کہ پاس آگئی۔۔  
"ہاں۔۔ نہیں۔۔" رحم ایک دم سیدھا ہوا اور فائز اٹھا کر اپنے کمرے کی طرف جانے کے لیے نکل پڑا۔۔

"انہیں کیا ہو گیا ہے۔۔ نا بتایا نا بات کی کہ کیا کرنا ہے منہ اٹھا کر چلے گئے۔۔" لیزا واپس مڑ کر اسوہ کہ پاس آئی جو اپنی ہی سوچو میں گم تھی۔۔

"انہیں چھوڑو تھوڑی دیر میں بلا لے گے یہ۔۔ تم مجھے یہ بتاؤں۔۔ ابھی ہم کیا کھانے جا رہے ہیں بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔" اسوہ نے بھوک کہ مارے روتا منہ بنا کر کہا  
"اف اچھا چلو کچھ لیتے ہیں کینٹین سے۔۔"

وہ دونوں باہر آگئی۔۔

!.....!

"سر اچھا نہیں کر رہے۔۔ میں ان دونوں لڑکیوں کو کیسے بھیج دو اور اسوہ۔۔ اسوہ کو کیسے نہیں یہ مجھ سے نہیں ہو گا میں سر سے بات کرو گا اس بارے میں۔۔" اپنے روم میں آکر وہ سوچو میں گم ہو گیا۔۔

اچانک اسے یاد آیا وہ۔۔ کچھ سمگلرز کو ساتھ لایا تھا۔۔

اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور ایک نمبر ڈائل کیا جو دوسری ہیل پر اٹھا لیا گیا۔۔

"ہاں ولید کچھ بتایا۔" کال لگتے ہی ارحم بولا۔۔

"سر ایک تو بیہوش ہے دوسرا کچھ بول نہیں رہا۔۔"

"اچھا تم ابھی چھوڑ دو دونوں کو۔۔ کل دیکھتے ہیں۔"

ارحم نے ایک ہاتھ سے کنپٹیوں کو دباتے ہوئے کہا۔۔

"ٹھیک ہے سر۔۔"

کہنے کے بعد کال کاٹ دی۔۔

"ہمم کچھ کرنا پڑے گا۔۔" وہ اب اپنی رولنگ چئیر پر آکر بیٹھ گیا۔۔ وہ جانتا تھا وہ کچھ بھی کر

لے لیکن ہو گا وہی جو سر احمد کہہ چکے ہیں۔۔

!.....!

"یہ دیکھوں یہ ٹریگر ہے اور وہ سامنے تمہارا دشمن ہے۔۔ اور یہ لینز پر اپنی نظروں کو رکھوں۔۔

اور سامنے اپنے دشمن کے سینے پر نظریں جماؤ۔۔" ارتضیٰ آج اسے شوٹنگ سیکھا رہا تھا۔۔

وریشہ کی پشت پر کھڑے اس کی کندو کہ گرد بازوں کی وہ اسے نشانہ لگانا سیکھا رہا تھا۔۔

وریشہ کی تو سانسیں اتھل پتل ہو رہی تھیں اسے اتنا قریب پا کر۔۔ جسے ارتضیٰ نے بھی محسوس کیا۔۔

"میں تمہارے قریب ہوں تمہیں اس بات سے فرق نہیں پڑنا چاہیے ہے اپنے کو اتنا مضبوط بناؤں گے کسی کہ پاس ہونے یا دور ہونے سے کوئی فرق یا کمزوری کا احساس نا ہو۔۔ میرا مقصد تمہارے قریب ہونے کا نہیں ہے۔۔ مجھے احساس نہیں ہوا وہ بے دھیانی میں تمہیں بتانے لگا جیسے میں اپنے باقی شاگرد کو بتاتا ہوں۔۔ ابھی میرے ذہن میں یہ بات نہیں ہے کہ میرے سامنے ایک لڑکی ہے۔۔

ابھی میرے ذہن میں یہ ہے کہ میرے سامنے میرا شاگرد ہے۔" ارتضیٰ اس سے دور ہو گیا اور گھرا سانس لیا۔

"لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں نا کہ آپ اتنے قریب آجائے ایک حد تک فاصلہ رکھنا چاہیے ہے مجھے لفظوں میں بھی باتیں سمجھ آ جاتی ہیں۔۔" بلش ہوتے گال۔۔ گرتی اٹھتی پلکیں۔۔ اور آواز میں نئی لہر۔۔ ارتضیٰ سے مخاطب ہوئی۔۔

"ٹھیک میں خیال رکھو گا آئندہ۔۔" ارتضیٰ نے بات مختصر کی اور اسے بتانے لگا۔۔ وہ مزید اس سے بعض کا موڈ نہیں رکھتا تھا۔۔

اتنے میں اس کا موبائل رنگ ہوا۔۔

نمبر پاشا کا تھا۔۔ اس نے جلدی سے اٹھالی کیونکہ پاشا بذاتِ خود کال بہت کم کرتا تھا۔۔

"کہاں ہو تم۔۔" کال اٹھاتے ہی۔۔ سپیکر سے آواز ابھری۔۔

"کیا کام ہے۔۔" ارتضیٰ نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

"شعیب کو آئی ایس آئی والے اٹھا کر لے گئے ہیں۔۔ ابھی اور اسی وقت تم آؤ اور اسے

بازیاب کرواؤ۔۔" پاشا نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔۔

"اس نے خود اپنے لیے یہ آفت مول لی ہے۔۔ اور مجھے کل رات سے پتا ہے وہ کہاں ہے اور

کس۔۔ افسر کی ڈیوٹی ہے اس پر۔۔ لیکن آپ مجھ سے امید ناکھے کہ میں اسے بچا کر لاؤں

گا۔۔"

ارتضیٰ کہ سامنے اس کی روتی بہن کا چہرہ آگیا تھا۔۔

"میری بات سنیں ارتضیٰ بھائی پلیز انہیں واپس لے آئیں پلیز وہ بھی تو آپ کہ دوست ہیں نا۔۔

پلیز ایسا نا کریں میری خاطر میری بیٹی کی خاطر پلیز۔۔" شعیب کی بیوی کی آواز سن کر ارتضیٰ نے

کال کاٹ دی۔۔

اور غصے سے مٹھیاں پھنچنے لگا۔

پھر دوبارہ پاشا کو کال کی۔۔



"پرسو شام شعیب گھر میں ہو گا اور یہ میرا آخری احسان ہے"

ارتضیٰ نے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔

تھوڑی دیر وہ سامنے بنی خالی دیوار کو دیکھنے لگا یہ۔ ایک ہال تھا چاروں طرف دیواروں پر کالارنگ تھا اور ان پر لال لال گول دائرے بے ہوئے تھے۔۔

ان کو دیکھتے ہوئے وہ گہری سوچ میں تھا۔۔

پھر اس نے وریشہ کو دیکھا۔۔

"وریشہ۔۔۔ اپنی پیکنگ کروں تم۔۔ انہی دنوں میں۔۔"

اتنا کہہ کر وہ گاڑی میں جا بیٹھا۔۔

وریشہ کو سمجھ نہیں آئی وہ۔۔ چپ کر کہ گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔۔

اور اس کہ بیٹھتے ہی زن سے ارتضیٰ نے گاڑی بھگادی۔۔

!.....!

"یہ میپ ہے اس بیلڈنگ کا جہاں سے ان سب کو لے جایا جائے گا 14 اپریل کو یہ جو گراؤنڈ فلور پر پچھلا گیٹ ہے وہاں سے ہو کس بے قریب پڑتا ہے رات کی تاریکی میں یہ لوگ۔ اس پہاڑ کہ پاس بنی جٹی سے ان سب کو لے کر جائے گے۔۔ اور یاد رہے ان کہ ساتھ کچھ سیاسی اور

کچھ پولیس والے ملوث ہیں۔۔ اور انہیں چند دنوں میں یہ لوگ وارداتیں کریں گے۔۔ اسوہ آپ یونی گرل ہیں یہ آپ کو اس چنے والے کہ پاس سے اٹھائے گے۔۔ اور یہاں ہی سے اٹھانا چاہیے ہے ان کو کیونکہ ہم نے یہاں کیمرا لوکیشن میں رکھا ہوا ہے تاکہ ان کہ چہرے دیکھ سکے اوکے۔۔

اور لیزا۔۔ آپ اسکول ٹیچر ہیں۔۔ ہماری ریسرچ کہ مطابق۔۔ غیر آبادی والے راستے پر یہ واردات کرتے ہیں۔۔

آپ دونوں نے بہت خیال اور سوچ سمجھ کہ قدم اٹھانا ہے۔۔ آپ دونوں کو ہیڈ فونز دیے جائے گے جو کہ ایک بالی کی شکل میں ہے جو آپ کانوں میں پہنے گی۔۔ اور ایک کیمرا جو کہ نوس پن میں ہو گا۔۔ اور ہاں مائک آپ کی رنگ میں لگا دیا ہے۔۔ یہ سب آپ کو آج ہی مل جائے گا۔ جس سے آپ ہماری ساری باتیں سن سکے گی۔

اور جب ہم ان کہ آڈے تک پہنچ جائے گے۔۔ تب آپ دونوں باہر نکلنے کا کریے گی۔۔ اوکے

- اور کوئی سوال ہو تو آپ کر سکتی ہیں۔۔ -  
ارحم کہنے کہ بعد دونوں کو دیکھنے لگا۔۔

"جی سر۔۔ وہ یہ کہ سر ہم نے کب تک جانا ہے" اسوہ دو انگلیوں کہ بیچ میں پین گھماتے ہوئے بولی۔۔

"پرسوں سے۔۔" ارحم نے مختصر جواب دیا پھر ٹیبل پر بکھرا سامان سمیٹنے لگا۔۔

"اوکے تو ہم چلتے ہیں اب۔۔" اسوہ اور لیزا جانے کو کھڑی ہو گئی۔۔

"مس اسوہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔" ارحم بھی ان کہ ساتھ کھڑا ہوا۔۔

"لیکن مجھے نہیں کرنی۔"

"اسوہ" ارحم نے منہ بنایا

"کیا اسوہ۔۔۔ آپ نا مجھے زہر لگتے ہیں جب ایسا منہ بناتے ہیں۔۔"

"تو پی لے نا آپ یہ زہر۔" بیساختہ اس کہ منہ سے پھسلا۔۔

"اسنا کرے مجھے کبھی یہ زہر پینا پڑے۔۔" اسوہ نے حیرت سے کندھے آچکا لیے

"ہا ہا ہا ہا ہا تیار رہیے گا مس اسوہ یہ ہی زہر آپ پیے گی بہت جلد۔۔" ہنستے ہوئے کہتا ہوا وہ باہر

نکل گیا۔۔

"ہیں۔۔ کیا۔۔ اس بات کا کیا مطلب۔۔" اسوہ کو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔۔

I knew it.. 100% iknew it"

جتنے تم دونوں کڑوے کسیلے ہونا پرپوز بھی ایک دوسرے کو ایسا کرو گے۔۔  
چلیں میڈم۔۔ فوجی کی کوچی بننے کے لیے تیار ہو جائیں۔۔ "لیزا نے اس کا کھولا منہ بند کیا اور  
اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے باہر لے گئی

!.....!

وریشہ کو اپارٹمنٹ میں چھوڑ کر وہ سیدھا۔۔ ویلسن کے پاس گیا۔۔

دو تین بیل بعد دروازہ کھول دیا گیا۔

"اوو آج آپ کیسے رستہ بھول گئے۔" ارتضیٰ کو سامنے کھڑا دیکھ کر وہ ایک پل کو ٹھٹھکا۔۔  
"کام کھینچ لاتا ہے ورنہ کون کسی کو یاد کرتا ہے۔۔" ارتضیٰ کہہ کر اندر داخل ہو گیا۔

ویلسن بھی مسکرا گیا وہ باخوبی جانتا تھا اس کا انداز گفتگو۔۔

"اچھا تو کس سلسلے میں آنا ہوا۔" وہ بھی اس کہ پیچھے اندر گیا۔۔



"تمہارے پاس بندہ صرف ایک ہی کام کہ لیے آسکتا ہے۔۔" اتنا کہہ کر ارتضیٰ نے ہاتھ میں پکڑا لفافہ کھولا اور اس میں سے ایک تصویر نکال کر اسے دی اور خود۔۔ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

ویلسن بہت غور سے اسے دیکھتا رہا پھر۔۔ اٹھ کر چلا گیا۔

واپس آیا تو ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا۔۔

تھوڑی دیر کچھ ٹائپ کرتا رہا پھر چہرے پر فاتحہ مسکراہٹ لے کر ارتضیٰ کو دیکھا۔۔

"اوکے۔۔ تمہارے پاس صرف۔۔" اتنا کہہ کر اس نے اپنی گھڑی میں دیکھا۔۔ واٹ شرن کی استینے اوپر تک موڑی ہوئی تھیں۔ ہاتھوں پر بندھی جے شوف کی گھڑی پر وقت دیکھ کر وہ اس سے دوبارہ متوجہ ہوا۔

"دو گھنٹے ہیں۔۔"

"دو کیا ایک گھنٹے میں ہو جائے گا۔"

ویلسن کی بات پر ارتضیٰ ہونٹوں کو طنزیہ ایک طرف کھینچا۔۔۔

ویلسن وہ ہنسی دیکھ چکا تھا لیکن کہا کچھ نہیں اور اپنے کام پر لگ گیا۔۔

!.....!!

"سرنے کہا ہے اآ کے لے اتنا کافی ہے۔۔" ولید کہنے کہ بعد ٹاریآر روم سے باہر آگیا۔۔

باقی اہلکار بھی۔ اس کے ساتھ تھے۔۔

"سریہ جو بیہوش ہے اس کے لے ڈاکٹر کا بندوبست کر لے۔۔"

"ہاں میں سر سے پوآھ کر بتاؤں گا۔" ولید کہنے کہ بعد ٹاریآر روم کے خارجی دروازے کی

طرف آھل پڑا۔۔

"میرے کآھ دوست ائے ہوئے ہیں میں پاس کے ہی ڈھالے میں آائے پینے جا رہا ہوں۔"

ولید کہتا ہوا باہر نکل گیا

ڈیوٹی پر کھڑے فوجیوں نے اسے سلوٹ کیا۔۔

!.....!

"میں ہاتھ دھو کر آتا ہوں تم لوگ ایک کپ اور آائے کا منگواؤں۔" کافی دیر سے ادھر ادھر کی

باتیں اور آائے کہ ساتھ ناک پارے کھاتے انہیں وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔۔

ولید اس ڈھالے میں بے آھوٹے سے باتھ روم میں ہاتھ دھونے آلا گیا۔

"اوو آھوٹے آار کپ آائے اور۔۔" ولید کے جانے کہ بعد سائٹم نے کام کرتے نچے کو آواز

دی۔۔

تھوڑی دیر میں سامنے سے چلتا ولید آ رہا تھا۔۔

آتے ساتھ ٹیبل پر پڑی اپنی جیب کی چابی اٹھائی۔

"کہا۔۔ اوئے۔۔ چائے پینی تمھی تجھے"

"۔۔ یار وہ سر کی کال آگئی ہے۔۔" ولید نے جلدی سے کہا اور اگے بڑھ گیا۔

"عجیب بند ہے یہ۔۔ چلو خیر ہے کل پھر مل لے گے اس سے۔۔" وہ سارے اپس میں بات کرنے لگے۔۔

!.....!

ولید واپس آرمی ٹاریچر سیل کی طرف آ گیا۔۔

وہاں کھڑے اہلکار زیب پریشان ہو گیا کیونکہ سر کی ڈیوٹی تو ختم ہو گئی ہے تو وہ یہاں واپس کیوں آئے ہیں۔۔

"سر خیریت۔۔" اسے اتنا دیکھ کر فوراً ان کے پاس گیا۔۔

"جی جی سب خیریت ہے۔۔ بس مجھے اندر ایک کام ہے سر کی کال آئی تھی ابھی مجھے وہ کام کرنے آیا ہوں۔۔"

ولید نے جیب سے لاک اپ کی چابی نکالی۔۔

"لیکن سرپانچ منٹ پہلے سرارحم کی کال آئی تھی وہ تو انہیں لے گئے ہیں۔۔ وہ اپ کو کب سے کال کر رہے تھے آپ کا نمبر کوریج میں نہیں آ رہا تھا۔۔" اسے حیرت ہوئی ولید کی بات پر۔

"لیکن سر نے مجھے کہا یہاں آ فوراً۔۔" ولید نے گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے کہا۔۔

"اوو سر۔۔ ان نے اپنے پاس انے کا کہا ہوگا ان کا مطلب تھا آپ آرمی مین آفس میں آئیں۔۔ وہیں لے کر گئے ہیں انہیں۔" زیب نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔

ولید بھی ہنس پڑا آگے سے۔۔

"اوو اچھا اچھا میں وہیں جاتا ہوں۔۔"

ولید کہتا ہوا باہر آیا۔۔ اور واپس اپنی جیب پر بیٹھا۔۔ چہرے پر ایک عجیب سی چمک تھی انکھیں۔۔ شرارتی چمک لیے۔۔ ہنس رہی تھیں۔۔

از قلم در شہوار ملک



میں آفس کہ سامنے پہنچ کر اس نے اپنی جیب روکی اور ہنستے ہوئے سامنے بنی پرانے طرز پر تعمیر ہوئی قدیم عمارت دیکھی۔۔۔ جیب سے نکل کر اس نے اپنا ویزٹنگ کارڈ دیکھایا۔۔۔ اوکے ہونے کہ بعد وہ اندر آگیا۔ ہر جگہ کو تشویش بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

سیدھی جاتی رہداری پر سیدھا چلتا وہ اگلے ہاتھ کی طرف مڑ گیا۔۔۔  
اور سامنے ایک بڑا سا شیشے کہ دروازوں والا کمرہ تھا۔

!.....!

ولید اپنی دھن میں ہاتھروم جا رہا تھا۔۔۔ اندر جاتے ہی کسی نے اسے آدب و چامہ پر رومال پڑتے ہی وہ سمجھ نہیں پایا ہوا کیا ہے وہ جوابی کارروائی بھی نہیں کر پایا۔۔۔  
ارتضیٰ نے اس بے جان وجود کو ویلسن کو تمھایا۔۔۔ اور اس کی جیب سے کارڈز وغیرہ نکال کر اگے بڑھ گیا

ویلسن اسے اپنے دوست کی مدد سے گھسیٹ کر وہاں سے لے گیا اپنے گھر۔

!.....!

وہ اس شیشے کہ بے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی لیزا اور اسوہ بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔ ولید نے انہیں دیکھا نہیں وہ ارحم کی طرف بھڑ گیا

"یس سر" سلوٹ کر کہ پاس ہی کھڑا ہو گیا۔

"ان دونوں کو نیچے لاک اپ میں رکھا ہے۔۔ مجھے وہ جگہ سیف نہیں لگی اسی وجہ سے میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے۔۔ اب یہاں ان کا خیال رکھوں گے تم سمجھ رہے ہوں نا اور ہاں۔۔ میں سوچ رہا ہوں ولید 14 اپریل والے دن تم ان کہ ساتھ جاؤں گے۔۔ میں جب تک باقی معاملات سنبھالوں گا۔"

ارحم اس سے بات کرتا ہوا باہر آ گیا اس کہ ساتھ۔۔ اسی وقت۔۔ پورے ہال میں سائرن بجنے لگا۔۔ سب الرٹ ہو گئے۔۔

اور دیکھنے گئے کہ آگ کہاں لگی ہے۔۔

جب ولید اندر آ رہا تھا اس نے جگہ جگہ دھوئیں والے بم پھینکے تھے جو تھوڑی دیر میں اپنا کام دیکھانے لگے۔۔

سب کو ادھر ادھر دیکھ کر۔

ولید وہاں نیچے گیا جہاں شعیب تھا۔۔

!.....!

شعیب ادھا سویا جاگا ہوا ساتھ۔ ولید اس کہ پاس آیا باقی بھی ہلکار وہاں کھڑے ہوئے تھے۔  
"تم لوگ میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔۔ جا کر دیکھوں کیا ہوا ہے۔۔" وہ ان سب کو دیکھ کر  
گلے کہ بل چلایا تھا۔

اس کی آواز سن کر سب الرٹ ہو گئے اور اسوہ بھی۔۔

یہ آواز۔۔ یہ آواز کس کی تھی۔۔

زور سے چیختے وقت گلے کہ پاس لگا وائس چینیختر اتر گیا تھا اس کا۔۔ ویلسن کی محنت نظر آرہی تھی  
کسی کو بھی شک نہ ہوا کہ وہ کون ہے۔۔  
لیکن وہ جلدی میں غلطی کر بیٹھا۔

اسوہ فوراً اس آواز کی طرف آئی۔۔

شعیب کو سہارا دے کر وہ باہر لایا سب جا چکے تھے۔۔

اسے ایک بھوری میں ڈالا۔۔ اور اسی لاک اپ کہ ساتھ بنی کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔

شعب سیدھا باہر کھڑے ٹرک پر جا کر گرا جس پر پہلے سے ہی اس کہ لیے بندوبست کیا ہوا تھا

--

یہاں سے فارغ ہو کر وہ جیسے مڑا اسی وقت اس کی ٹکر اسوہ سے ہوئی وہ ابھی ابھی اس طرف ائی تھی -- ٹکر ہونے کی وجہ سے اسوہ ارتضیٰ کہ ہاتھوں میں جھول گئی --

"کیا کر رہے ہو یہ" -- اسوہ نے آواز کو کراخت بنایا۔

لیکن ارتضیٰ اسے دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ یہ تو وہی لڑکی ہے۔

"تم سے پوچھ رہی ہوں کچھ" اسوہ نے غصے سے اسے دوبارہ پکارا -- اور اس کہ ہسار سے خود کو آزاد کیا

"وہ میم میں دیکھ رہا تھا -- کہ اس طرف تو کوئی گیس وغیرہ نہیں ہے --" ارتضیٰ ایک دم سیدھا ہوا اور گلے کے پاس ہاتھ لے جا کر وہ آلہ درست کرتے ہوئے بولا --

اسوہ اس کا باخوبی جائزہ لے رہی تھی -- اس کہ جسم سے اٹھتی خوشبو -- اسے ایک پل کے لیے اس اسپتال کے کمرے میں لے گئی -- اس نے سر جھٹکا -- لیکن وہ انکھیں -- وہ انہی انکھوں میں تو ڈوب گئی -- تھی --



کارڈ گم ہو جانے کی وجہ سے وہ کبھی اس سے کنٹیکٹ نہیں کر پائی۔۔

"میم میں چلتا ہوں سر ویٹ کر رہے ہوں گے۔۔"

اسے سوچو میں چھوڑ کر وہ وہاں سے نکل گیا۔۔

"یہ وہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔ اس کا نام کچھ اور تھا۔۔ وہ بھی کیا ایک پاک آرمی ایجنٹ

ہے۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔ میں پہلے بھی بہت بار ولید سے مل چکی ہوں مجھے پہلے ایسا کیوں

نہیں لگا۔۔ آج کیوں ایسا عجیب سا لگا۔۔ اور اس پرفیوم کی سَمیل یہ تو اسی کلاؤن کی ہے۔۔

"

"اسوہ تم یہاں ہو میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں۔۔"

ارحم کی آواز سے اس کی سوچ کا تسلسل ٹوٹا۔۔

"ہاں۔۔ وہ کچھ نہیں" اسوہ سر جھٹک کر واپسی کے لیے مڑ گئی۔۔ کہ اچانک اس کی نظر اس

لاک اپ میں پڑی جہاں وہ آدمی تھے۔

"سر یہ لاک اپ کیوں کھولا ہوا ہے۔۔"

اسوہ کی آواز پر ارحم مڑا تو وہاں پر ایک ہی آدمی زمین پر پڑا ہوا تھا اس کہ سر سے خون بہہ رہا تھا

۔۔ ارحم دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔ اس کے سر پر گولی آر پار تھی اور دوسرا بندھا غائب تھا۔۔

پاس کھڑی اسوہ کی نظر۔۔ اس بندے کہ ساتھ پڑے لاکٹ پر پڑی۔ اور ایک دم وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔۔ اوع اس لاکٹ کو دیکھنے لگی۔۔۔ پھر جلدی سے اس لاکٹ کو مٹھی میں چھپاتے ہوئے وہ باہر کی طرف بھاگی۔۔

ارحم سب اہلکاروں کو بلانے لگا۔

!.....!

"یہ دو ہی کچھ بتا سکتے تھے ہمیں۔۔ ایک کو مار دیا اور دوسرے کو لے کر فرار کون کر سکتا ہے۔۔"

ارحم اپنے کمرے میں آکر گہری سوچ میں تھا۔۔

"ولید۔۔ یہ ولید کہا گیا۔۔" ارحم نے فون نکال کر ولید کو کال کی۔۔

بیل جاتی رہی لیکن کسی نے اٹھائی نہیں۔۔ غصے سے وہ کمرے سے باہر آ گیا۔۔

!.....!

شعیب کو ٹرک کے ذریعے پاشاتک پہنچایا اور خود جیپ پر بیٹھ کر اپنے گھر آ گیا۔۔

راستے میں ہی اس نے ولید کہ گیٹ آپ سے جان چھڑائی۔۔

گھر پہنچ کر سیدھا اپنے کمرے میں جا کر لاک ہو گیا۔

دو تین جگہ کال کر کے سونے کو لیٹ گیا۔۔

!.....!

پلیس کہ مطابق۔۔ ویلسن نے ولید کو دو گھنٹے بعد اس کہ گھر کے باہر چھوڑ دیا۔۔

اور خود مہینے کے لیے ملک سے باہر چل گیا۔۔

!.....!

ارحم بہت پریشان تھا جو ہوا تھا اس سے۔۔ وہ ہر ہال میں پتا کروانا چاہتا تھا یہاں آنے والا کون تھا۔۔

!.....!

اسوہ وہاں سے سیدھی گھر آ گئی۔۔

گھر آ کر اس نے خود کو کمرے میں بند کر لیا۔ اور وہ لاکٹ پھر سے دیکھا

"یہ۔۔ یہ تو وہی ہے۔۔ مطلب یہ لڑکا اس گینگ کا ہے۔۔۔۔۔ ار ترضیٰ کریم۔۔" اسوہ نے

اس کا نام زیرہ لب لیا۔۔

انکھوں سے انسو گرے جا رہے تھے۔۔ دل ایسے تھا جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔۔  
"جس شخص کی محبت میں گرفتار میں تین سال پہلے ہوئی تھی وہ ایک گینگسٹر ہے۔۔ یا اس۔۔  
میں ایک ملک کی حفاظت کرنے والی لڑکی ایک ملک لٹیرے سے محبت کرتی رہی۔۔" انسو  
چہرے کو بھگور رہے تھے۔۔

سیدھے ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر اس نے انسو صاف کیے۔۔

پھر بیڈ کروان سے سرٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔

!.....!

"لیزا اسوہ کہاں ہے دودن سے آنہیں رہی نا کال اٹینڈ کر رہی ہے۔۔ اسے پتہ ہے نا آج جانا  
ہے۔۔" ارحم ہاتھ پر بندھی واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے بولا۔۔

"جی سر مجھے یاد ہے۔۔" لیزا کی جگہ کمرے میں داخل ہوتی اسوہ نے جواب دیا۔۔

اگر کوئی اور وقت ہوتا تو اسوہ کی روتی آنکھیں دیکھ کر ارحم ٹھٹھک ضرور جاتا لیکن۔۔ اس وقت وہ  
جلدی میں تھا۔۔

"چلو جاؤں روم میں تمہیں گیٹ اپ دیا جائے۔۔ تم بھی جاؤں۔۔"

ارحم کہتا ہوا باہر چلا گیا۔۔



"لیزا۔۔"

ارحم کے جانے کہ بعد لیزا کو باہر جاتا دیکھ کر اسوہ نے اسے آواز دی

"ہاں بولو۔۔" لیزا واپس آکر اس کے پاس کھڑی ہو گئی۔

"اگر تمہیں۔۔ محبت اور عزت میں سے کوئی ایک چیز سلیکٹ کرنی ہو تو کیا کرو گی۔۔" اسوہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔۔

"آفکورس عزت۔۔ اسوہ۔۔ کیونکہ۔۔ محبت کہ بنا بنداجی سکتا ہے عزت کہ بنا نہیں۔۔۔ جیسے مچھلی بن پانی کے تڑپی ہے نا۔ اسوہ۔ ایلے ہی انسان تڑپتا ہے عزت کہ بنا۔۔" لیزا نے پیار سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

"ہممم" اسوہ بھی اگے سے بھگی انکھوں سے مسکرائی۔۔

"لیکن تم نے۔۔"

"وقت آنے پر بتاؤں گی۔۔" اسوہ نے اس کی بات کاٹ دی۔۔

لیزا نے بھی کندھے اچکا دیے دونوں پھر چیخنگ روم میں چلی گئی۔

!.....!

ارحم ان دونوں کو خود چھوڑنے کے لیے وہاں گیا۔۔

لیزا کو جہاں اتارنا تھا وہاں گاڑی تھوڑی دور روک دی۔

"لیزا پریشان نا ہونا ٹھیک ہے۔۔ ادھا گھنٹہ ہے ان کہ آنے میں۔۔ ہمیں ہر ہال میں وہ جگہ پتا کرنی۔۔ ہے جہاں باقی لڑکیاں ہیں۔۔ کیونکہ جو اس بلڈنگ میں ہے وہ تو ہماری نظر میں ہے لیکن باقی کہاں ہیں وہ ہم نہیں جانے اب یہ تو ہمیں نہیں پتا کہ تم دونوں کو کہا لے کر جایا جائے گا۔۔ لیکن ڈرنا نہیں۔۔ تم دونوں کی لوکیشن ہمارے پاس آتی رہے گی۔۔ اور ہم سب ساتھ ہیں تمہارے۔۔"

بیک ویو مرر پر دیکھتے ہوئے ارحم نے لیزا سے کہا۔۔

ارحم کہ چپ ہوتے ہی اسوہ نے لیزا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میں آپ دونوں سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔۔ میں نہیں جانتی کہ میں واپس آؤ گی کے نہیں۔۔۔ لیکن میں اپنے ملک کی دشمن نہیں بننا چاہتی۔ میں ایک سچ بتانا چاہتی ہوں۔۔۔ اس آدمی کو مارنے والا اور ایک کو بھگانے والا جو لڑکا ہے جس کا یہ گینگ ہے۔۔ اس کا نام ارتضیٰ کریم ہے۔۔۔ یہ ایک کچی آبادی میں رہتا تھا۔۔۔"

وہاں کا پورا محلہ انہیں شریف اور ایماندار جانتا ہے۔۔ اس نے یہ کام اپنے باپ کی وفات کے

بعد کیا۔۔ پیسوں کے لیے۔۔ سب اسے پارس کہ نام سے جانے ہیں یہ نام اسے ان کے

بڑے پاشا نے دیا۔۔ آج کل یہ ڈیفینس فیز ٹو میں رہتا ہے تین بہنیں ہیں اور دو بھائی ایک

بھوڑی ماں ہے --

اور ایک لڑکی کو ایک فلیٹ میں رکھا ہوا ہے --

کل 14 اپریل کو -- وہ خود وہاں ہو گا -- لڑکیوں کی سپلائی کہ لیے -- "بنا سانس رو کے اسوہ کہتی چلی گئی --

اس کے چپ ہوتے ہی ارحم نے اسے بے یقینی سے دیکھا --

"بہت عرصہ پہلے ملی تھی -- اس سے وجہ اور جگہ مت پوچھنا بس اتنا جان لو -- مجھے عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں --" اتنا کہنے کہ بعد اسوہ نے سر جھکا لیا --

لیزا اس کی بات جان گئی تھی -- اور اسے دکھ ہوا جان کر کہ اسے محبت بھی ہوئی تو کس سے ہوئی --

وہ گاڑی سے اتر گئی --

ارحم بھی چپ رہا -- اور اسوہ کو اس کی جگہ پر چھوڑ کر -- گاڑی زن سے اگے بڑھا گیا --  
اب اسے اسوہ کی بتائی باتیں جانی تھی اور اس بندے تک پہنچنا تھا --

!.....!

لیزا بالکل پلین کہ مطابق -- چل رہی تھی -- اور بالکل پلین کہ مطابق وہ اغوا ہوئی -- سنسان  
جگہ پر ایک گاڑی آکر کی تھوڑی مزاحمت کرنے کہ بعد وہ گاڑی میں بیٹھ گئی --  
لیکن اصل مسئلہ اسوہ کو آیا --

سب پلین کہ مطابق چل رہا تھا لیکن مسئلہ تب آیا وہ آدمی اسوہ کو چھوڑ کر سامنے سے آتی ایک  
لڑکی کو پکڑنے لگا۔

اسوہ نے نا آؤ دیکھنا تاؤ اور ڈھا با ڈھول دیا

"چھوڑو اسے کہاں لے کر جا رہے ہو --" اس لڑکی کو چھڑوانے کی بہت کوشش کی --  
"اسے بھی ڈال گاڑی میں -- بہت پرپوزے نکل آئے ہیں نا اس کہ --" اگے بیٹھا کوئی  
شخص کرخت آواز میں بولا --

اس بندے نے دونوں کو ویگن میں ڈالا اور اگے بڑھادی سب تماشائی چچ چچ کرتے اگے بڑھ  
گئے۔

"سن اب ہم وہاں نہیں جائے گے کیونکہ اس لڑکی نے شور کیا ہے کوئی پیچھانا کر رہا ہو --  
راستہ بدل بڑی کھوئی میں چل --" اگے بیٹھا موٹا سا شخص ویگن چلانے والے کو سمجھا رہا تھا۔



اسوہ غور سے سن رہی تھی -- اور ساتھ ساتھ -- اپنی رنگ منہ کہ پاس لا کر کھانس بھی رہی تھی --  
(کھانسی کوڑھتا ہیلپ کا -- جب سخت مصیبت پر پھنس جائے تو یہ کوڑھتا اس کا --)

!.....!

ارتضیٰ بالکونی میں کھڑا چائے پی رہا تھا۔ گھر میں اس وقت وہ اور اس کی ماں تھی --  
مہوش اپنی دوست کی طرف گئی ہوئی تھی --

اور باقی بچے بس گھر آنے والے تھے اسکول اور کالج سے --

ارتضیٰ گرمی سوچ میں تھا جب اس کا موبائل رنگ ہوا --

دیکھا تو -- عاقب کا نام جگمگا رہا تھا۔

"اوو آج تو پاشا کہ دشمن مجھے کال کر رہے ہیں --"

منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اس نے کال اٹھالی --

"ہاں تو ارتضیٰ کریم کیسے ہو --" کال اٹھاتے ہی دوسری طرف سے قہقہہ لگایا گیا --

"میں ٹھیک اپنا سناؤ۔" ارتضیٰ نے بیزاری سے جواب دیا --

"باہا با لیکن جو میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں نا اس کہ بعد تم ٹھیک نہیں رہوں گے۔۔۔" ایک اور قہقہہ لگایا گیا

"بکو نہیں جو کہنا ہے کہوں۔۔۔" ارتضیٰ کو اس کہ قہقہوں سے الجھن ہو رہی تھی۔۔۔

"باہا با تو سنو ارتضیٰ کریم۔۔۔۔۔ جس شخص کے لیے تم نے دن رات ایک کیا انا آج اس نے سہی حساب لیا ہے تم سے تمہاری بہن مہوش کو آغوا کر کے۔۔۔" کہنے والے نے کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔

ارتضیٰ کہ ہاتھ میں پکڑا کپ زمین بوس ہوا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے ساتھوں آسمان اس پر آگرے ہوں۔۔۔ در شہوار ملک۔۔۔

ارتضیٰ نے غصے میں نمبر ڈائل کیا۔ اور غصے سے تن فن کرتا ہوا۔۔۔ وہ پاشا کی طرف چل پڑا۔۔۔ بار بار پاشا کا نمبر ٹرائے کرتا رہا لیکن اس نے نہیں اٹھایا۔۔۔

ارتضیٰ نے غصے سے ڈیش بورڈ پر موبائل رکھا۔۔۔ اور گاڑی چلا دی۔۔۔ اسے کسی کا ہوش نہیں تھا۔۔۔ اسے بس اپنی بہن کی فکر تھی اس سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا تھا اغوا کی لڑکیوں کہ

ساتھ یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔۔۔ دل پھٹ رہا تھا۔ کانوں پر بس ایک ہی آواز تھی تمھاری بہن  
مہوش کو اغوا۔۔

اس نے سر جھٹک دیا۔۔ اور فل سپیڈ سے چلاتا ہوا وہ۔۔ پاشا کہ اڈے پر پہنچا۔۔

!.....!

ارحم اسوہ کو چھوڑ کر سیدھا اس بستی میں گیا جہاں کا اسوہ نے بتایا تھا۔  
ایک دو سے انفورمیشن لے کر وہ کریم کہ گھر کہ باہر کھڑا تھا جو کہ اب کسی اور کا تھا۔  
"سنو۔۔" اپنے ساتھ ائے ایجنسی کے بندے کو آواز دی۔۔

"تم اس محلے کہ پورا نے ڈیلر ہونا۔۔ تو کریم صاحب کو تو جانے ہو گے۔"

ارحم سن گلاس اتار کر بغور سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔

"جی سر بہت ہی بھلے انسان تھے کبھی بھی کسی بات کی شکایت نہیں دی۔ ان کہ بچے بھی  
بہت ہی سلجھے ہوئے تھے بہت اچھی پرورش کی ہے ان کی۔۔ بس کیا بتائیں سر جی۔۔ کریم  
انکل کی وفات کہ کچھ ہی عرصے بعد ارتضیٰ سب کو لے گیا۔۔ کہتا تھا ابا کا حصہ ملا ہے اس

سے ایک گھر لیا ہے اور ایک کاروبار شروع کیا ہے۔۔

بس سر اس کہ بعد دوبارہ وہ نا ملا اور نا یہاں آیا۔

اس شخص نے ایک ہی سانس میں سب بتا دیا۔

"ہم مطلب وہ یہاں سے جانے کہ بعد۔۔ اچھا خیر۔۔ کسی سے ذکر نا کر لے گا ہماری ملاقات

کا۔۔" ارحم اس کی پیٹ تھپتھپاتے ہوئے کہہ کر آگے بڑھ گیا۔

وہ شخص بھی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ارحم جیسے ہی اپنی گاڑی میں بیٹھا اس کہ ہاتھ میں بندھی سمارٹ واچ بیپ ہوئی۔

اس نے جلدی سے دیکھا تو وہاں اسوہ کی طرف سے میسج آ رہا تھا اس نے اسپیٹ کیا تو کھانسی

کی آواز آئی۔۔ اور ارحم کہ تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔۔

وہ اسوہ کو کسی مصیبت میں کسے دیکھ سکتا تھا۔

اس نے فوراً۔۔ وحید کو کال کی۔۔

"یس سر۔۔" پہلی بیل پر اٹھالی گئی۔

"اسوہ کسی مصیبت میں ہے۔۔ جلدی سے اس کی لوکیشن ٹریک کرو۔۔"

ارحم نے کہہ کر گاڑی چلا دی فل سپیڈ میں۔۔



!-----!

ارحم کی کال بند ہوتے ہی وحید نے لوکیشن چیک کرنا شروع کر دی --  
دو منٹ بعد سامنے اسکرین پر اسوہ کی لوکیشن شو ہونے لگی -- وہ ارحم کا انتظار کرنے لگا --

!.....!

"ہا ہا ہا ہا کیا سمجھتا تھا یہ پاشا مجھے برباد کر کہ خود جی لے گا -- اپنا نام بنا لے گا آج تیرے  
ساتھ جو ہوگا میں وہ لائف دیکھوں گا -- سن شیدے گاڑی نکال --"  
عاقب قہقہہ لگاتا ہوا کھڑا ہو گیا --

شیدے نے فوراً گاڑی تیار کی -- اور پاشا کی طرف چل پڑا --

!.....!

اڈے پر پہنچتے ہی ارتضیٰ زور سے پھنکارا  
"پاشا -- پاشا کہا ہے تو سامنے آ" وہ چیختے ہوئے چاروں طرف دیکھنے لگا --

سارے ساتھی اس کہ ارد گرد تھے --

"آبے اود کہاں ہے یہ پاشا --" پاس کھڑے -- بندے کو گریبان سے پکڑ کر وہ بولا --

"کیا ہو گیا -- آرام سے یہ رہا میں --" پاشا اس کا شور سن کر خودی باہر آ گیا --

"میری بہن کہاں ہے۔۔"

پاشا کی آواز سن کر ارتضیٰ سیدھا اس کہ پاس گیا اور اسے گلے سے پکڑ لیا۔۔

"چھوڑو مجھے" پاشا کی دبی دبی سی آواز آئی۔۔

"میری بہن کا بتا کہاں بھیجا ہے اسے۔۔" ارتضیٰ نے اس کے گلے کہ گرد ہالہ اور کم کیا۔۔

"چھوڑو" پاشا سے بولنا مشکل ہو گیا۔۔

"بھونک کہاں ہے میری بہن" ارتضیٰ نے اسے جھٹکا دے کر چھوڑ دیا۔۔

پتے گرتے ہی پاشا کھانسنے لگا۔۔

اتنے میں عاقب بھی وہاں آگیا۔۔

"اوو تو یہاں خدمت ہو رہی ہے پاشا کی۔۔" آتے ساتھ ہی اسے زمین پر کھانستادیکھ کر عاقب

نے کہا۔۔

"تو۔۔ نے۔۔ تو نے۔۔ ہی اسے بتایا ہے نا۔۔" پاشا نے کھانستے ہوئے کہا۔۔

"چچ پاشا کی کرخنگی چیختی آواز چو ہے جیسی کیسے ہو گئی۔" عاقب نے پاشا کہ پاس بیٹھتے ہوئے

کہا۔۔

"تم دونوں اپنی بکواس بند کرو مجھے بتاؤں کہاں ہے میری بہن۔۔"

ارتضیٰ ایک بار پھر دھاڑا۔۔

"میں نہیں بتاؤں گا۔۔ کبھی نہیں تمہاری بہن کی وجہ سے میں باقی پانچ سو لڑکیاں نہیں گنوا سکتا۔۔" پاشا نے پھولے سانس کہ ساتھ کہا۔

"بتائے گا تو تیرا باپ بھی۔۔" پاس پڑھا اسٹول اٹھا کر پاشا کی طرف پھینک کر وہ چیخا۔۔

پاشا کہ بجائے وہ اسٹول عاقب کو لگا اور ایک دم دلخراش چیخنے کہ بعد وہ ایک طرف گر گیا۔ اور خون تیزی سے اس کہ سر سے گرنے لگا۔۔

یہ منظر دیکھ کر عاقب کی طرف سے آئے لڑکوں نے ارتضیٰ کی طرف فیرنگ کی لیکن ارتضیٰ کلی بازی کھا کر دوسری طرف ہو گیا۔۔

اتنے میں باہر پولیس کے ہورن کی آواز آنے لگی۔۔

ارتضیٰ ابھی سیدھا ہوتا اس سے پہلے ہی پولیس اہلکار اندر آ گئے اور سب کو گھیرے

میں لے لیا۔

!.....!

گاڑی ایک سنسان علاقے میں رکی۔۔

اسوہ جگہ کو غور سے دیکھ رہی تھی شاید جان جائے کہ کون سی ہے۔

گاڑی میں سے دو آدمی اترے اور ایک ایک کر کے سب کو اتارنے لگے۔۔

اسوہ کو جب ان نے کھینچ کر نکالنا چاہا تو اس نے اپنا ہاتھ چھڑوایا جس کی وجہ سے انگلی پر پہنی رنگ اس کے ہاتھ سے اتر کر دور کہی جاگری وہ ہکا بکا اسے دیکھنے لگی۔۔

"میری رنگ۔۔"

اسوہ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔۔

اس بندے نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر کھینچنا شروع کر دیا۔۔

مہوش اسوہ اور ان کے ساتھ لائی بہت ساری لڑکیوں کو ایک کنٹینر میں ڈالا گیا۔۔

"ہمیں جانے دو پلیر" سب بار بار بول رہیں تھی لیکن کسی نے سنی نہیں۔

اسوہ پریشان سی سب کو دیکھ رہی تھی۔۔

کنٹینر بند ہوتے ہی سب کا سانس بند ہونے لگا۔

!.....!

ارحم اسی وقت وحید کہ پاس پہنچا۔



"سر لیزا میم کو جہاں لے جایا گیا یے وہ جگہ تو میں نے سیلڈ کر لی ہے۔۔ لیکن اسوہ میم کو جہاں لے جایا گیا ہے اس کا نہیں پتا چل رہا۔ لوکیشن بھی اب شو نہیں ہو رہی ہے۔۔

"وحید۔۔ مجھے کچھ نہیں پتا تم دیکھو کہ کیا ہے وہ۔" ارحم حلق کہہ بل چلایا۔۔

وحید یس سر کہہ کر دوبارہ موبائل پر دیکھنے لگا۔۔

ارحم اپنے آپ کو نارمل کرنے لگا۔

وہ اسوہ کو کچھ نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

اتنے میں اس کا موبائل بجا۔۔

اس نے جلدی سے نکال کر اٹھایا۔۔

"جی ہیلو۔۔"

"ارحم شاہ بات کر رہے ہیں" ایک عجیب مردانہ آواز آئیر پیس سے ابھری۔۔

"جی اپ کون۔۔" ارحم نے کان سے ہٹا کر دیکھا کس کا نمبر ہے وہاں پر باہر کا نمبر شو ہو رہا

تھا۔۔

"آپ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ میں کون ہوں آپ کے لیے اس وقت اسوہ ضروری ہے۔۔۔  
میں آپ کو پتا بتاتا ہوں وہاں پر ہے اسوہ۔۔۔" اتنا کہہ کر کال کرنے والے نے کال کاٹ  
دی۔۔۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔" ارحم ہیلو ہیلو کرتا رہا۔۔۔

اتنے میں دوبارہ موبائل بجا اس دفع میسج تھا اس نے دیکھا۔۔۔

تو ایک اور نیا نمبر تھا باہر کا اور اس پر ایک جگہ کا پتا تھا۔

ارحم نے جلدی سے سب کو چلنے کا کہا۔۔۔

!.....!

دیے گئے پٹے پر پہنچ کر ارحم نے وحید کو اشارہ کیا دیکھنے کا۔

"یس سر" وہ کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

وہ ایک چھوٹی سی دکان تھی۔۔۔ جس کے پاس دو لڑکے بیٹھے سگریٹ پی رہے تھے اور نئے کی  
حالت میں باتیں کر رہے تھے۔

وحید نے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔ پھر اپنے بندے کو اشارہ کیا انہیں غائب کرنے کا۔

اس کے اشارے پر دو بندے اگے گئے اور انہیں اٹھا لیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔ تم لوگ۔" ان میں سے ایک نٹے کی حالت میں بولا۔۔

ان نے جواب نہیں دیا بس اٹھا کر لے گئے۔۔

وحید اس سے پہلے ارحم سے کچھ کہتا۔۔ ارحم کو دوبارہ کسی باہر کہ نمبر سے کال آئی۔

ارحم نے فوراً اٹھالی۔۔

"سامنے بے دکان پر جاؤ۔۔ وہی نیچے تہہ خانہ ہے جہاں پر ساری لڑکیاں۔ ہیں۔" وہی

بدھی سی آواز آئی اور کہنے کہ بعد کال کاٹ دی۔

"وحید تم مانو یا نا مانو۔۔ یہ کوئی ان کا ہی بندہ ہے اگر اس نے ہمیں مس گائیڈ کر دیا تو" کال

کٹ ہوتے ہی۔۔ ارحم نے وحید سے کہا۔

"سرا بھی ہمیں کسی بھی طرح اسوہ میم کو لانا ہے۔۔ یہ رسک تو لینا ہو گا۔"

وحید کی بات پر ارحم سوچ میں پڑ گیا۔۔

"تم ادھر ہی روکوں میں جاتا ہوں مسئلہ ہوا تو میں تمہیں انفارم کروں گا۔"

ارحم کہنے کہ بعد اس دکان کی طرف چل پڑا۔

!.....!

دکان کہ اندر جا کر سامنے ہی زمین پر بنا ایک دروازہ تھا جو کہ ایسا تھا لگتا تھا زمیں پر کسی نے پینٹنگ کی ہو۔

ارحم اسے غور سے ٹارچ کی روشنی میں دیکھنے لگا۔

اس پر کوڈ گئے ہوئے تھے۔

وہ ڈھونڈ رہا تھا کوئی لاک لیکن اس پر کوئی لاک نہیں تھا اتنے میں اس کا موبائل بجا دیکھا تو میسج تھا۔

"تم اس کا لاک سوچ رہے ہو گے نا۔ اس کا لاک ہے۔ مشن 201"

ارحم میسج پڑھ کہ ایک دم چونکا گیا۔ وہ اسی میشن پر تو نکلے تھے۔ کیا ان کا مشن بھی یہ ہی تھا۔

اور اس بندے کو میری پل پل کی خبر کیسے ہو رہی ہے۔

اس نے چاروں طرف دیکھا اپنے کوئی نہیں تھا وہاں۔

اس نے لاک لگایا ٹک کی آواز سے لاک کھل گیا۔

دروازہ کھولا تھا ایک عجیب سی بو کا بھپکا اس کہ منہ پر آیا۔

اس نے اپنا منہ پیچھے کیا۔ اور نیچے جاتی سیڑھیوں پر قدم رکھ دیا۔



آہستہ آہستہ نیچے جاتے ہوئے وہ بار بار وحید کو کوڈ بھیج رہا تھا سیف ہونے کا۔۔

دس منٹ تک وہ سیرھیاں ہی اترتا رہا ختم ہی نہیں ہو رہی تھیں۔

جب زمین پر پہنچا تو پانی سا محسوس ہوا اس نے ٹارچ کی تو نیچے اس کی پینی تک آتا پانی تھا۔

وہ اس پانی میں چلتا ہوا اگے گیا۔ تو اس کا موبائل بیپ ہوا۔۔

"تم نیچے پہنچ گئے ہو اب اپنے سامنے جاتی سیدھی۔ گلی کہ آخر میں جا کر اگلے ہاتھ گھوم جانا۔ وہاں پر کافی لوگ ہیں۔۔ اور تم نے اکیلے جا کر بیوقوفی کی۔ ہے۔ اپنے ساتھیوں کو بلا لو۔۔ تمہارے پاس صرف دس منٹ ہیں کیونکہ دس منٹ بعد کنٹینر روانہ کر دیے جائے گے۔"

پھر ایک اور نمبر سے میسج آیا۔۔

اس نے وحید کو آنے کا کوڈ بھیجا اور خود اس طرف چل پڑا۔ دس منٹ میں۔۔ وہ ہر حال میں۔۔ اسوہ کو بچانا چاہتا تھا

جتنی جلدی ہو سکتا تھا وہ وہاں تک پہنچا اگلے ہاتھ پر اس نے ہلکے سے مڑ کر دیکھا۔۔ تو وہاں واقعی پیریدار موجود تھے۔۔

اس نے ٹائم دیکھا۔۔ ساتھ منت تھے اس کہ پاس۔۔

اس نے وحید کو دوبارہ کوڈ بھیجا اس کا بھی کوڈ آیا تھا جلد پہنچنے کا۔

ارحم نے اپنی سینسر والی پیسٹل نکال کر سامنے کھڑے ایک پھیدار کو نشانہ بنایا۔۔

گولی لگتے ہی وہ جھٹکے سے پیچھے کو گرا ساتھ کھڑا شخص چونکا اس کہ پاس گیا تو سینے سے خون نکل رہا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا یا کرتا۔۔ ارحم نے اسے بھی نشانہ بنایا۔۔

اتنے میں باہر سے ایک۔۔ آدمی آیا۔۔ اور کہنے لگا۔۔

"چلو صاحب بلا رہے ہیں سب کو ہمارے پاس صرف چھ منٹ ہیں پھر اس کنٹینر کو پہنچانا ہے۔۔" وہ کہہ کر چلا گیا۔۔

دوسری طرف منہ کیے کھڑے دو پھیدار کو پتا نہیں چلا وہ ان کی سن کر اگے بڑھ گئے۔۔

ارحم نے موقع غنیمت جانا اور پانی میں آہستہ آہستہ چل کر کنٹینر تک پہنچا۔۔ لیکن اس پر بھی لاگ لگا ہوا تھا۔

"اب اس کا کوڈ کیا ہے۔" اس نے ذہن ہر زور دیا اتنے میں وحید اندر آتا نظر آیا۔۔

اس کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں۔۔

"سر یہ باہر سمندر ہے یہ جگہ سمندر کہ نیچے بنائی گئی ہے۔ میں نے چاروں طرف پاک آرمی

اور پاک نبوی کو الرٹ کر دیا ہے۔۔ اب ٹینشن کی بات نہیں "وحید نے پھولی ہوئی سانسوں کہ  
بچ میں کہا۔۔

ارحم نے ہاں میں سر ہلا کر لاک کو دیکھا۔

مشن 201 کوڈ لگایا جو نہیں لگا۔۔

اتے میں اسے پھر میسج آیا۔

"کوڈ۔۔ سوچ رہے ہو گے۔ یاد رکھنا صرف دو بار ٹرائے ہوتا ہے دو بار غلط کر دیا تو ہمیشہ کہ  
لئے کھو دو گے اسوہ کو۔۔

اس وجہ سے تمھوڑا صبر کروں۔۔"

ارحم نے میسج پڑھا۔۔ اسے غصہ آیا کہ اس نے کوڈ کیوں نہیں بتایا۔

!.....!

اندر بند سب لڑکیوں کہ سانس بند ہو رہے تھے۔

اسوہ بار بار کوڈ بھیج رہی تھی لیکن کوئی ریسپونس نہیں ہو رہا تھا۔ باہر کیا ہو رہا ہے کسی کو آواز  
نہیں آرہی تھی۔۔

آہستہ آہستہ سب بیہوش ہو رہی تھیں۔۔ اسوہ نے خود کا جگائے رکھا۔۔

وہ ہمت نہیں ہار سکتی تھی اس نے پھر سے ٹرائے کیا۔۔

لیکن لونیکشن نہیں آ رہا تھا۔

اس کی آنکھیں بھی اب بند ہو رہی تھیں۔

!.....!

دوبارہ ارحم کا موبائل بیپ ہوا۔۔

اس نے دیکھا تو اس میں کوڈ تھا۔۔

ارحم نے زیر لب کوڈ دہرایا۔۔

"ارتضیٰ کریم"۔۔

اس نے حیرت سے وحید کو دیکھا۔۔ جس پر اس نے آنکھوں سے پوچھا کیا ہوا۔

ارحم نے سر جھٹک کر کوڈ لگایا۔۔ اور لاک کھل گیا۔

!.....!

اسوہ کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔ اس نے بند ہوتی آنکھوں سے کنٹینر کا دروازہ کھلتے دیکھا۔۔

اسے اب یقین ہو گیا تھا۔۔ وہ کچھ نہیں کر پائے گی انہیں لے کر جایا جائے گا۔



لیکن دروازہ سلائیڈ ہوتے ہی سامنے -- جو چہرہ دیکھا اس کی توڑکی ہوئی سانس واپس آئی اور ہنستے ہوئے اس نے آنکھیں بند کر دی -- سکون اتر آیا اس کہ وجود میں کہ اب وہ محفوظ ہے --  
ارحم نے اسے گرتے دیکھا تھا۔ وہ بھاگ کر آگے گیا لیکن اتنی لڑکیاں تھیں کہ وہ --  
اس تک نہیں پہنچ پایا --

وحید نے سب کو الٹ کر دیا --

سب نے باہر موجود تمام لوگوں کو پکڑ لیا --  
پھر ان لڑکیوں کو نکالنے کا کام کیا گیا۔

سب لڑکیاں باحفاظت وہاں سے نکال لی گئی -- جن کی حالت تشویش ناک تھی انہیں ہسپتال بھیجنے کی تیاری کرنے گئے۔

جب سب کو وہاں سے نکال کر ایک شپ پر بیٹھایا گیا تو اسی وقت ایک ویٹران سب کہ پاس آئی -- اسوہ -- بے ہوش تھی ابھی تک --

وہ ویٹران سب کو غور غور سے دیکھ رہی تھی۔ کہ اچانک اس کی نظر مہوش پر پڑی -- جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کو دیکھ رہی تھی -- اس کی آنکھوں میں خوف صاف نظر آ رہا تھا --

وہ ویٹر اس کہ پاس گئی۔

"مہوش۔۔" جھک کر اس کہ کان میں اس کا نام لیا۔۔

مہوش نے جب اسے دیکھا تو دیکھتی رہی کافی دیر۔۔

"میں سامنے تمہارا انتظار کر رہی ہو واش روم کا کہہ کر آباہر۔"

وہ ویٹر کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

مہوش اس کہ جانے کہ بعد ادھر ادھر دیکھتی رہی۔۔ پھر پاس کھڑے ایک ہلکار سے کہا۔

"مجھے واش روم جانا ہے۔" اس نے سر جھکا کر ہاں کیا اور سامنے کی طرف اشارہ کر دیا۔۔

مہوش۔۔ سر جھکائے سب کہ پاس سے ہوتی ہوئی واش روم کی طرف چل پڑی۔

!.....!

ارتضیٰ کو جیسے ہی معلوم ہوا تھا وہ سب سے پہلے وریشہ کی پاس گیا تھا۔۔ کیونکہ اسے پتا تھا پاشا

نے مہوش کا کہا بھجوا یا ہے۔ لیکن وہ خود نہیں جانا چاہ رہا تھا وہ اب پاشا کو ٹھکانے لگانا

چاہتا تھا وہ مزید لڑکیوں کو اس مصیبت سے گزار نہیں سکتا تھا۔۔ تبھی وہ ایک پلین بنا کر

وریشہ کہ پاس گیا۔۔

وریشہ کو سارہ پلین بتایا فیک کالز کی ایپ لگا کر اور اسے اگے کا سمجھا کر پاشا پاس چلا گیا۔

وریشہ نے ارتضیٰ کہ بتائے پر عمل کرتے ہوئے ارحم کو کال کی۔۔ پھر خود بھی وہاں روانہ ہو گئی۔

وہ پل پل اسے دیکھ رہی تھی۔۔ کیونکہ۔۔ وہاں کے موجود کیمروں کی ویڈیو اس کہ موبائل پر شو ہو رہی تھی جو ارتضیٰ اسے دے کر گیا تھا۔

ارتضیٰ کے ہی کہنے پر وہ مہوش کہ پاس گئی۔ ویٹر بن کر۔ مہوش نے اسے دیکھ کر پہچان لیا تھا۔

مہوش جب واشروم کا بہانا کر کہ ائی تو وہ اسے لے کر۔۔ ویٹر روم میں لے گئی اور وہاں لے جا کر اسے ویٹر کپڑے دیے۔۔

"یہ پہن لو جب شپ کنارے پر پہنچے گی ہم اتر جائے گے۔۔ اگر تم وہی رہتی تو تمہارے بھائی کہ لیے مسئلہ ہو جاتا۔" اسے سمجھاتے ہوئے وہ باہر آگئی تاکہ وہ۔۔ وہ کپڑے پہن لے۔۔

!.....!

اسوہ ایک دم ہوش میں آئی۔۔ اور اتے ساتھ ہی۔۔ ارحم کا نام پکارنے لگی۔۔  
ارحم اس کے پاس ہی کھڑا تھا۔

"کیا ہوا اسوہ میں یہ رہا۔"

ارحم نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑا۔ --

"ارحم ارحم۔۔" اسوہ روئے جا رہی تھی۔ اس سے بولا نہیں جا رہا تھا

"ششش نہیں اسوہ رونا نہیں ہے" ارحم نے فوراً اس کہ انصاف کیے۔۔

"وعدہ کروں ارحم تم کبھی مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔۔ تمہارے بنا میں کوئی مشن پورا نہیں کر سکتی کبھی بھی نہیں" اسوہ نے ارحم کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر کہا۔۔

اتنے خوبصورت اظہار پر ارحم کا تودل خوش ہو گیا۔۔ اس نے پیار سے اسوہ کو دیکھتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کر کہ اسے اپنے ہمیشہ ساتھ ہونے کا احساس دلایا۔۔

اسوہ اگے سے روتی آنکھوں کہ ساتھ مسکرا گئی۔

!.....!

"بابا ماما مجھے بے بی کو اٹھانے نہیں دے رہی۔" مرتضیٰ روتا ہوا کمرے میں آیا۔۔

"کیوں ابھی پوچھتے ہیں ماما سے۔۔ آو میرے ساتھ۔۔" کہنے کہ بعد وہ مرتضیٰ کو باہر لے آیا جہاں سارے گھر والے موجود تھے۔۔

"وریشہ میں یہ کیا سن رہا ہوں۔۔ کہ تم مرتضیٰ کو بے بی اٹھانے نہیں دے رہی۔۔"



"ابھی وہ چھوٹا ہے۔۔۔ مہجین کو گرا دیا تو۔۔۔ اور تم زیادہ اس کہ لیے بولانا کروں بگڑ جائے گا۔ اور سنو ارتضیٰ۔۔۔ مہنوں کہ جاتے انہیں بھول ہی گئے ہو کل مہوش اور رابیعہ کی کال آئی تھی شکوہ کر رہی تھیں۔۔۔" وریشہ کی جگہ رخسانہ نے جواب دیا۔۔۔

"اچھا ماما ج ہی پلین کرتے ہیں

Fearing's restaurant میں سب کو بلا لیتے ہیں۔۔۔ کھانا بھی ہو جائے گا ہو آؤنگ بھی۔" ارتضیٰ نے پیار سے رخسانہ کہ گلے کہ گرد بازوں پھلاتے ہوئے کہا۔۔۔

"چلو میں انہیں فون کر دیتی ہوں۔"

رخسانہ نے مسکراتے ہوئے ارتضیٰ کو دیکھا

وریشہ نے مسکراتے ہوئے سب کو دیکھا وہاں ایک کمپلیٹ فیملی تھی۔۔۔

!.....!

ارتضیٰ نے اپنے پلین کہ مطابق پولیس کو بھی بلا لیا۔۔۔ تھا

اور جیسے ہی پولیس ائی ارتضیٰ پچھلے گیٹ سے بھاگ نکلا۔۔۔

!.....!

کوئی نہیں جانتا یہاں یو آیس اے میں کہ ارتضیٰ کریم کون ہے۔۔۔ پاشا کے اکاؤنٹ میں موجود ساری رقم وہ اپنے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر چکا تھا۔۔۔

پاکستان میں ایک انڈر گراؤنڈ کا مشہور ترین شخص ارتضیٰ کریم۔۔ جس کہ لیے کوئی بھی کام ناممکن نہیں تھا۔۔

وہ یہاں پر۔۔ ایک کمپنی پر ایڈمن کی نوکری پر فائز سب کہ نزدیک سب سے شریف جانے والی شخصیت میں سے ایک تھا۔۔

ختم شد۔۔



اردو میٹریل  
Classic Urdu Material